مکہ مکرمہ

ماضی وحال کے آئینہ میں

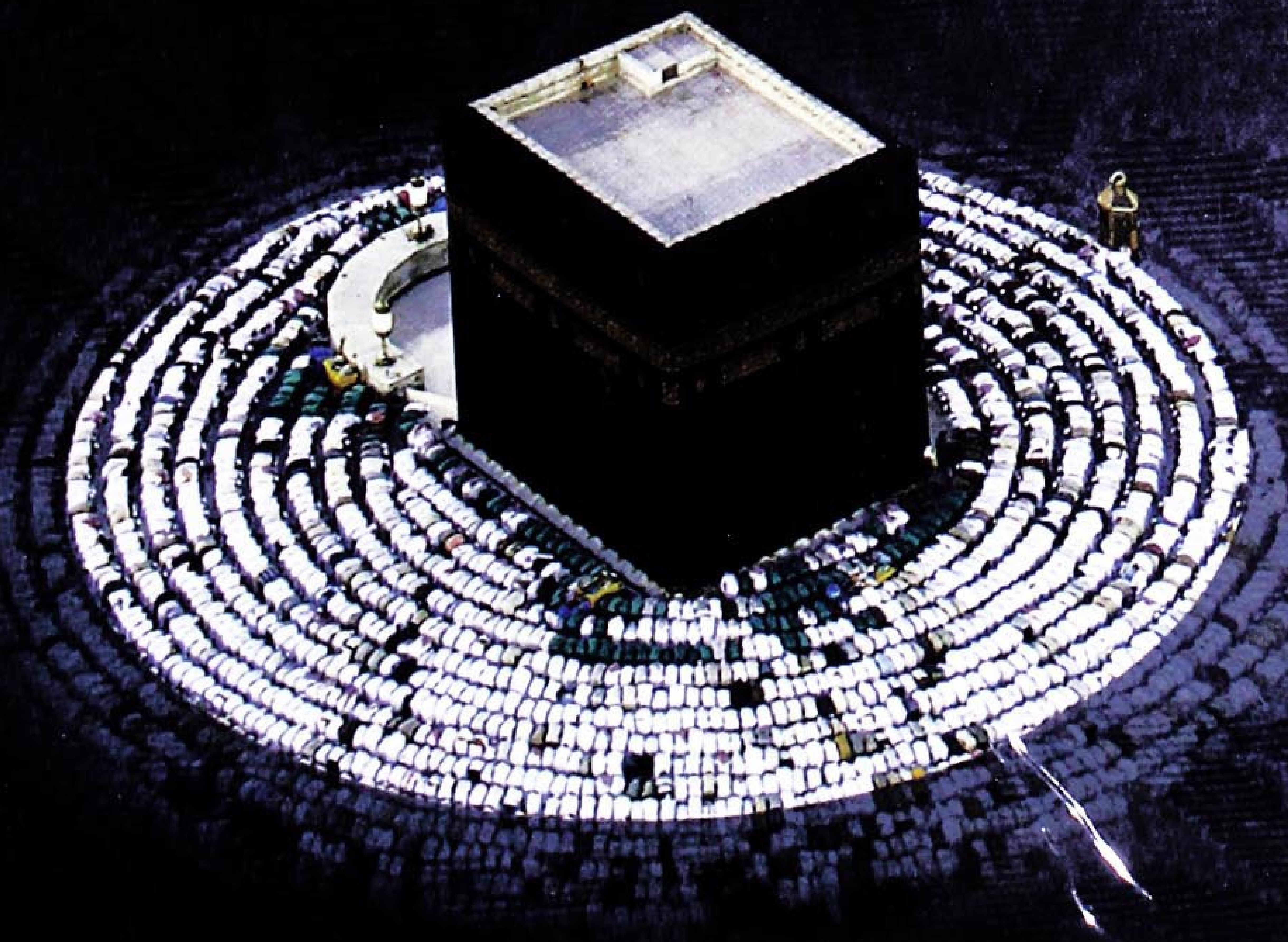

تالیف

محمود محمد حمو

Marfat.com

Marfat.com

13

مکہ مکرمہ

ماضی وحال کے آئینہ میں

84554

تالیف

محمود محمد حمو

مراجعہ ونظر ثانی

ڈاکٹر احمد محمد شعبان
ہیڈ آف ریسرچ اسکالرس مدینہ ریسرچ سینٹر مدینہ منورہ

ترجمانی

محمد جاوید اشرف مدنی الندوی مدینہ منورہ

ڈیزائننگ

خالد عبدالفتاح۔نوشاد علی کلتل

Marfat.com

مقدمه

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین وعلے آلہ وصحبہ ومن تبعھم باحسان إلی یوم الدین اما بعد!

مکہ مکرمہ اللہ تعالی کا پاکیزہ ومقدس شہر ہے، مہبط وحی ہے، منبع رسالہ ہے، یہ وہ مبارک شہر ہے جہاں وحی کا نزول ہوتا تھا، آسمان سے رشد وہدایت کے فرمان نازل ہوتے تھے، روئے زمین پر سب سے مقدس سب سے مبارک سب سے پاکیزہ جگہ اگر کوئی ہے تو وہ یہی شہر مکہ ہے، یہی شہر جس کو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی محبوب شہر ہونے کا شرف عظیم حاصل ہے، اللہ تعالی نے اپنے حرم پاک کے لئے اس شہر مبارک کو منتخب فرمایا، یہی شہر مقدس اللہ تعالی کے نبی حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام کا مسکن تھا، اسی شہر شریف کو یہ فضیلت ملی کہ خاتم النبیین سیدنا محمد ﷺ کی جائے پیدائش بنے، یہی شہر سارے عالم کے مسلمانوں کے جگر پارہ اور ان کی محبت وعقیدت اور ایمان ویقین کا مرکز ہے، یہیں پر اسلام کا اہم ترین فریضہ حج کی ادائے گی ہوتی ہے، اللہ تبارک وتعالی نے اپنی کتاب مبارک میں اس شہر کی تعریف وتوصیف بیان فرمائی ہے، اور قیامت تک کے لئے اس کو جائے امن وسلامتی قرار دیا ہے۔

یہ کتاب جو قائین کے ہاتھ میں ہے اس شہر مبارک کا آئینہ ہے جس میں قارئین اس شہر مقدس کی تاریخ

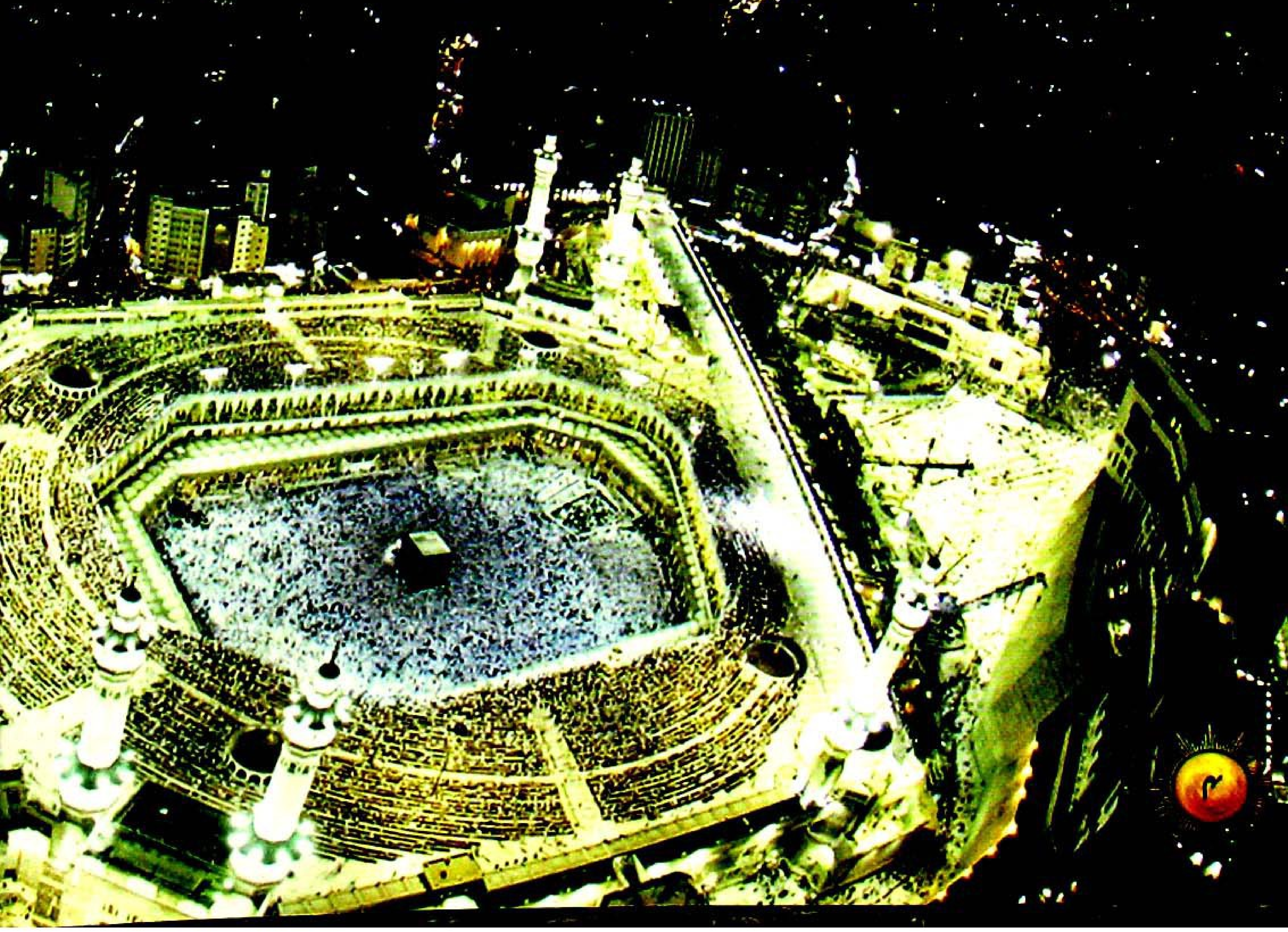

Marfat.com

تصویریں ملاحظہ کر سکیں گے، اور اس شہر کے سفر میں یہ کتاب شہر کی زیارت علم و مشاہدہ کے لئے ایک اچھا رہنما ثابت ہوگی، جس میں شہر کی تاریخی اشیاء کو پیش کیا گیا ہے، اس شہر مبارک میں پائے جانے والے آثار و نقوش اور محترم و مقدس مشاعر کو واضح کیا گیا ہے، کتاب کی ترتیب اس انداز سے کی گئی ہے گویا یہ کتاب اپنے قاری کو شہر مقدس کی تاریخی سیر کراتی ہوئی، ماضی کے اہم واقعات بتاتی ہوئی، قدیم تاریخ پر روشنی ڈالتی ہوئی عہد حاضر کی تطویر و ترقی تک لے آئے گی، کتاب میں اس شہر معظم و مکرم میں ہونے والے واقعات اجمالاً بیان کئے گئے ہیں، شہر مبارک کی قدیم و جدید آبادی کی تطویر و ترقی اور اجتماعی و ثقافتی، تعلیمی و تہذیبی اور اقتصادی پیش رفت پر روشنی ڈالی گئی ہے، گویا اس کتاب میں اس عظیم شہر کی قدیم و جدید تاریخ کو ایک سادہ و سلیس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

کوشش کی گئی ہے کہ اس شہر کے زائر کے لئے یہ کتاب ایک اچھا زادِ سفر ہو، کتاب میں جہاں عبارت کی شستگی اور بیان کی شگفتگی کی چاشنی ہے وہیں، اہم مواقع کی بولتی ہوئی تصاویر کی حلاوت بھی ہے، جس سے قاری کو محسوس ہوگا کہ یہ کتاب ہی نہیں بلکہ اس شہر کے مبارک سفر میں ایک اچھا انیس و ہمنشین ہے، جس میں محبت کی عطر بیزی اور شوق و عظمت کی دلفریبی ہے، یقیناً کتاب کو پڑھ کر ایک قاری ضرور یہ دعا کرے گا۔ اے اللہ ہمیں مکہ شہر کی زیارتِ عظیم سے سرفراز فرما دے۔

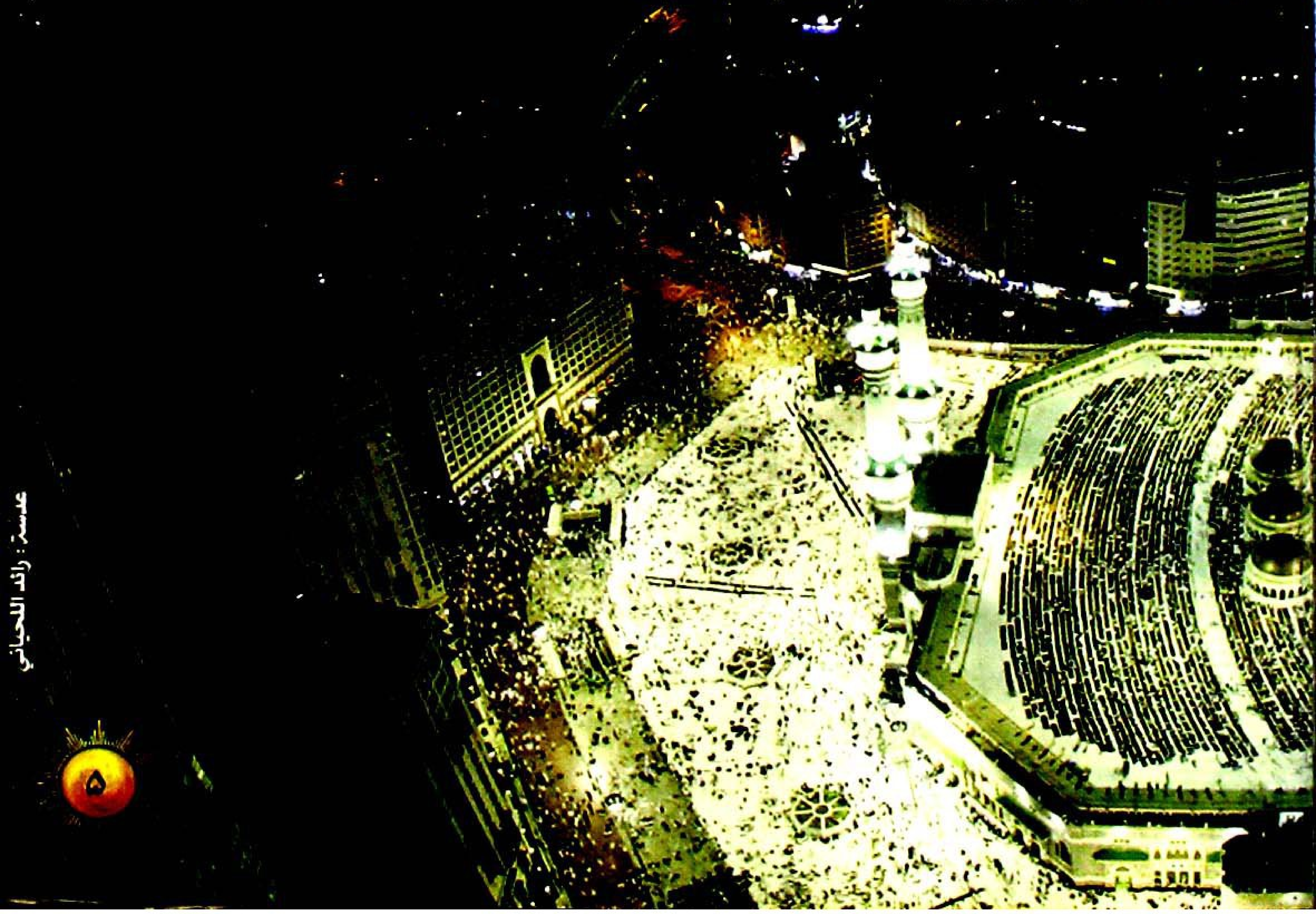

عدسة: رائد اللحياني

Marfat.com

مکہ مکرمہ کا محل وقوع

یہ شہر مبارک سعودی عرب کے بجانب مغرب میں واقع ہے، اس کا درجہ عرض (۱۹، ۲۵، ۲۱، شمال میں) اور درجہ طول (۴۶، ۴۹، ۳۹ مشرق میں) ہے، سطح سمندر سے اسکی بلندی (۲۸۰) میٹر، اور مدینہ منورہ سے اس کا فاصلہ (۴۳۰) کلومیٹر جنوب کی سمت ہے، جدہ سے یہ شہر مبارک مشرق میں (۷۳) کلومیٹر پر ہے۔

جیسا کہ اس مقدس شہر کی آبادی سروات کے تسلسلی پہاڑوں پر ہے، اور شہر مکہ کے چاروں سمت جو پہاڑ ہیں وہ تہامہ کی وادیوں کا سنگم ہیں جو ہر چہار سمت سے آکر یہاں مل جاتی ہیں۔

یہ مکہ شہر وادی ابراہیم کو اپنے قلب میں لئے ہوئے ہے جو مشرق ومغرب اور جنوب کے قریب قریب پہاڑی سلسلہ کے درمیان میں ہے، شمالی پہاڑی سلسلہ جبل فلق اور جبل قیعان پر مشتمل ہے، جبکہ جنوبی پہاڑی سلسلہ میں مغرب میں جبل ابی حدیدۃ، اس کے بعد جنوب میں کدئ، پھر جنوب مشرق جبل ابو قبیس پھر جبل خندمہ ہے۔

مناخ:

مکہ مکرمہ کا موسم گرمیوں میں سخت گرم اور سردیوں میں ذرا ہلکا سا گرم ہوتا ہے، موسم گرما میں درجہ حرارت (۴۸ ڈگری) تک پہنچتا ہے اور موسم سرما میں (۱۵ ڈگری) تک آجاتا ہے، اس کا سالانہ درجہ حرارت کا اوسط (۲۹،۹ ۔ ۳۱ ڈگری) کے درمیان رہتا ہے، اور تناسب دنیا کے سب سے زیادہ اوسط ہے، اس لئے کہ دنیا میں استوائی علاقوں کے درجہ حرارت کا اوسطاً تناسب (۲۷ ڈگری) سے زیادہ نہیں ہوتا، ہوا کی رفتار یہاں نسبتاً کم ہوتی ہے اس لئے کہ اس شہر مبارک کو ایک طرف تو چاروں طرف سے سروات کے پہاڑوں نے اپنی آغوش میں لیا ہوا ہے، اور دوسری جانب ان پہاڑوں اور بحر احمر کے ساحل کے درمیان متنقل پہاڑوں کا سلسلہ حائل وحاجز ہے۔

مکہ مکرمہ میں چلنے والی ہوا شمال مغربی، شمال مشرقی اور جنوب مغربی ہوتی ہے، جس کی سالانہ رفتار عموماً (۴،۷۔۸،۵) فی گھنٹہ کیلومیٹر ہوتی ہے۔

مکہ مکرمہ میں بارشیں کم ہی ہوتی ہیں، جو عموماً شمال مغربی یا جنوب مغربی کے نتیجہ میں ہوتی ہیں، کبھی مکہ کی بارشیں ایسی موسلہ دھار اور تیز ہوتی ہے کہ سیلابی کیفیت ہوجاتی ہے، وجہ اس کی یہی ہے کہ مکہ کے پہاڑوں کا سب پانی نیچے بہہ کر آجاتا ہے، مکہ مکرمہ میں ہونے والی بارش کا اوسطاً تناسب (۸۰ ملی: ۱۲۵ ملی) کے درمیان رہتا ہے۔

رطوبطت کا تناسب سال کے اکثر حصہ میں پست اور گراہوا ہی رہتا ہے جو زیادہ سے زیادہ ۵۷٪ اور کم سے کم ۳۲٪ ریکارڈ کیا گیا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

تاریخ مکہ مکرمہ

مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے جنہوں نے سکونت اختیار کی وہ حضرت اسماعیل علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی والدہ محترمہ حضرت ہاجر تھیں، آپ دونوں کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس وادی میں لاکر چھوڑ دیا تھا، قرآن کریم میں اس کا ذکر اس طرح آیا ہے ﴿رَبَّنَا إِنِّيْ أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ..... الآية﴾ (سورہ ابراہیم: ۳۷) ترجمہ اے ہمارے میں اپنی بعض اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک ایسی وادی میں آباد کرتا ہوں میں جو بے آب و گیاہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا جلد ہی قبول فرمالی، اس طرح کہ جب ان دونوں (یعنی حضرت ہاجرا اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے پاس توشہ ختم ہوگیا تو حضرت ہاجر پانی کی تلاش میں صفا و مروہ پہاڑیوں کے درمیان دوڑیں، یہاں تک کہ حضرت جبریل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا جنھوں نے آکر زمین میں اپنا پَر مارا، جس کی وجہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیروں کے نیچے سے زمزم کا چشمہ جاری ہوا، ملک شام سے قبیلہ جرہم واپس ہورہا تھا اُس نے جب یہاں پانی کا چشمہ دیکھا تو انھوں نے حضرت ہاجر (علیہا السلام) سے یہاں سکونت اختیار کرنے کی اجازت طلب کی، حضرت ہاجر نے اجازت مرحمت فرمادی، اور اس طرح قبیلہ جرہم نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنی پرورش و پرداخت میں لے لیا، چنانچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اسی قبیلہ میں پروان چڑھے اور انھیں میں رہ کر عربی زبان کی تعلیم حاصل کی، حتیٰ کہ پھر اسی قبیلہ میں آپ کی شادی بھی ہوگئی، حضرت اسماعیل علیہ السلام سے جو نسل چلی اسی کو مؤرخین نے ''عرب مستعربہ'' کا نام دیا، اس طرح یہ مکہ کی بے آب و گیاہ وادی آباد ہوگئی، رہائشی مکانات پہاڑوں کی بلندیوں پر متفرق طور پر پھیل گئے، اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

اپنے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کعبہ شریف کی تعمیر کا حکم دیا، اور یہ کہ لوگوں میں حج کا اعلان کر دیں، اس اعلان کے بعد جن کے لئے اللہ تعالی نے حج لکھ دیا وہ ابراہیم علیہ السلام کے اعلانِ حج پر حج کرنے کے لئے مکہ مکرمہ آئے، اور یہ وہ پہلا قافلہ تھا کہ جس نے اس مبارک گھر کا حج کیا۔

ایک طویل عرصہ تک بیت اللہ شریف کی زمام اور اس کی ذمہ داری حضرت اسماعیل علیہ السلام نے نبھائی، آپ کے بعد آپ کی اولاد نے، پھر ایک مدت کے بعد آپ ہی کے پوتے مضاض بن عمرو جرہمی کو خانہ کعبہ کی تولیت ملی، اس طرح مکہ مکرمہ کی ولایت وامارت اور بیت اللہ شریف کی ذمہ داری قبیلہ جرہم ہی میں رہی، اس قبیلہ نے ایک طویل عرصہ تک بیت اللہ شریف کی خدمت اور حجاج کی راحت رسانی کا کام بخوبی انجام دیا، یہاں تک کہ تقریباً تیسری صدی عیسوی کے اواخر میں اس قبیلہ کے اندر ایک ایسی نسل تیار ہوگئی جس نے بیت اللہ اور حرم کے تقدس کو پامال کیا، جس پر اللہ تعالی نے یمنی قبیلہ خزاعہ کو اِن پر مسلط کر دیا، قبیلہ خزاعہ کی قیادت ربیعہ بن الحارث کے ہاتھ میں تھی، اس نے قبیلہ جرہم کو یہاں سے نکال باہر کیا، اور حرم کی رعایت ونگہداشت اور اس کی خدمت اپنے ذمہ لے لی، ربیعہ کی وفات کے بعد قبیلہ خزاعہ ہی کے ایک دوسرے شخص عمرو بن لحی نے زمام قیادت سنبھالی، اس شخص نے ایک بدترین روایت بت پرستی کی قائم کی اور کعبہ شریف کے اردگرد بت لا کر نصب کئے، اور ابراہیم علیہ السلام کے دین کی تصویر مسخ کر دی۔

بعض روایات میں ہے کہ اسعد حمیری بیت اللہ شریف کو منہدم کرنے اور اس کے خزانہ پر قبضہ کرنے کے لئے مکہ آیا، مگر اس نے کچھ ایسی نشانیاں دیکھیں کہ وہ اپنے بد اقدام سے باز رہا، اور مکہ مکرمہ کی تعظیم وتوقیر کی، یہاں آ کر اس نے دس دن قیام کیا، جس میں وہ اہل مکہ اور حجاج کرام کو کھلاتا پلاتا رہا، اس واقعہ کے بعد عرب کے بہت سے لوگوں کی یہ ہمت ہوئی کہ مکہ آ کر قبیلہ خزاعہ کے جوار میں آ کر بس جائیں۔

Marfat.com

قریش کا عہد:

مکہ مکرمہ پر کچھ مدت تک خزاعہ قبیلہ کی حکمرانی چلتی رہی، یہاں تک کہ خلیل بن حبشیہ خزاعی والی مکہ ہوا، جب اس کی وفات کا وقت قریب ہوا تو اس نے بیت اللہ شریف کی ولایت و نگہبانی اپنے داماد قصی بن کلاب قرشی اور اس کے بیٹوں کے سپرد کی، قبیلہ خزاعہ نے اس کی مخالفت کی، جس کی وجہ سے قریش اور خزاعہ میں جھڑپیں شروع ہوگئیں، چنانچہ دونوں قبیلے یعمر بن عون کے پاس فیصلہ کرانے کے لئے متفق ہوئے، جس نے بیت اللہ شریف اور مکہ کی ذمہ داری قصی بن کلاب کو دی، قصی بن کلاب نبی اکرم ﷺ کے چوتھے جدامجد تھے، یہ واقعہ پانچویں صدی عیسوی کے وسط میں پیش آیا، قصی نے خداداد صلاحیت سے خوب ذمہ داری نبھائی، مشورے کے لئے دارالندوہ قائم کیا، انتظامی امور کے لئے

Marfat.com

بعض عہدے قائم کئے جن پر قریش کے اہم لوگوں کو فائز کیا، تا کہ اس طرح قریش میں اتفاق واتحاد کی فضاء قائم ہو، مکہ مکرمہ کے امور کو منظم کیا، کنویں کھدوائے، کعبہ شریف میں مطاف کی جگہ چھوڑ کر تعمیر کرنے کی اجازت دی، امن وامان قائم ہو گیا، خوشحالی پیدا ہوگئی، ہر سال عرب قبائل بکثرت مکہ مکرمہ حج اور تجارت کیلئے آنے شروع ہو گئے۔

مکہ کے انتظامی امور اسی طرح چلتے رہے یہاں تک مکہ مکرمہ کی ولایت اور اس کی ذمہ داری آنحضرت ﷺ کے دادا عبدالمطلب کو پہنچی، عبدالمطلب نے اس ذمہ داری کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ نبھایا، قبائل کو جمع کر کے ایک باہمی معاہدہ طے کیا، جو حلف الفضول کے نام سے معروف ہے، اس معاہدہ میں مظلوم کی دادرسی، اور عدل وانصاف کا قیام پیش نظر تھا، زمزم کا کنواں مرورِ زمانہ کے ساتھ جس کے آثار بھی مٹ چکے تھے اس کو دوبارہ کھدوایا۔

عبدالمطلب ہی کے زمانہ (سنہ ۵۷۱ء) میں مکہ مکرمہ میں دو عظیم حادثے رونما ہوئے:

۱۔ حبشہ کے حاکم ابرہہ کی ہلاکت و بربادی جو بیت اللہ شریف کو منہدم کرنے کے لئے آیا تھا۔

۲۔ آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت۔

آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی مکہ مکرمہ میں بہت سی بڑی تبدیلیاں آنی شروع ہوگئیں، چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اہل مکہ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلایا اور بت پرستی چھوڑنے کو کہا، اس دعوت پر اہل مکہ برافروختہ ہو گئے، بالعموم آپ ﷺ کی دعوت کو جھٹلایا اور آپ ﷺ کو اور آپ پر ایمان لانے والے جو ضعیف و کمزور حالت میں تھے، کو ستانا شروع کیا، آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو دو مرتبہ حبشہ کی ہجرت کی اجازت دی، آپ ﷺ اور آپ کے قبیلہ بنو ہاشم اور بنو المطلب پر کفار مکہ کا دباؤ مزید بڑھ گیا، یہاں تک کہ کفار نے ان اقتصادی وسماجی کا بائیکاٹ کر ڈالا، چنانچہ شعب ابی طالب میں بنو ہاشم و بنو المطلب تین سال تک محصور ہو کر رہ گئے، اس بائیکاٹ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ کے قبیلہ والوں پر ایسی سختیاں اور پریشانیاں آئیں جن کے تصور سے بھی انسان لرز اٹھتا ہے، ان قبیلہ کے لوگوں کو کھانا تک میسر نہ تھا، بھوک مٹانے کے لئے درختوں کے پتے چباتے تھے، اسی بائیکاٹ کے زمانہ میں آپ ﷺ کی رفیقہ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال

Marfat.com

ﷺ نے دونوں

…ت ﷺ … عوت … مددگار

… ﷺ کو نہایت صدمہ پہنچا، ان حضرات کی وفات کے بعد قریش کی سختیاں مزید بڑھتی گئیں، جس کے بعد آپ ﷺ نے بھی چاہا کہ مکہ مکرمہ سے باہر کوئی جگہ ایسی مل جائے جہاں دعوتی فریضہ ادا کریں، چنانچہ اس کے لئے آپ ﷺ نے طائف کا انتخاب فرمایا، طائف قریش اور مکہ کے لوگوں کیلئے نہایت اہمیت کی حامل جگہ تھی، اس لئے آپ ﷺ نے دعوتی غرض سے طائف کا سفر فرمایا، اور اہل طائف کو اسلام کی دعوت دی، اہل طائف نے بھی اس دعوتِ اسلام کو قبول کرنے سے انکار کیا، بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر یہ کیا کہ اوباش و شریر قسم کے لڑکوں کو آنحضرت ﷺ کے پیچھے لگا دیا جو آپ ﷺ کو تکلیف پہنچاتے اور پتھر پھینکتے، ان بے وقوفوں سے آپ ﷺ کو شدید تکلیف پہنچی، جس کے بعد پھر آپ ﷺ مکہ مکرمہ واپس تشریف لے آئے، اُدھر قریش کی ایذار

Marfat.com

[illegible] تاہم [illegible] اپنے دعوتی [illegible]

اس کو آگے بڑھاتے رہے، اور جو عرب قبائل مکہ مکرمہ ہر سال [illegible]
دعوتِ اسلام پیش فرماتے، یہاں تک کہ سنہ (۶۲۱ء) میں یثرب (مدینہ) کے بعض افراد نے اس
دعوتِ اسلام کو قبول کیا، اور ایمان لے آئے، اور آئندہ سال حج کے موقع پر ان ایمان لانے والے افراد
کے ساتھ مزید ستر سے زائد لوگ یثرب سے حاضر ہوئے، اور ان سب نے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ
پر اسلام قبول کیا، اور نہ صرف یہ کہ اسلام قبول کیا بلکہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے ساتھ آپ پر ایمان
لانے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی دعوت پیش کی، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انفرادی
و اجتماعی طور پر مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت شروع کر دی، اس کے کچھ عرصہ بعد آنحضرت ﷺ
بھی اپنے رفیق و صدیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف
لے گئے، اور پھر وہاں دعوتِ اسلام کے نئے مرحلہ کا آغاز ہوا۔

Marfat.com

ہجرت کے بعد مکہ کے حالات

آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے مکہ چھوڑ کر مدینہ منورہ ہجرت کی اور اس شہر مدینہ کو جائے مستقر بنایا، یہاں استقرار حاصل ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے مہاجرین کے ساتھ اور مکہ میں رہ جانے والے مسلمانوں کے ساتھ قریش کی ظلم و زیادتی کو روکنے اور اس کی قوت کو کمزور کرنے کے لئے اس کے تجارتی قافلہ کا تعاقب کیا، یہ تجارتی قافلہ ملک شام سے واپس آ رہا تھا۔

اُدھر جب اہل مکہ کو یہ اطلاع ملی کہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی ہمارے تجارتی قافلہ کی راہ میں آڑے آ رہے ہیں، تو اہل مکہ نے اپنے قافلہ کے دفاع کے لئے ایک عظیم لشکر تیار کر کے آگے بڑھایا، تجارتی قافلہ کے قائد ابوسفیان کی ہوشیاری سے قافلہ تو راستہ بدل کر مکہ پہنچ گیا مگر اہل مکہ نے جو لشکر اپنے تجارتی قافلہ کی حفاظت اور معاونت کے لئے بھیجا تھا یہ بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے بڑھا اور مسلمانوں کے ایک مختصر سے لشکر (جس کی تعداد تین سو چودہ تھی) سے مقابلہ آرائی پر اتر آیا، چنانچہ بدر کے میدان میں ان مکہ کے کافروں اور مسلمانوں کے درمیان مقابلہ ہوا، بدر مدینہ منورہ سے ایک سو ساٹھ (۱۶۰) کلومیٹر دور ایک مقام ہے، یہ ۲ ھ مطابق (۶۲۴ء) کا واقعہ ہے، اس غزوہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو زبردست کامیابی عطا فرمائی، جس کے بعد مسلمانوں کا عربوں میں ایک مقام پیدا ہوگیا۔

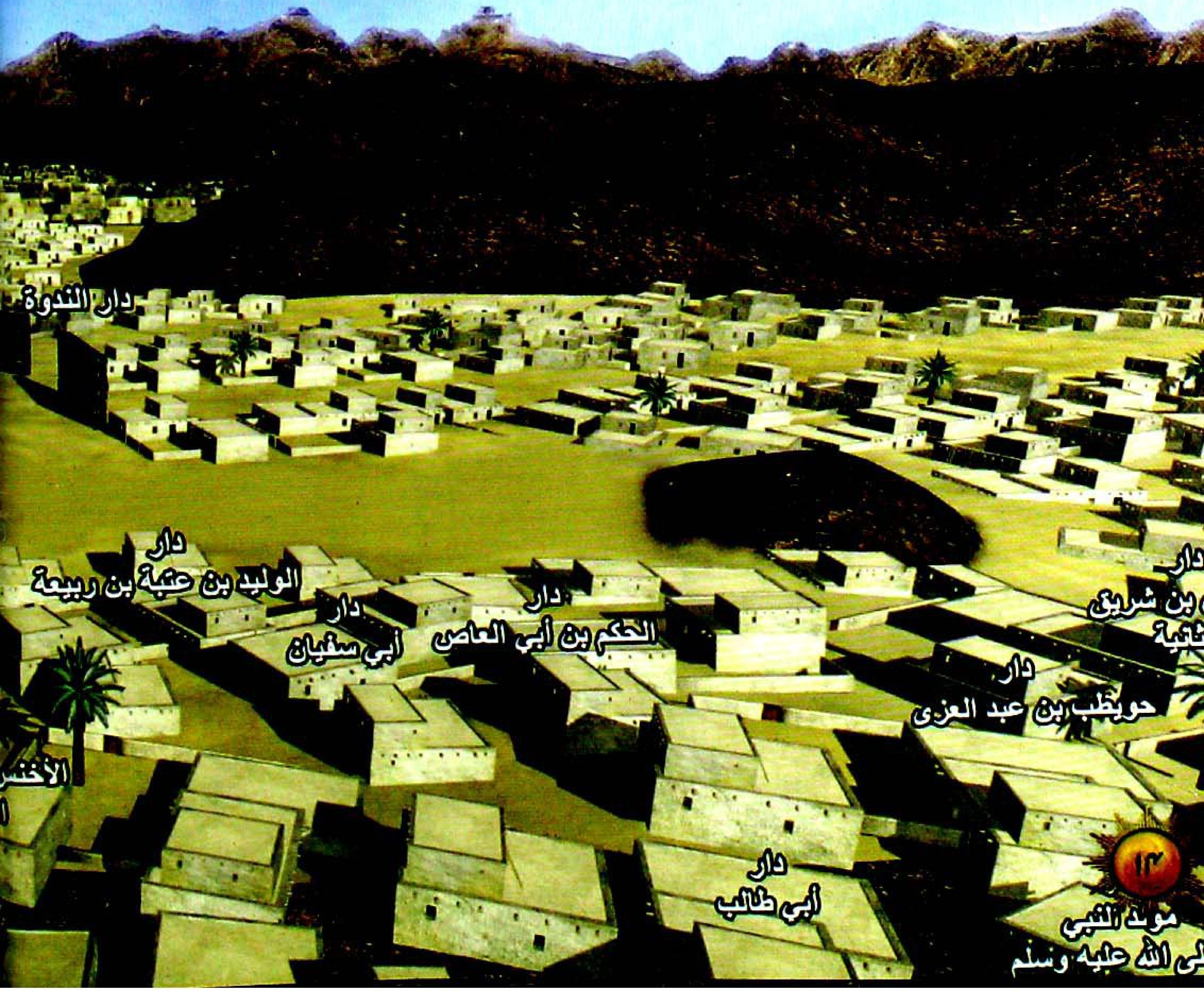

Marfat.com

اِدھر قریش نے چاہا کہ بدر کا بدلہ لے کر اپنی شکست و ذلت کے داغ کو مٹائے، چنانچہ اس غرض سے قریش نے مدینہ پر دو بار حملہ کیا، پہلا حملہ ۳ ھ مطابق (۶۲۴ء) میں کیا جو غزوۂ احد سے معروف و مشہور ہے، دوسرا حملہ ۵ ھ مطابق (۶۲۷ء) میں کیا، جو غزوۂ خندق کے نام سے معروف ہے، یہ دونوں حملے بھی قریش کے مقاصد پورے نہ کر سکے، یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ سنہ ۶ ھ (۶۲۷ م) میں چودہ سو صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ بغرض عمرہ نکلے، حدیبیہ کے مقام پر پہنچ کر آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے قریش کے پاس اپنا نمائندہ روانہ فرمایا تاکہ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے متعلق گفت و شنید ہو سکے، کفارِ قریش یہ کہاں گوارا کر سکتے تھے کہ آنحضرت ﷺ آسانی کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہو سکیں، چنانچہ قریش نے اس سال آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کو مکہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی اور طرفین میں ایک صلح نامہ طے پایا جس کے بموجب آنحضرت ﷺ آئندہ سال عمرہ کے لئے مکہ مکرمہ میں داخل ہو سکتے ہیں، اس طرح آنحضرت ﷺ بغیر عمرہ کئے ہی اپنے صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ واپس ہو گئے، اس کے بعد آپ ﷺ نے اس عمرہ کی آئندہ سال (۶۲۸ م) میں قضا فرمائی، اور صلح حدیبیہ کا پورا پورا پاس و لحاظ فرمایا۔

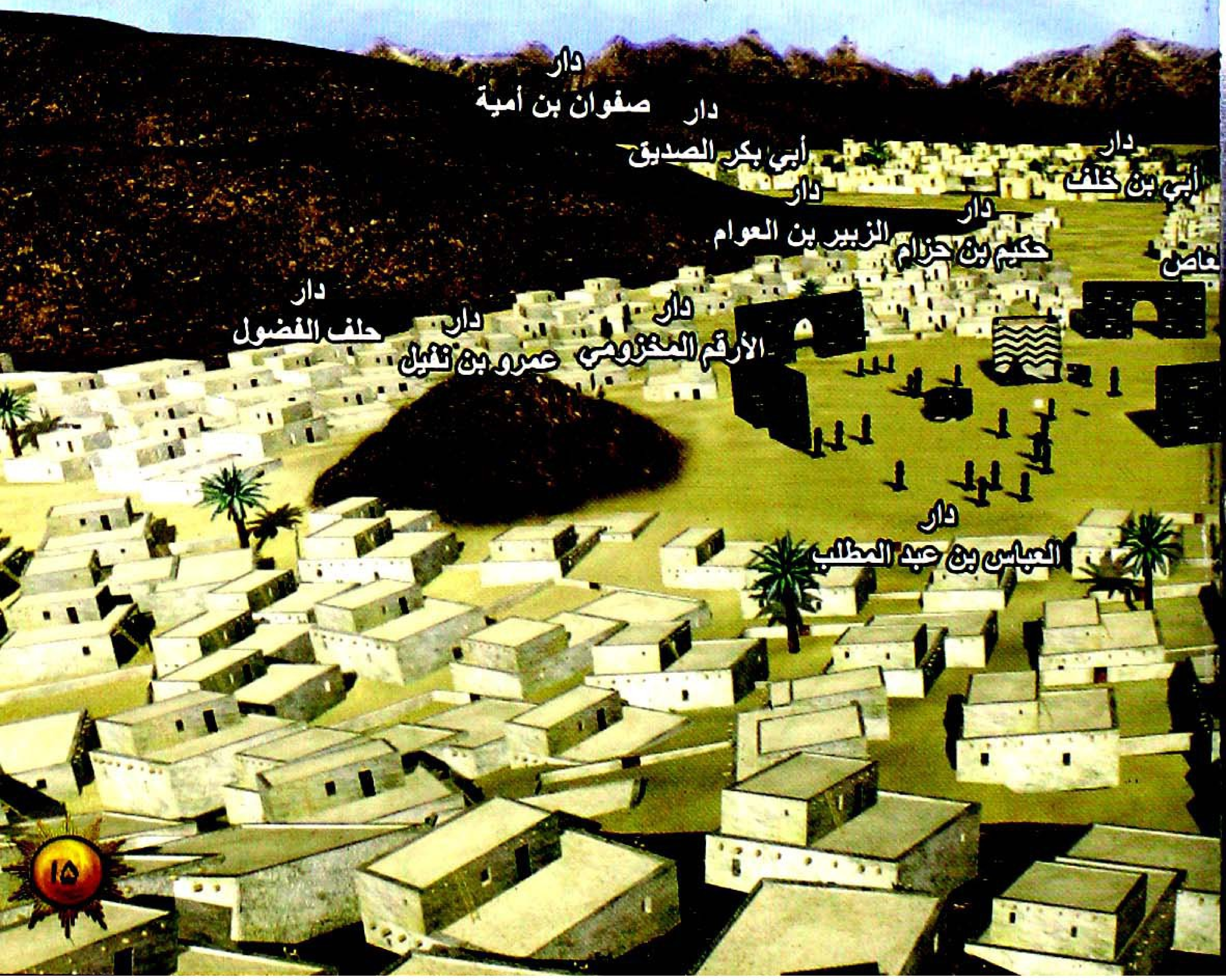

Marfat.com

مکہ مکرمہ عہد نبوی میں:

قریش نے حدیبیہ کے مقام پر جو اپنا من چاہا صلح نامہ طے کرایا تھا، اس پر بھی پوری طرح کاربند نہ رہے، اور مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کی پابندی نہیں کی، اور صرف ڈیڑھ سال بعد ہی معاہدہ شکنی کر ڈالی، اس طرح کہ قبیلہ خزاعہ جو کہ معاہدہ کی رو سے آنحضرت ﷺ کا حلیف تھا قریش نے اُس کے خلاف قبیلہ بکر کی ظلم وزیادتیوں کا ساتھ دیا، قبیلہ بکر قریش کا حلیف تھا، آنحضرت ﷺ نے قریش کی یہ عہد شکنی دیکھی تو فتح مکہ کا ارادہ فرمایا، اور اس کے لئے سنہ ۶ ھ (۶۳۰م) میں ایسے عظیم لشکر کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے کہ قریش میں اس کے مقابلہ کی ذرا ہمت وطاقت نہ تھی، قریش نے اپنی عافیت استسلام اور خود سپردگی ہی میں محسوس کی، اور اس طرح آنحضرت ﷺ مکہ مکرمہ میں بغیر جنگ کے ہی فاتحانہ طور پر داخل ہوئے، آپ ﷺ نے سرزمین مکہ میں داخل ہو کر جو عظیم کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ تاریخ کا ایسا روشن باب ہے کہ دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے:

۱۔ قریش کے ہاتھ جو لوگ قید تھے اُن کو آزاد کیا۔

۲۔ بیت اللہ شریف کو بتوں کی گندگی سے پاک وصاف فرمایا۔

۳۔ تمیم بن اسد خزاعی کو اس پر مامور فرمایا کہ وہ حرم کی حدود کی تجدید کریں

۴۔ عتاب بن اسید صحابیؓ کو مکہ مکرمہ کی ولایت سپرد فرما کر آپ ﷺ حنین کی جانب عازم سفر ہوئے۔

غزوۂ حنین سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے جعرانہ کے مقام سے عمرہ کا احرام باندھا، اور عمرہ کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ کا سفر شروع فرمایا، مکہ مکرمہ میں دو جلیل القدر صحابیان حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہما کو اس پر مامور فرمایا کہ وہ یہاں کے باشندوں کو قرآن کریم اور دین کی تعلیم سے روشناس کرائیں۔

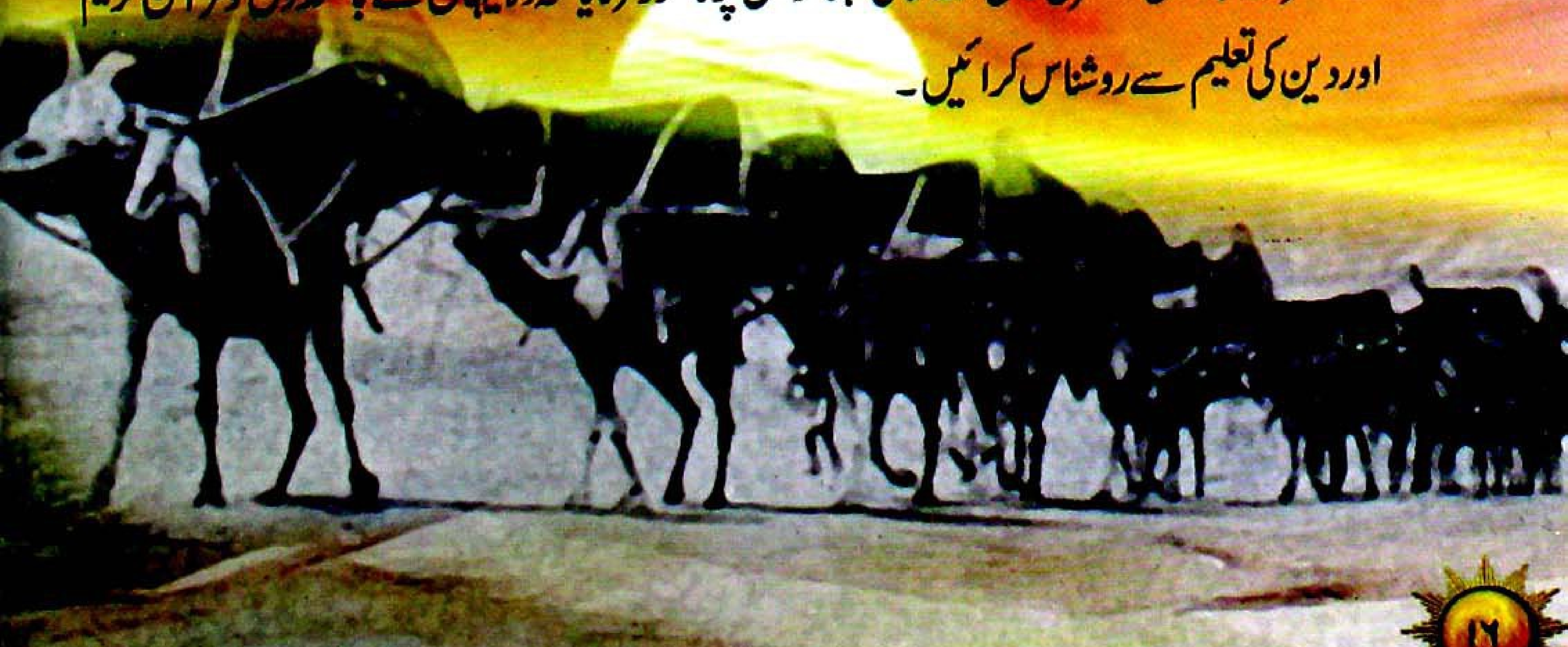

Marfat.com

سنہ ۹ھ (۶۳۰م) میں آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حج کے قافلہ کا امیر بنا کر روانہ فرمایا، ان کے بعد پیچھے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مشرکین سے براءت کا اعلان کیا، اور یہ اعلان کیا کہ اس سال کے بعد کسی مشرک و کافر کو حج کی اجازت نہیں ہوگی۔

سنہ ۱۰ھ (۶۳۱م) میں آنحضرت ﷺ مکہ مکرمہ حج کی ادائیگی کی غرض سے تشریف لائے، اور آپ ﷺ نے حج ادا فرمایا، اس حج میں آپ ﷺ نے لوگوں کو حج کا طریقہ سکھایا، اور جاہلانہ رسم و رواج سے روکا، سودی لین دین کو ممنوع قرار دیا، اور خون ریزی پر پابندی عائد کی، عورتوں کے ساتھ خیر خواہی اور اچھے سلوک کی تعلیم تلقین فرمائی، اور اپنی امت کو ان الفاظ میں الوداع فرمایا:
"شاید میں اس سال کے بعد آپ لوگوں سے نہ مل سکوں گا"۔ اس حج سے فارغ ہو کر آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے، اور تھوڑی مدت کے بعد ہی آپ ﷺ رفیق اعلیٰ سے جا ملے، اس طرح مکہ مکرمہ کا یہ دورِ نبوی اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس نبوی دور میں اس شہر مبارک میں جو عظیم ترین کام ہوا وہ یہ کہ یہ شہر مقدس ہمیشہ کے لئے بت پرستی اور کفر و شرک کی گندگی سے پاک و صاف ہو گیا، اور مسلمانوں کے لئے تا قیامت قبلہ قرار پایا۔

Marfat.com

مکہ مکرمہ عہد راشدی میں

آنحضرت ﷺ کے وفات کے بعد زمام خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنبھالی، اس وقت جزیرۂ عرب کے احوال مضطرب و پیچیدہ ہو گئے تھے، اس طرح کہ عرب کے بعض قبائل نے اسلام سے ارتداد کا اعلان کر دیا، اہل مکہ میں سے بعض ٹولیوں اور گروہوں نے مرتد ہونے کا اظہار کیا، حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو جمع کر کے خطاب کیا اور فرمایا'' اے قریش کے لوگو! ایسے نہ ہو کہ آخر میں تو تم اسلام لائے، اور سب سے پہلے اسلام سے مرتد ہوتے ہونے لگے ہو، اللہ تعالی کی قسم یہ دین جہاں سے سورج چاند طلوع ہوتا ہے وہاں سے لے کر جہاں سورج چاند غروب ہوتا ہے وہاں تک پھیل کر رہے گا،، یہ خطبہ سن کر مکہ مکرمہ میں کچھ سکون کی فضا بنی، اور اہل مکہ میں اسلام سے ارتداد کا سیلاب رک گیا، یہی نہیں بلکہ اہل مکہ اسلام پر ثابت قدم رہنے کے ساتھ مرتدین سے قتال کے لئے تیار ہو گئے اور پھر انھوں نے اسلامی فتوحات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جس کا دائرہ شام و عراق تک پھیل گیا تھا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کے عہد میں اسلامی فتوحات میں پیش قدمی ہوئی اور ان کا دائرہ شام و فارس تک جا پہنچا، اسلامی دارالخلافہ (مدینہ منورہ) میں مال و دولت کی فراوانی ہوگئی، جس کے اثرات مکہ تک پہنچے، اور مکہ مکرمہ کی اقتصادی حالت بھی دن بدن اچھی ہوتی چلی گئی، امن کے ساتھ ساتھ خوشحالی بھی عام ہوگئی۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد میں اسلامی فتوحات کا سلسلہ مزید وسیع سے وسیع تر ہو گیا، مسلمانوں کے پاس مال و دولت کی خوب فراوانی ہوگئی، مکہ مکرمہ میں بڑے بڑے محل تعمیر ہوئے، شہر مکہ کے نواحی علاقہ میں بہت سے باغات وجود میں آگئے، مکہ مکرمہ کی بندرگاہ جو شعیبہ میں تھی وہ جدہ میں منتقل ہوگئی۔
الغرض عہد راشدی میں مکہ مکرمہ میں امن وسلامتی کے ساتھ ساتھ خوشحالی اور فراونی کا اچھا دور رہا، اور بعض اُن فتنوں سے بھی یہ شہر مبارک بچا رہا جو اس عہد کے آخری سالوں میں واقع ہوئے، اور بعض صحابہ کرام ؓ کے درمیان ہونے والے اختلافات کے اثرات بھی یہاں نہیں پڑے۔

Marfat.com

مکہ مکرمہ عہد بنو امیہ میں

سنہ ۴۱ ھ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دست برداری کا اعلان کیا، جس کی وجہ سے یہ سال "عام الجماعۃ،، یعنی اتفاق واتحاد کا سال کہلایا، اس لئے کہ امت ایک خلیفہ پر متحد ہوگئی تھی، جس کے بعد حالات بہتر ہوگئے اور دلوں میں سکون وچین پیدا ہوگیا، اور اسلامی فتوحات میں پیش قدمی شروع ہوگئی، بہت سے کبار صحابہؓ مکہ مکرمہ آ کر رہائش پذیر ہوئے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ اور اہل مکہ پر خصوصی توجہ مبذول کی، چنانچہ چشمے جاری کئے، اور اہل مکہ کے دل جیتنے کے لئے خوب جود وسخا سے کام لیا، یہاں تک سنہ ۶۰ ھ میں حضرت معاویہؓ کی وفات کا حادثہ پیش آیا، اور آپؓ کے بعد آپ کے بیٹے یزید نے خلافت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی، یزید نے اپنے نمائندہ کو مکہ مکرمہ بھیجا تاکہ وہ یزید کی طرف سے اہل مکہ سے بیعت لے، مگر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیعت سے انکار کردیا۔

سنہ ۶۴ ھ میں یزید نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے لئے حصین بن نمیر کو ایک لشکر کی قیادت میں مکہ مکرمہ روانہ کیا، جس نے آ کر مکہ کا محاصرہ کرلیا، اور منجنیق سے کعبہ پر حملہ کیا، جس کی وجہ سے کعبہ کی دیواریں کمزور ہوگئیں، اور جھلس گئیں، پھر اس کو جب یزید کی موت کی اطلاع ملی تو اپنے لشکر کو لے کر ملک شام کو واپس ہوگیا۔

یزید کی موت کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیعت کا اعلان کردیا، اور سنہ ۶۴ ھ میں آپ کی خلافت عمل میں آئی، آپؓ کی بیعت کرنے والوں میں اہل حجاز، اہل یمن، اہل عراق ، اور اہل خراسان تھے، اس بیعت کے بعد مکہ کے حالات ٹھیک ہوئے، امن واطمینان کی فضاء قائم ہوئی ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بیت اللہ شریف کی تعمیر جدید کی جس کو قواعد ابراہیم علیہ السلام پر تعمیر کیا، ایک مدت تک مکہ مکرمہ ان کی قیادت میں امن وامان کا گہوارہ رہا، یہاں تک عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف ثقفی کی قیادت میں ایک عظیم لشکر تیار کرکے جس کے جنگجوؤں کی تعداد چالیس ہزار تھی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے کے لئے مکہ مکرمہ بھیجا، اس لشکرِ جرار نے آ کر چند مہینے تک مکہ کا محاصرہ کیا، یہاں تک حجاج بن یوسف حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پر قابو پانے میں کامیاب ہوگیا اور اس نے آپؓ کو قتل کرکے سولی پر چڑھایا یہ سنہ ۷۳ ھ کا واقعہ ہے، حجاج بن یوسف نے بیت اللہ شریف کو دوبارہ منہدم کرکے ویسا ہی تعمیر کرایا جیسا کہ عہد نبوت میں تھا، اس واقعہ کے بعد مکہ پر بنو امیہ کا قبضہ رہا، اور پھر امن وامان کے حالات واپس آ گئے۔ بنو امیہ نے اپنے دور میں مکہ مکرمہ میں بہت سے اصلاحی کام کئے مثلاً راستے بنوائے، اور بہت سے علمی ودینی کاموں پر خصوصی توجہ دی۔

Marfat.com

مکہ مکرمہ عہد عباسی میں

سنہ ۱۳۲ھ مطابق ۷۴۹ء میں بنو عباس کے ہاتھ میں خلافت کی زمام آئی، جن کا دور سقوطِ بغداد کے عہد تک قائم رہا، بغداد کی عباسی سلطنت کا خاتمہ کا واقعہ تاتاریوں کے ہاتھوں سنہ ۶۵۶ھ مطابق ۱۲۵۸ء میں پیش آیا، عہد عباسی میں مکہ مکرمہ کی تاریخ کو تین مرحلوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

عہد عباسی میں مکہ مکرمہ کا پہلا دور

یہ دور سنہ ۱۳۲ھ سے شروع ہو کر سنہ ۳۵۸ء تک کے زمانہ پر محیط ہے، اس دور میں مکہ میں امن وسکون اور سیاسی اتھل پتھل دونوں قسم کے حالات یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے رہے، اس عہد میں علویوں کی متعدد بغاوتیں ابھریں جو بالآخر ناکامی سے دوچار ہوئیں، ان بغاوتوں اور سیاسی اضطرابات کی وجہ سے تنگی اور مہنگائی کے حالات پیدا ہوئے، اہل مکہ کے بہت سے باشندوں نے دوسرے شہروں کا رخ کیا، البتہ اس درمیان میں بھی حج کے مواقع پر اہل مکہ کے حالات قدرے بہتر ہو جاتے اور خوشحالی کی بہار آجاتی، بالخصوص جس سال بنو عباس میں سے کوئی خلیفہ حج کو آتا، تو وہ اہل مکہ پر سخاوت کرتا اور بہت سے اصلاحی و خیراتی کام کراتا، اس دور میں بنو عباس نے مکہ میں بہت سے اصلاحی کام انجام دیئے، چشمے کھدوائے، نہر زبیدہ جاری کرائی، علم کے حلقوں کی نصرت کی، علماء کی ہمت افزائی میں حصہ لیا، مسجد حرام کی عمارت اور اس کی توسیع پر توجہ دی، چنانچہ بنو عباس کے دور کی سب سے اہم توسیع کا کام وہ ہوا جس کو ابو جعفر منصور اور مہدی نے اپنے اپنے عہد میں کرایا۔

سنہ ۳۱۷ھ مطابق ۹۳۰ء میں قرامطہ فاطمیین کے علمبردار نے جزیرہ عربیہ کے مشرق میں مکہ مکرمہ پر موسم حج میں اپنا تسلط جمایا، اور حجر اسود کو نکال کر لے گئے پھر سنہ ۳۳۹ھ میں یہ مبارک پتھر واپس لایا گیا۔

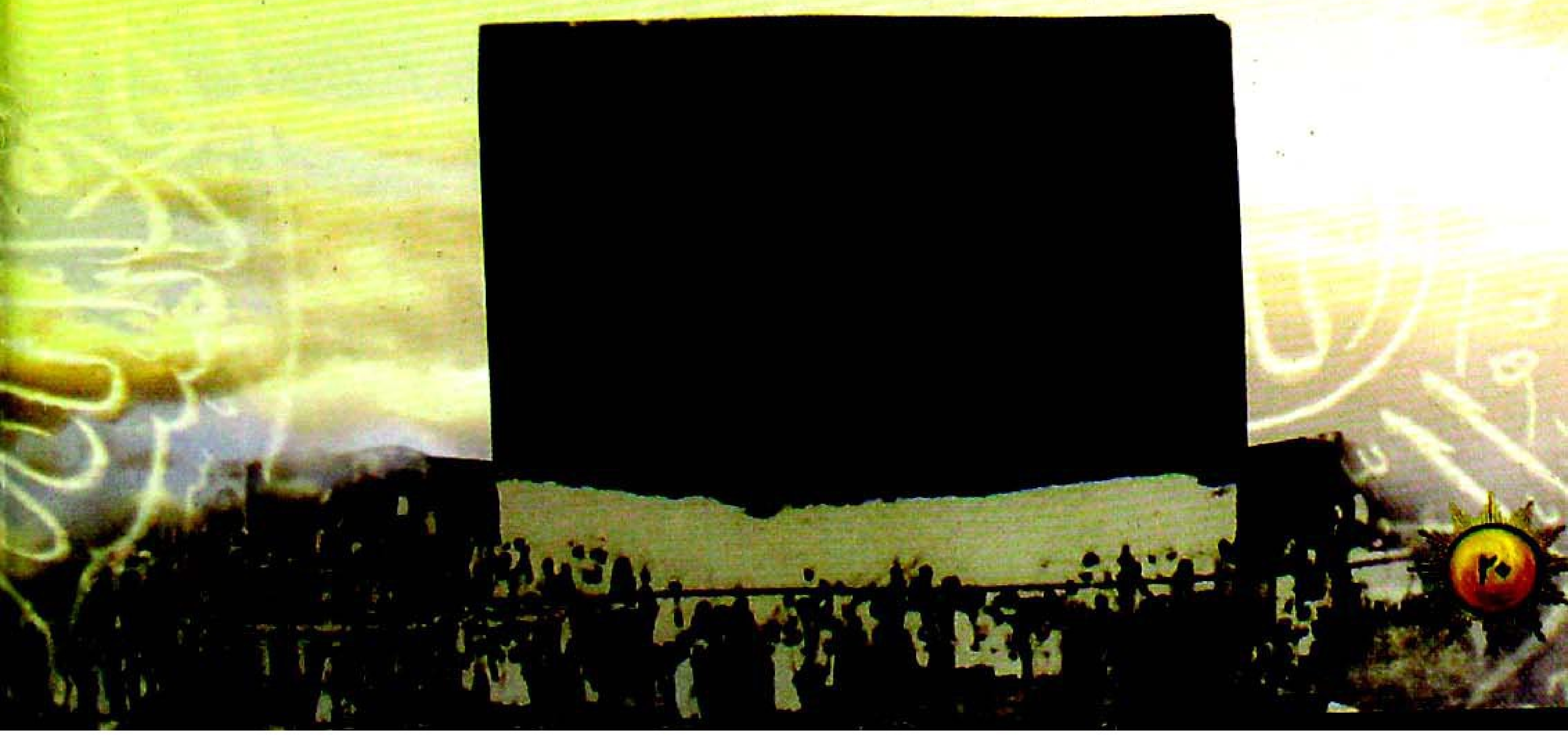

Marfat.com

سنہ ۳۳۱ھ میں عباسی خلیفہ نے مکہ کی ولایت کو مصر میں اخشیدیین کے ماتحت کر دیا، جنہوں نے ۳۵۷ھ تک اس ولایت کو قائم رکھا، اس دور میں مکہ میں تنگی و اضطرابی حالات پیش آئے، جس کا سبب اخشیدیین اور بنورائق کے درمیان اختلافات تھے، حتی کہ ان اختلافات کا ایک برا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ چھ سال (۳۳۲ھ سے ۳۳۸ھ تک) حج کی ادائیگی موقوف ہوگئی۔ عہد عباسی میں مکہ مکرمہ کا دوسرا دور

(مکہ فاطمیین کے تسلط میں) (۳۵۸ھ۔۵۴۶ھ)

مصر میں اخشیدی سلطنت کا زوال فاطمیوں کے ہاتھوں سنہ (۳۵۸ھ/۹۶۹ء) میں ہوا، جس کے بعد شرفاء کے رئیس جعفر بن محمد نے مکہ مکرمہ میں اپنی ولایت (گورنری) کا اعلان کر دیا، اور اس نے مستقل اشراف کی حکومت قائم کر لی، نیز یہ کہ اس کی ولایت مصر میں فاطمیوں کے ماتحت رہے گی، یہ حکومت تقریباً دو صدی چلی، جس میں کبھی حالات اچھے رہے، اور کبھی خراب، یہی نشیب و فراز دو سو سال تک چلتے رہے، اگر یوں کہا جائے کہ اکثر اوقات یہ حکومت اشراف کی گورنری برائے نام ہی رہی تو بجا ہوگا، جس میں ان کی ولایت صرف جمعہ کے خطبوں میں ان کے لئے دعا، یا کبھی ان کی طرف سے کسی کو عطیہ و نوازش تک محدود رہی۔

اشراف کے عہد میں مکہ مکرمہ میں مہنگائی اور حالات کی تنگی کا خوب دور دورہ رہا، حجاج پر ٹیکس عائد کئے گئے، قلعوں کی تعمیریں ہوئیں، شہر کی فصیلیں بنائی گئیں، علمی سرگرمیاں مدہم پڑ گئیں، جس کی خاص وجہ یہ رہی کہ مکہ مکرمہ سے اہل علم دوسرے شہروں میں پھیل گئے۔

عہد عباسی میں مکہ مکرمہ کا تیسرا دور

عہد عباسی میں مکہ مکرمہ کا تیسرا دور وہ کہلاتا ہے جس میں اس شہر کی ولایت زنگیوں اور ایوبیوں کے ماتحت رہی یہ سنہ (۵۴۶ھ۔۶۵۲ھ/۱۱۵۱ء۔۱۲۵۴ء) کا زمانہ ہے۔

اس دور کے اکثر حصہ میں مکہ مکرمہ میں امن و سکون اور آرام و راحت کی فضاء رہی، سلطان نور الدین زنگیؒ نے حجاج کے لئے راستوں کو بہتر بنانے پر خاص توجہ دی، اور اہل مکہ کے لئے دوسرے بہت سے اصلاحی کاموں کے لئے خوب عطیہ بھیجا۔

سلطان زنگی کے نقش قدم پر ہی صلاح الدین ایوبیؒ چلے جنہوں نے مکہ کے لئے بکثرت امداد بھیجی، حجاج سے ٹیکس کو ختم کیا، بہت سے قبائل کو اس شرط پر امداد روانہ کی کہ وہ عمومی قافلوں اور حجاج کرام کی حفاظت کی ذمہ داری کو اپنا نصب العین بنائیں، چنانچہ صلاح الدین ایوبیؒ کی اس حکمت عملی سے راستے مامون ہو گئے، اور مکہ مکرمہ میں تجارت کا فروغ ہوا جس کی وجہ سے وہاں کے حالات بہتر ہو گئے۔

Marfat.com

عہد ممالیک

اشراف نے مکہ مکرمہ پر اپنی ولایت کو مصر میں قائم ممالیک حکومت کے تابع کر دیا، مصر میں ایوبیوں نے زمام حکومت سنبھالی، جو (۶۵۲ـ۹۲۳ھ/۱۲۵۴ـ۱۵۱۷ء) تک برقرار رہی، فاطمیوں کے خاتمہ کے بعد اشراف مکہ نے اپنی ولاء ایوبیوں کے ماتحت کر دی، اس دور میں مکہ مکرمہ میں امن وامان کے ساتھ خوشحالی اور فارغ البالی رہی، بالخصوص سلاطین نے مکہ پر خاص توجہ مبذول کی، حتی کہ جب ظاہر بیبرس نے سنہ ۶۶۷ھ میں حج کیا تو بڑی دریادلی سے اہل مکہ پر سخاوت کی، بہت سے قبائل

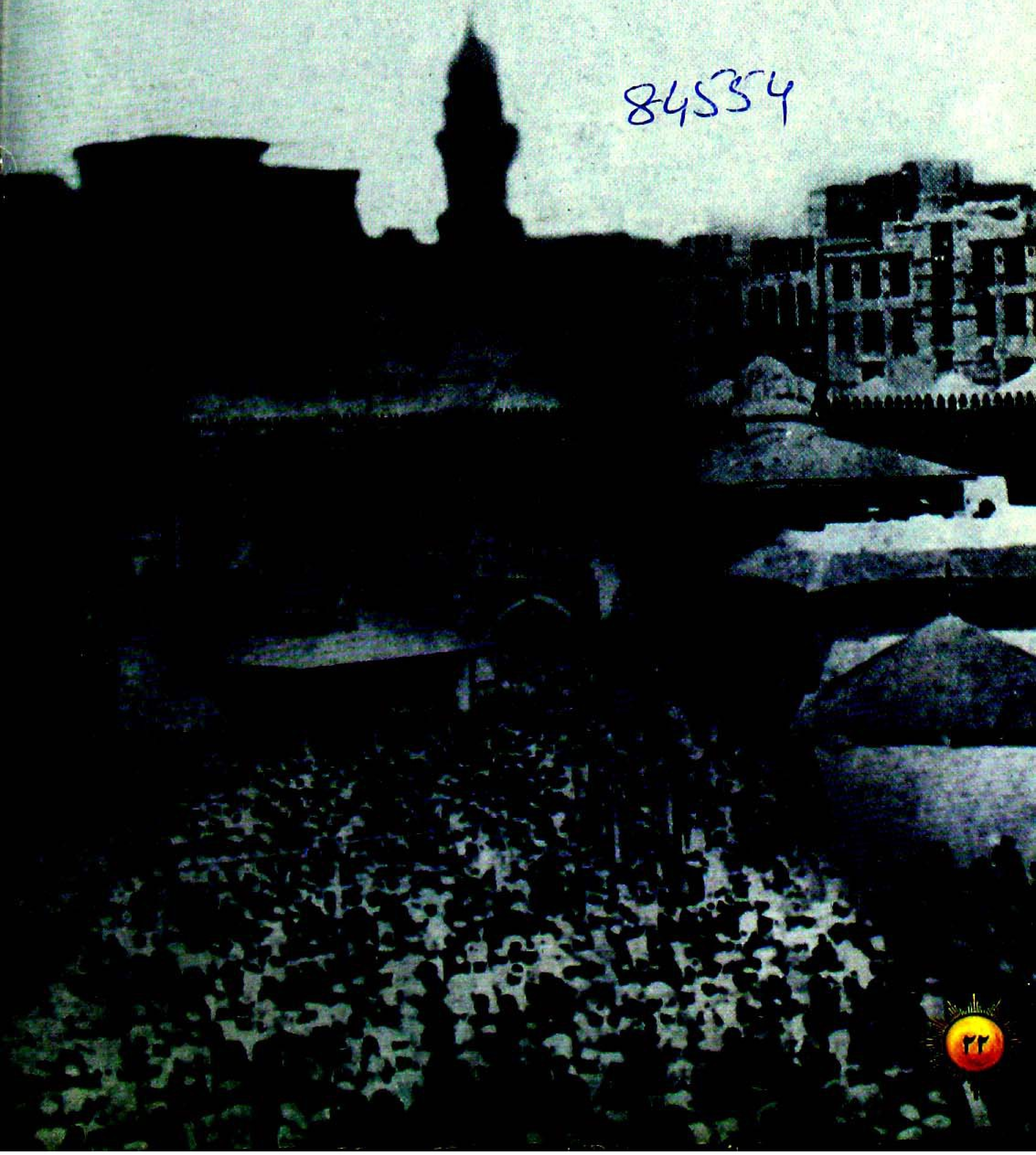

Marfat.com

اور خاندانوں کے سالانہ وظیفے جاری کئے، اشراف کے باہمی اختلافات کو ختم کرایا، حجاج کے قافلوں کی حفاظت پر توجہ دی، ٹیکس کو معاف کیا، مصر و شام میں حرم مکی شریف کے اوقاف کی آمدنی کو مکہ کے امیر کے سپرد کیا، چنانچہ مکہ کے حالات اس دور میں بہت اچھے ہو گئے۔

عہد ممالیک ہی میں سلطان قایتبائی نے سنہ ۸۸۲ھ میں ایک مدرسہ کی تعمیر کا حکمنامہ جاری کیا، جس میں مذاہب اربعہ کی تعلیم کا نظم ہو، اسی طرح ایک کتب خانہ اور یتیموں کیلئے رباط بنائے جانے کا حکم صادر کیا۔

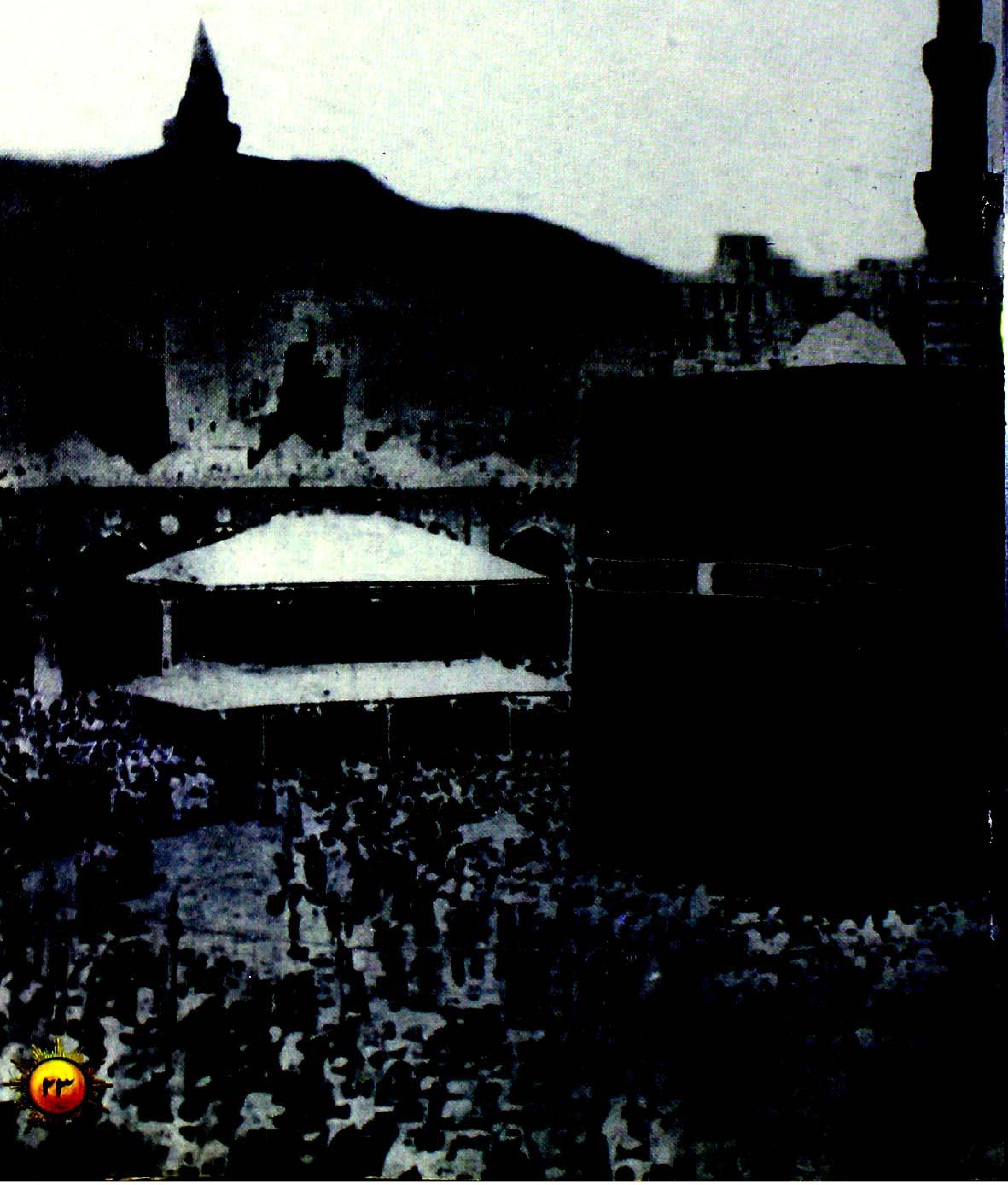

Marfat.com

مکہ مکرمہ ترکی عثمانی دورِ حکومت میں

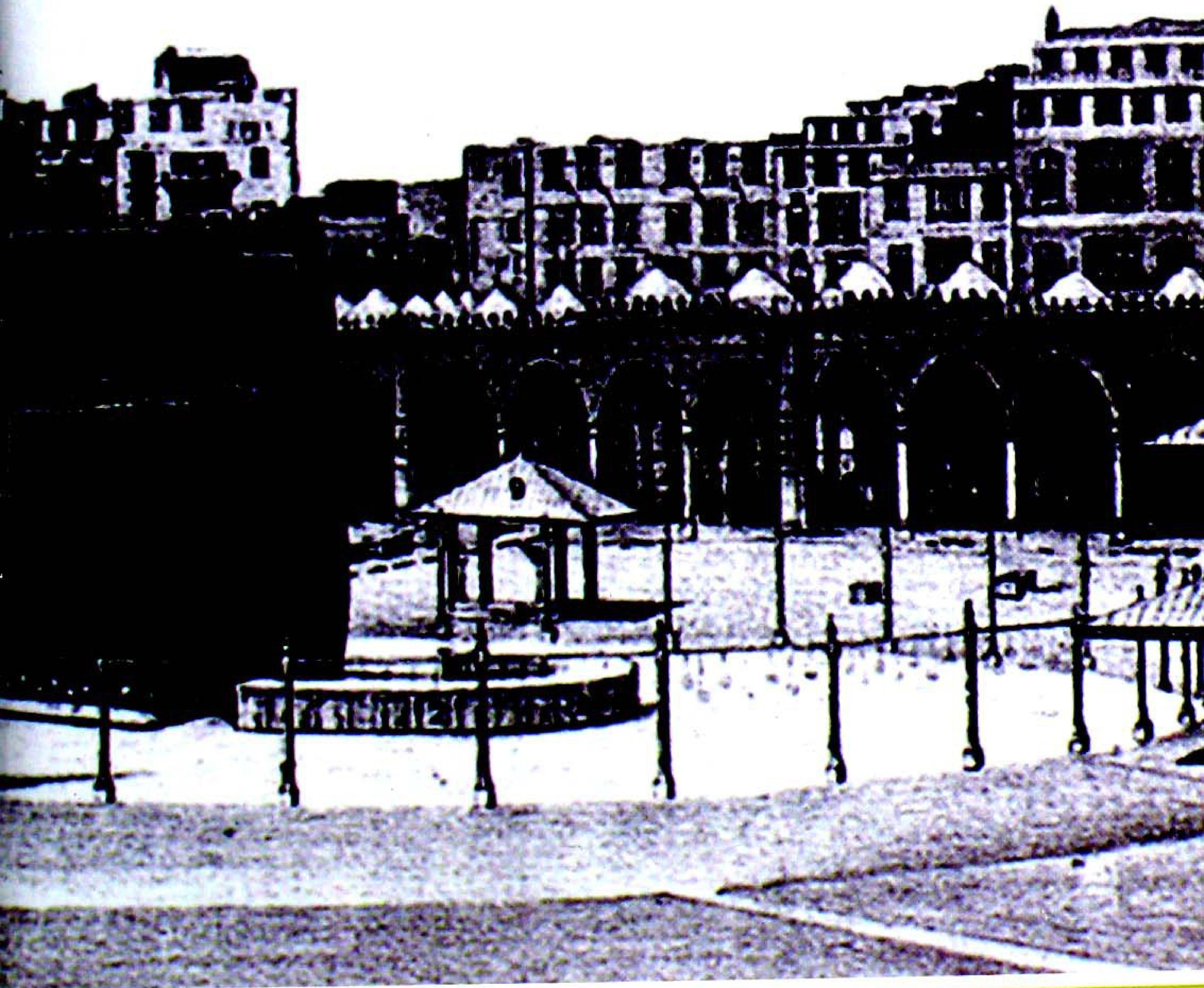

سنہ ۹۲۳ھ/۱۵۱۷ء میں حجاز میں یہ خبر پہنچی کہ سلیم اول عثمانی نے مصر میں ممالیک کے سلطان پر غلبہ حاصل کرلیا ہے، اس خبر کے بعد حجاز سے ایک وفد مصر پہنچا جس نے جا کر سلطان سلیم سے اپنی ولاء اور تابعداری کا اظہار کیا، سلطان سلیم نے ایک حکمنامہ جاری کیا جس میں شریف برکات کو مکہ پر امیر برقرار رکھا، اور وفد کو خوب عطایا و نوازشات سے نواز کر واپس کیا۔

سنہ ۱۰۴۱ھ سے ۱۰۹۹ھ تک اشراف مکہ میں ولایت و گورنری کیلئے باہمی رقابت و کشمکش چلتی رہیں، جس کے بعد عثمانیین نے اس معاملہ میں دخل اندازی کر کے شریف احمد بن غالب کو مکہ پر امیر مقرر کیا۔

سنہ ۱۱۸۶ھ/۱۷۷۲ء میں مکہ کی امارت و ولایت شریف سرور کے ہاتھ میں آئی، اسکا دور امن و امان اور

Marfat.com

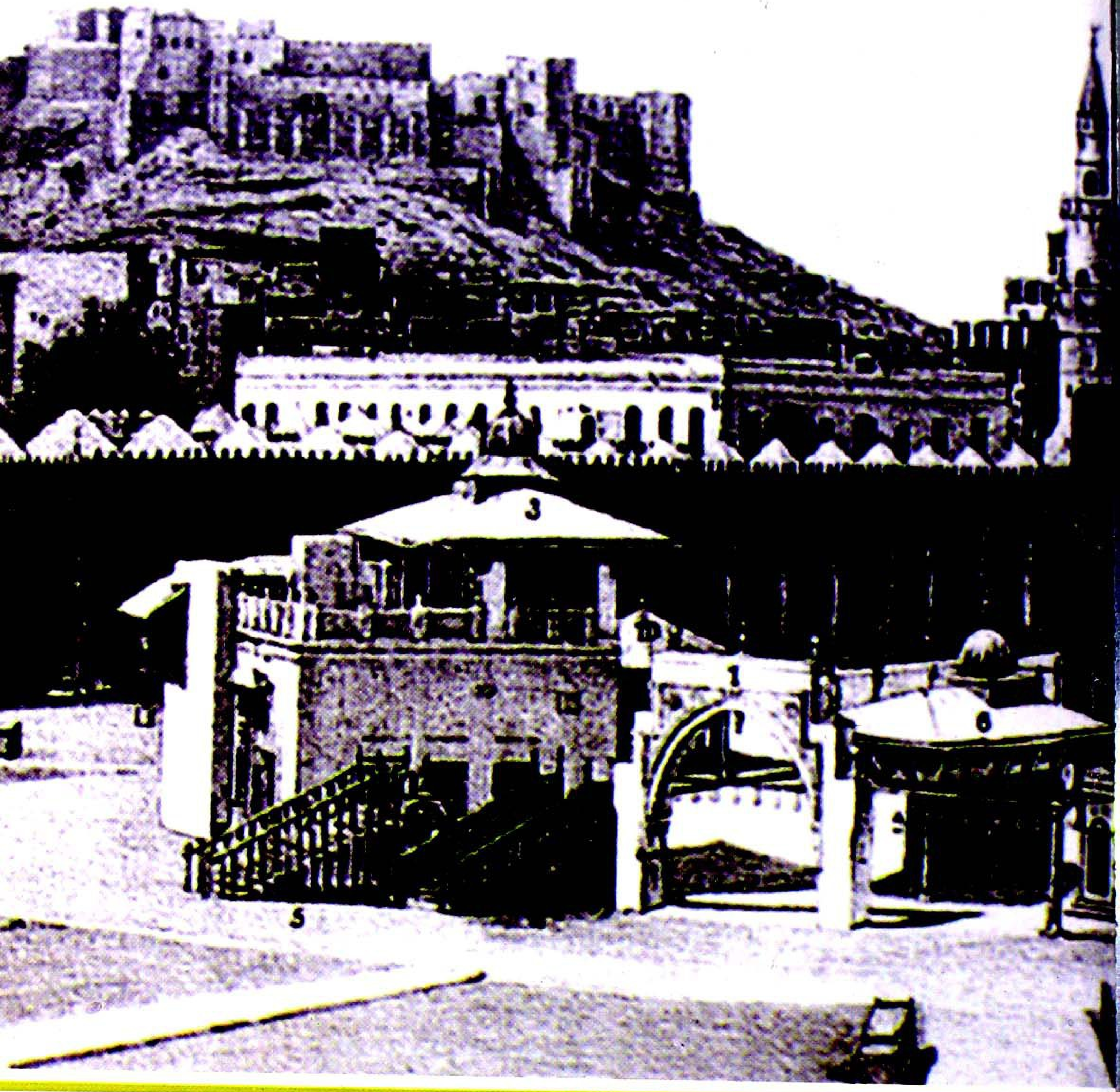

خوشحالی کا دور ثابت ہوا، اس کے اہم کارناموں میں سے اجیاد کے قلعہ کی تعمیر ہے۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب اور سعودی خاندان میں باہمی تعاون کے معاہدہ کی وجہ سے یہ دور مزید آگے بڑھا، یہاں کے بعض قبائل اور افراد اس اصلاحی تحریک میں شامل ہو گئے، یہاں تک جب شریفِ مکہ۔شریف غالب۔ نے پہلی سعودی حکومت کے خلاف محاذ قائم کیا اور شیخ محمد بن عبدالوہاب کی اصلاحی تحریک کی شدید مخالفت کی، اور نجد میں پہلی سعودی حکومت کے افراد کو حج سے روکا تو معاملہ پیچیدہ ہو گیا، اور نجدی سعودی حکومت کے پہلے فرماں روا سعود بن عبدالعزیز بن محمد آل سعود نے بغیر قتل وقتال کئے سنہ ۱۲۱۸ھ میں مکہ کا رخ کیا، اور اسی پر عثمانی دور کا مکہ سے اختتام ہوا اور اول سعودی دور کا آغاز ہوا، یہ احوال (۱۲۲۰ھ۔۱۸۰۵ء) میں پیش آئے۔

Marfat.com

پہلا سعودی دور

مکہ مکرمہ میں پہلے سعودی دور میں سات سال تک امن وچین اور راحت وسکون کی فضاء قائم رہی، سنہ ۱۲۲۶ھ میں سعودی فرماں رواشاہ سعود نے آٹھواں حج ادا کیا، کعبہ شریفہ کو غلاف چڑھایا، پھر اسی سال محمد علی پاشا نے اپنے بیٹے طوسون کی قیادت میں ایک لشکر تیار کر کے مکہ مکرمہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا، یہ حملہ ناکام رہا، اس کے بعد محمد علی نے ایک دوسرا لشکر اپنے بیٹے ابراہیم کی قیادت میں روانہ کیا جس نے ۱۲۲۸ھ میں آ کر مکہ مکرمہ پر قبضہ جمالیا، اور اسی استیلاء پر سعودی دور اول کا مکہ مکرمہ سے خاتمہ ہوگیا۔

Marfat.com

مکہ مکرمہ محمد علی پاشا کے عہد میں: (١٢٢٨ھ-١٢٥٦ھ/١٨١٣ء- ١٨٤٠ء)

محمد علی پاشا کے دور میں مکہ مکرمہ کا ایک نیا عہد شروع ہوا، جس میں اصل قیادت تو محمد علی باشا ہی کی رہی تاہم مکہ مکرمہ کی امارت وانتظامی امور کی قیادت اس کے بیٹوں ابراہیم اور طوسون کے درمیان چلتی رہی، بعض انتظامی امور کے عہدوں پر مکہ مکرمہ کے سربرآوردہ حضرات کو فائز کیا گیا، ان منصب اور عہدوں کی تقسیم کی وجہ سے مکہ کے اشراف میں اختلافات ابھر کر سامنے آگئے، دوسری جانب مکہ مکرمہ کے حالات میں ایک گونہ پریشانی کی کیفیت اور سامنے آئی جس کی وجہ یہ رہی کہ محمد علی پاشا نے نجد میں قائم سعودی حکمرانی پر حملے شروع کردیئے، مگر جلد ہی حالات بہتر ہوگئے اور مکہ مکرمہ میں تاجروں کو سہولتیں دی گئیں، اور تجارت کے دروازے کھلنے کی وجہ سے ایک بار پھر مکہ مکرمہ میں خوشحالی کا دور شروع ہوگیا، نیز باشندگان مکہ اور یہاں کے فقراء کے جو وظائف رک گئے تھے اُن کو دوبارہ شروع کردیا گیا۔

سنہ (١٢٥٦ھ/١٨٤٠ء) میں محمد علی پاشا نے مکہ مکرمہ کی ولایت کا سلطنت عثمانیہ کے ساتھ الحاق کردیا۔

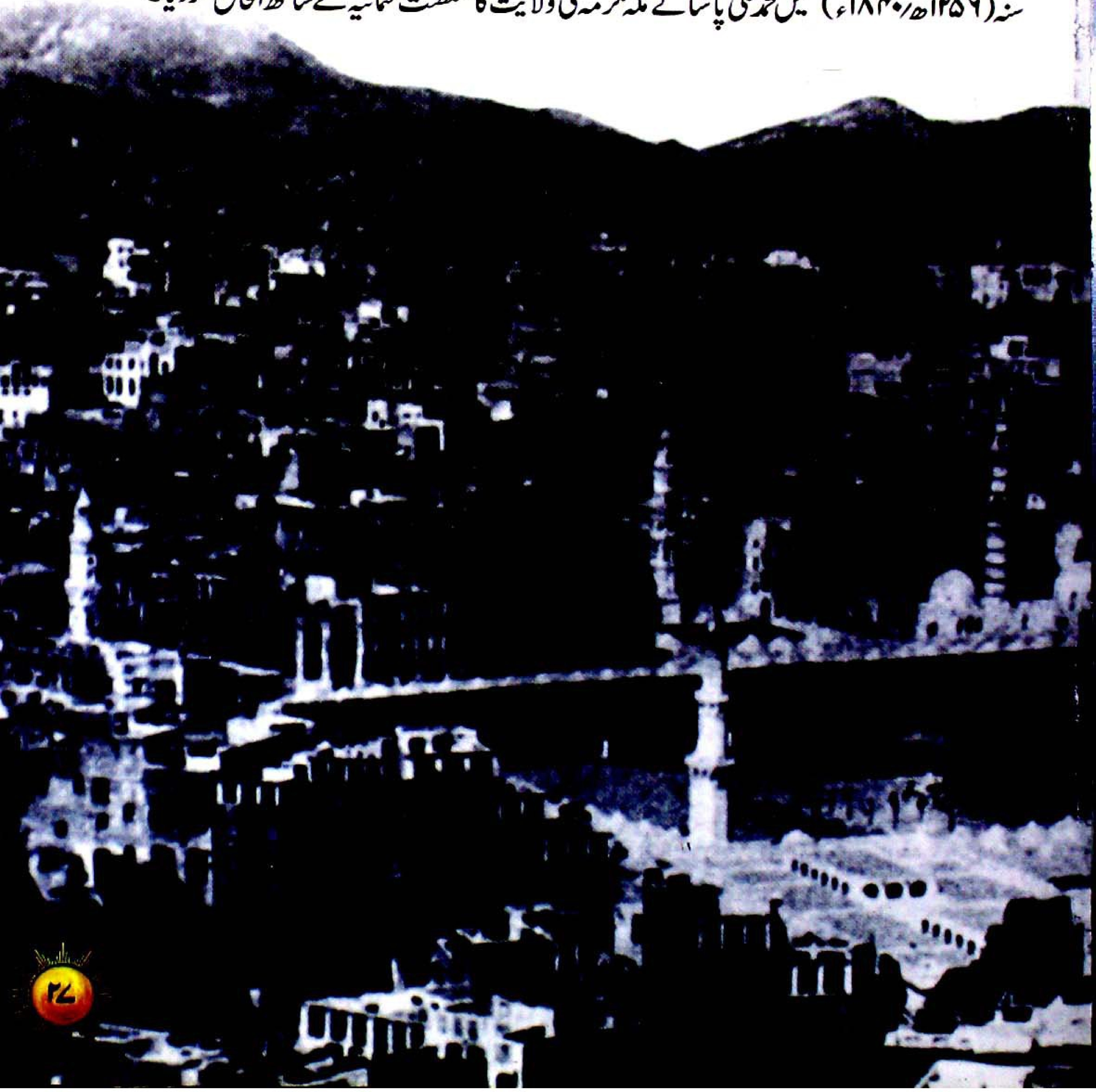

Marfat.com

مکہ مکرمہ دوسرے عثمانی دور میں

عثمانی دور کے اس عہد ثانی میں مکہ مکرمہ میں امن واستقرار ایسا دیکھنے میں آیا کہ اس سے پہلے کے عہد میں ایسا نہ تھا، وجہ اس کی یہ رہی کہ اشراف مکہ جو مکہ مکرمہ پر اپنی سیادت وقیادت میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتے تھے وہ سب ہی عثمانی خلافت کے نظم کے آگے سرنگوں ہوگئے، جس کی وجہ سے امن وامان اور فراوانی وخوشحالی کا ایک نیا دور شروع ہوا، مکانات وقلعوں کی تعمیر ہوئی، اور باغات وجود میں آئے۔

سلطان عبدالحمید کے دور (۱۳۲۶ھ) میں مزید ترقی یہ ہوئی کہ ریلوے لائن کا آغاز ہوا جو مدینہ منورہ سے شروع ہو کر دمشق تک پہنچتی تھی، اس منصوبہ میں یہ بات بھی تھی کہ آئندہ ریلوے لائن مکہ وجدہ کے درمیان بھی بچھائی جائے گی، اس ریلوے لائن سے سفر میں آسانی ہوئی، بالخصوص حجاج کا سفر آسان ہوگیا، نیز اس ریلوے لائن کے ذریعہ سے تجارت کو فروغ ملا، اس طرح یہ حالات چند سالوں تک برقرار رہے۔

یہاں تک کہ (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) میں شریف حسین بن علی نے مکہ کی زمام قیادت اپنے ہاتھ میں لی، اس کا ارادہ یہ تھا کہ وہ سارے عرب کا بادشاہ بن جائے، اپنے اس ارادہ کی تکمیل کے لئے اس نے برطانیہ کی حکومت سے گٹھ جوڑ کر کے عثمانیوں کو بلاد عربیہ سے نکالنے کی بھرپور کوشش کی، اور اس کے لئے اسنے خلافت عثمانیہ کے خلاف زبردست بغاوت کی، بالآخر اس بغاوت میں اس کو اور اس کے انگریز حلیفوں کو کامیابی مل گئی، اور عثمانیوں کو شکست ہوئی، اس طرح شریف حسین کی ولایت کا دائرہ مکہ سے بڑھ گیا اور حجاز اس کے زیر قیادت آگیا۔

Marfat.com

ہاشمی دور :

شریف کے جو ارادے تھے وہ تو پورے نہ ہو سکے، اس کے حلیف برطانیہ نے بھی اس سے کئے وعدوں کو پورا نہ کیا، اس لئے اس کی امارت صرف مکہ اور حجاز تک ہی محدود رہی، شریف حسین نے اپنی حکومتی ادارتوں کی تنظیم نو کی، باہر سے بھی اس کو کچھ مالی تعاون ملا۔

سنہ (۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء) میں ہاشمیوں (شریف حسین اور اس کے کارندوں) اور سعودی قیادت کے درمیان زبردست معرکہ آرائی شروع ہوگئی، اور دونوں کے لشکروں میں جنگ ہوئی جس میں شریف حسین کو شکست ہوئی، جس کے نتیجہ میں اس کو حجاز کی امارت سے ہاتھ دھونا پڑا، اور عقبہ کی طرف اس نے راہِ فرار اختیار کی۔

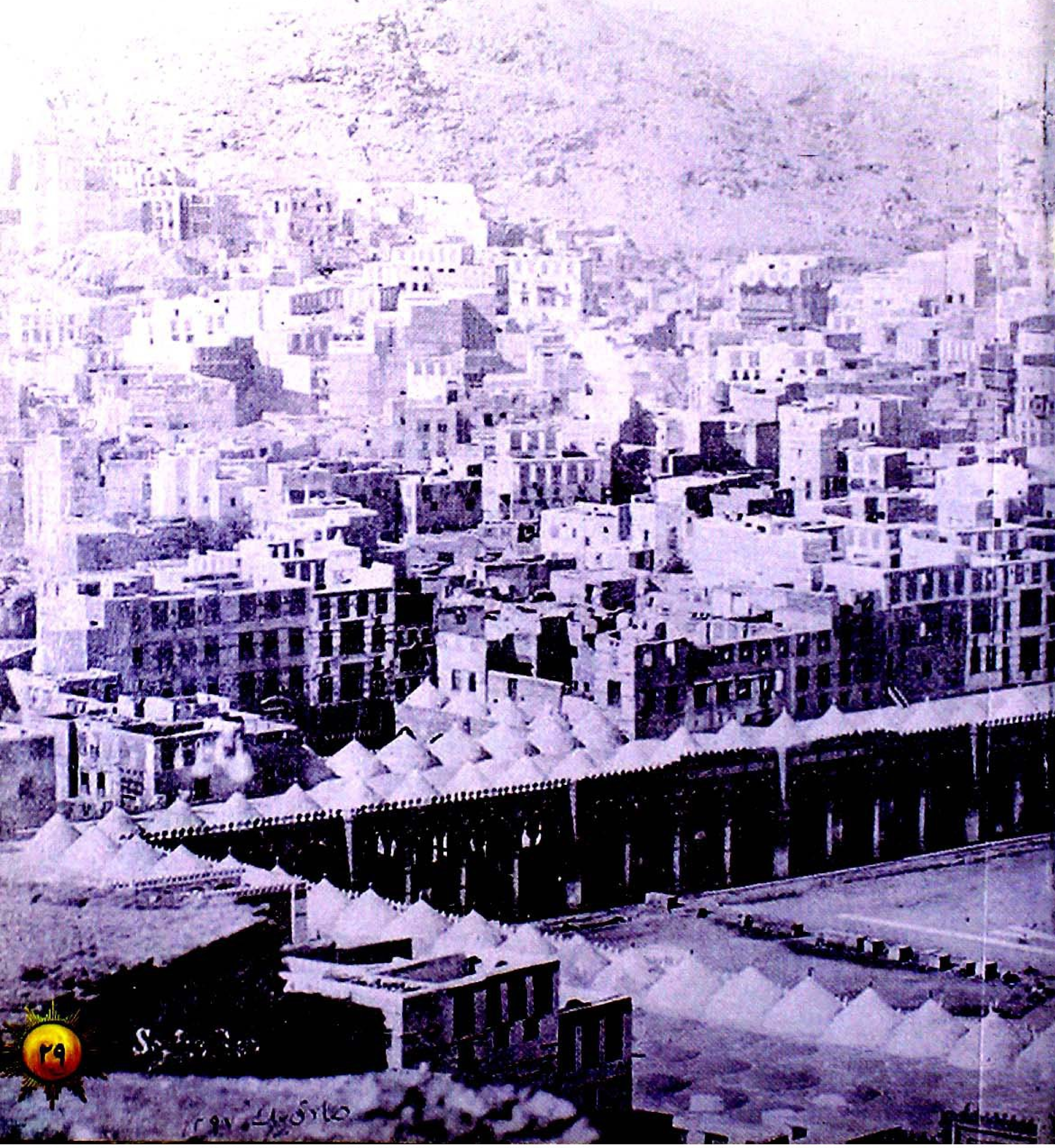

Marfat.com

مکہ مکرمہ سعودی دور میں

ملک عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود مورخہ ۱۳۴۳/۵/۸ھ مطابق ۱۹۲۴/۱۲/۵ء کو مکہ میں داخل ہوئے، اور اس وقت سے حرمین شریفین کی رعایت وخدمت کا شرف سعودی قیادت کو حاصل ہوا، جس نے اس کو اچھے طریقہ سے نبھایا، سعودی قیادت نے ملک میں امن وامان پھیلانے کے لئے تمام ممکنہ وسائل کا استعمال کیا، عدل وانصاف قائم کیا، پورے ملک میں ایک عمدہ نظام نافذ کیا، حجاج کرام کی آمدورفت کے راستوں کے امن پر خصوصی توجہ مبذول کی، اور امن وامان خراب کرنے والوں کی سخت گرفت کی، راستوں میں ہونے والی لوٹ مار پر قابو پایا، یہاں تک کہ حجاج کرام کے راستے مامون ہوگئے اور قاصدین بیت اللہ نے چین وسکون کا سانس لیا۔

سعودی دور کے اس مرحلہ میں مکہ مکرمہ میں ایک نیا دور شروع ہوا، سابقہ سیاسی بے قراری ختم ہوئی، اقتصادی ومعاشی اور اجتماعی وثقافتی اعتبار سے شہر مکہ ترقی کی راہ پر گامزن ہوا، اور یہاں کے باشندوں میں زندگی کے تمام شعبوں میں تقدم وترقی کے آثار نمایاں ہوئے۔

پندرہویں صدی کے پہلے دس سالوں میں مکہ مکرمہ کی تاریخ نے ایک نئی کروٹ لی، اور تعمیر وترقی کے میدان میں یہاں پر ایسی زبردست پیش قدمی ہوئی جس کی ماضی میں نظیر نہیں، اس تعمیری

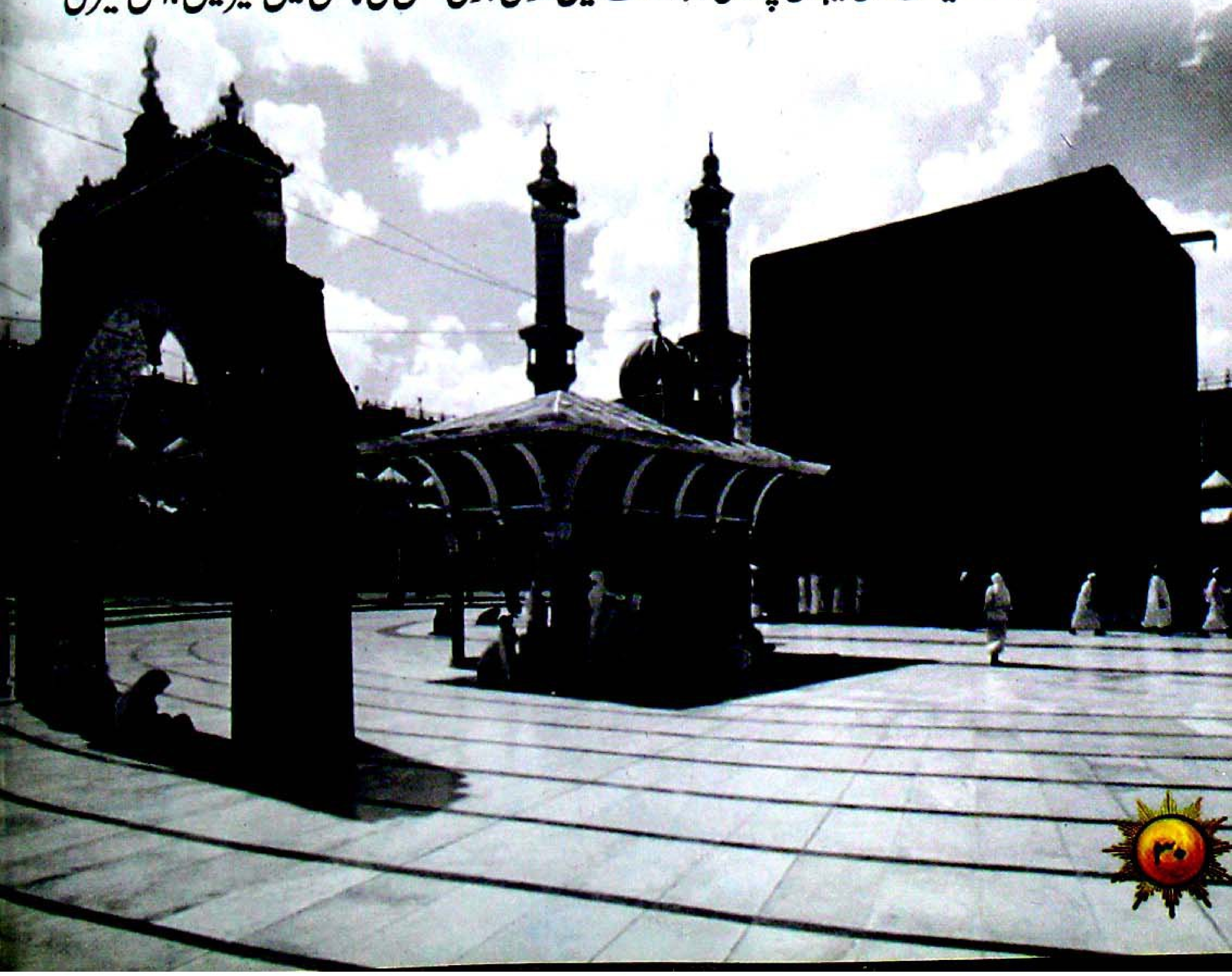

Marfat.com

وتطویری اورڈیولپمنٹ کا سلسلہ ابھی بھی بڑے زوروشور سے جاری ہے، اس تعمیری وترقیاتی منصوبے میں حرم مکی کی عظیم الشان توسیع ، اور حرم شریف کے آس پاس کے تمام علاقہ کی ازسرنوتعمیر شامل ہے، اس عظیم ترین منصوبہ میں بڑے بڑے تجارتی مراکز وعظیم ترین رہائشی کمپلیکس وہوٹلس کی تعمیرات ہے ،جن کو تمام نئے وسائل سے آراستہ کیا جارہا ہے تاکہ لاکھوں زائرین کواعلی خدمات فراہم کی جاسکیں۔

موجودہ سعودی دور میں مکہ مکرمہ میں ہونے والے اس تعمیراتی وترقیاتی منصوبے کوعملی جامہ پہنانے میں، یہاں کے بادشاہوں اورامراء ووزراءاور ذمہ داران حکومت کی مساعی اوران کی جدوجہد کا ثمرہ ہے کہ اس مبارک شہر میں ایسا عظیم ترقیاتی کام آگے بڑھ رہا ہے جواپنی مثال آپ ہے۔

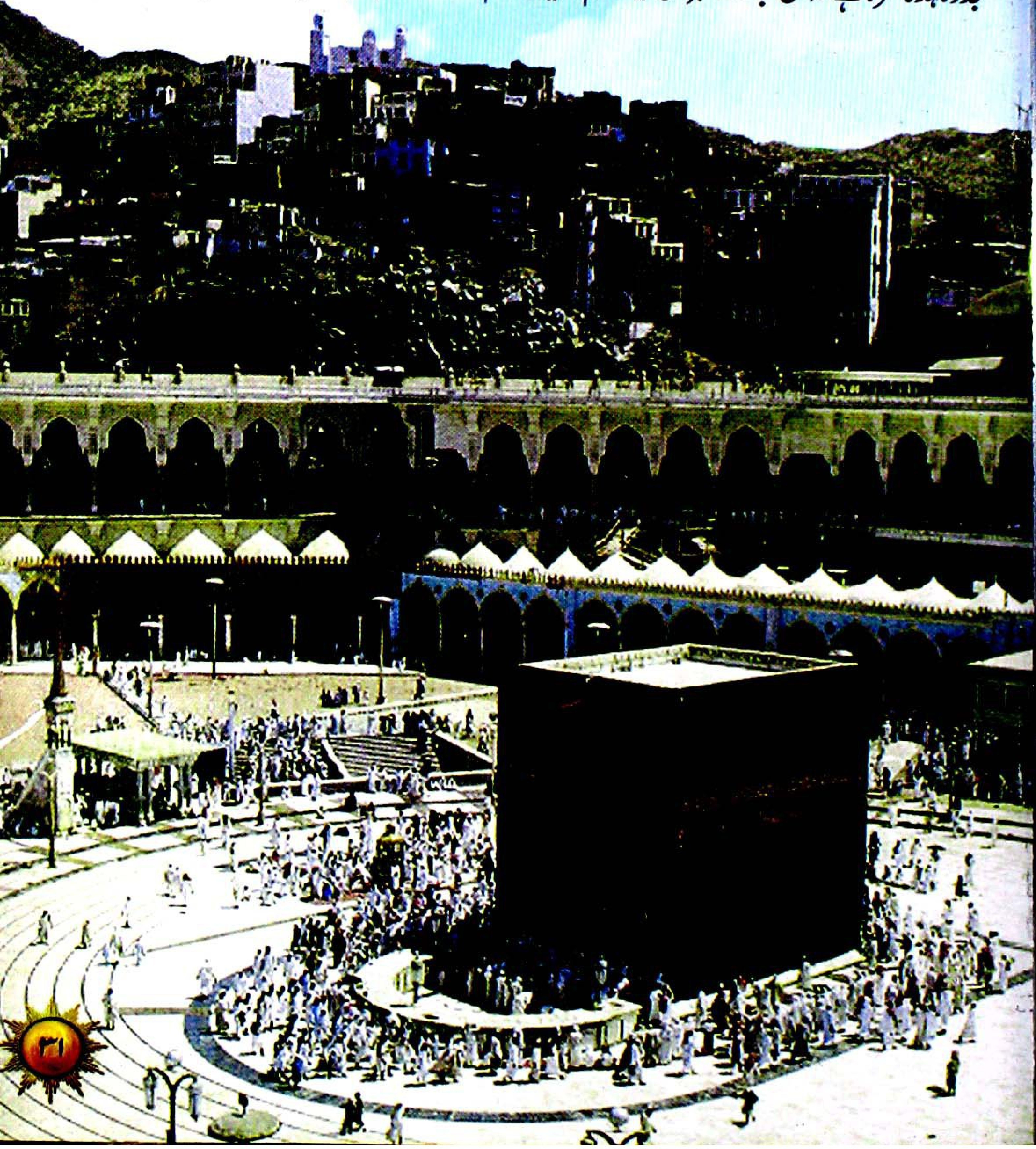

Marfat.com

مکہ مکرمہ کے مختلف نام:

اس شہر مکہ مکرمہ کے بہت سے نام ہیں جو اس کی عظمتِ شان اور اس کے بلند مقام پر دلالت کرتے ہیں، بعض حضرات نے ان ناموں کی تعداد پچاس تک شمار کرائی ہے، اہم نام وہ ہیں جو قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں۔

۱۔ مکہ ﴿وھو الذی کف ایدھم عنکم وأیدیکم عنھم ببطن مکة من بعد أن أظفرکم علیھم﴾ (سورۃ الفتح: آیت ۲۴)

ترجمہ: اور وہ ایسا ہے کہ اس نے اُن کے ہاتھ تم سے (یعنی تمہارے قتل سے) اور تمہارے ہاتھ اُن (کے قتل) سے عین مکہ کے قریب میں روک دیئے بعد اس کے تم کو ان پر قابو دیدیا تھا۔

۲۔ بکۃ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿إن أول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکا وھدی للعالمین﴾ (سورۃ آل عمران: آیت ۹۶)

ترجمہ: بلاشبہ وہ پہلا گھر جو لوگوں کے لئے تیار کیا گیا وہ بکہ (مکہ) میں ہے، یہ برکت والا ہے، اور سارے عالموں کے لئے ہدایت ہے۔

۳۔ البلد اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وإذ قال إبراھیم رب اجعل ھذا بلداً آمناً﴾ (سورۃ ابراھیم: آیت ۳۵)

ترجمہ: اور جب ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن والا بنادیجئے۔

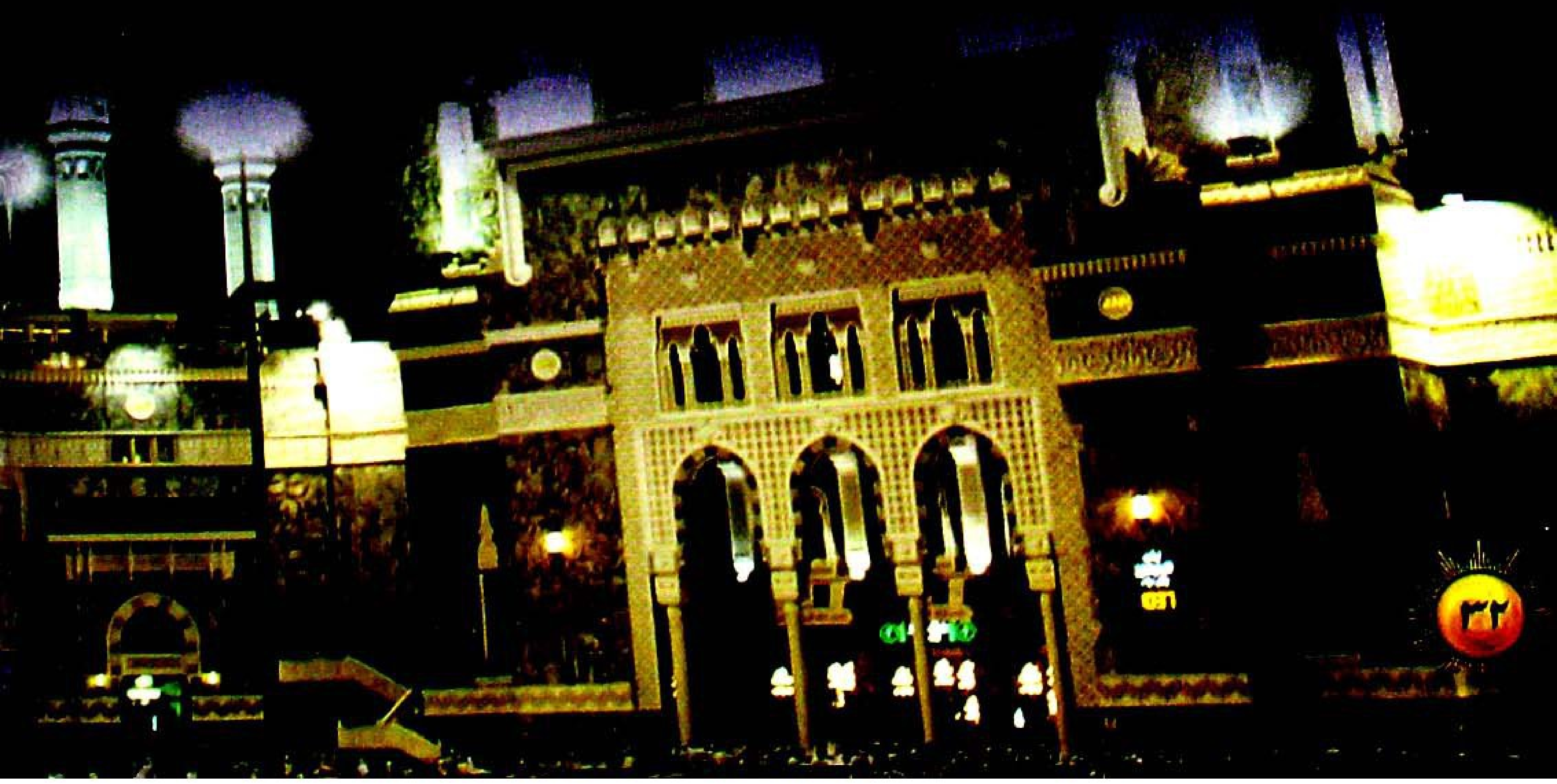

Marfat.com

۴۔البلد الأمین اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وھذا البلد الأمین﴾ (سورۃ التین: آیت/۳)

ترجمہ: اور اس امن والے شہر (یعنی مکہ معظمہ کی) قسم۔

۵۔البلدۃ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿إنما امرت أن أعبد رب هذه البلدة الذى حرمها﴾ (سورۃ النمل/۹۱)

ترجمہ: مجھ کو تو یہی حکم ملا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے مالک (حقیقی) کی عبادت کیا کروں جس نے اس (شہر) کو محترم بنایا۔

۶۔ أم القری: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ولتنذر ام القرى ومن حولها﴾ (سورۃ انعام: آیت/۹۲)

ترجمہ: اور تا کہ آپ ام القری (یعنی مکہ) والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائیں۔

۷۔معاد: ارشاد تعالیٰ شانہ ہے ﴿إن الذى فرض عليك القرآن لرادك إلى معاد﴾ (سورۃ القصص: آیت/۸۵)

ترجمہ: جس ذات نے آپ پر قرآن (کے احکام پر عمل اور اس کی تبلیغ) کو فرض کیا ہے، وہ آپ کو معاد (یعنی مکہ) میں پہنچائے گا۔

۸۔ المسجد الحرام: ارشاد باری تعالیٰ شانہ ہے ﴿لتدخلن المسجد الحرام إن شاء الله آمنين﴾ (سورۃ فتح: آیت/۲۷)

ترجمہ: تم لوگ ضرور امن کے ساتھ ان شاء اللہ مسجد حرام (یعنی مکہ مکرمہ) میں داخل ہوگے۔

Marfat.com

فضائل مکہ مکرمہ

مکہ مکرمہ تمام مسلمانوں کی دل کی دھڑکن ہے، یہی وہ مقدس شہر ہے جہاں جملہ اہل ایمان کا قبلہ وکعبہ ہے، یہی وہ پاکیزہ بستی ہے جہاں کے لئے دور دارز سے حج وعمرہ کے لئے لوگ پروانہ وار عشق ووارفتگی سے کھنچے چلے آتے ہیں، اسی شہر مقدس میں اسلامی دینی شعائر ادا کئے جاتے ہیں، یہیں پر عظیم تاریخی نقوش محفوظ وموجود ہیں، اس شہر مبارک کے فضائل بے شمار ہیں، چند فضائل کا ذکر کردینا یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ اس شہر میں اللہ تعالی کا عظیم الشان گھر ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں ﴿إن أول بیت وضع للناس للذی ببکة مبارکا وھدی للعالمین﴾ (سورۃ آل عمران: آیت/۹۶)

ترجمہ: بلاشبہ وہ پہلا گھر جو لوگوں کے لئے تیار کیا گیا وہ بکہ (مکہ) میں ہے، یہ برکت والا ہے، اور سارے عالموں کے لئے ہدایت ہے۔

۲۔ اس شہر کا سفر کرنا اُن اہل ایمان پر فرض قرار دیا گیا جو صاحب استطاعت ہوں، فرمان باری تعالی ہے ﴿وللہ علی الناس حج البیت من استطاع إلیہ سبیلا﴾ (سورۃ آل عمران: آیت/۹۷)

ترجمہ: اور اللہ کے لئے لوگوں کے ذمہ اس گھر کا حج کرنا ہے اس شخص کے لئے ہے جو استطاعت رکھے وہاں تک کے پہنچنے کی۔

۳۔ اس شہر کی مسجد مقدس مسجد حرام میں نماز کا اجر بہت زیادہ ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ''صلاۃ فی مسجدی ھذا خیر من الف صلاۃ

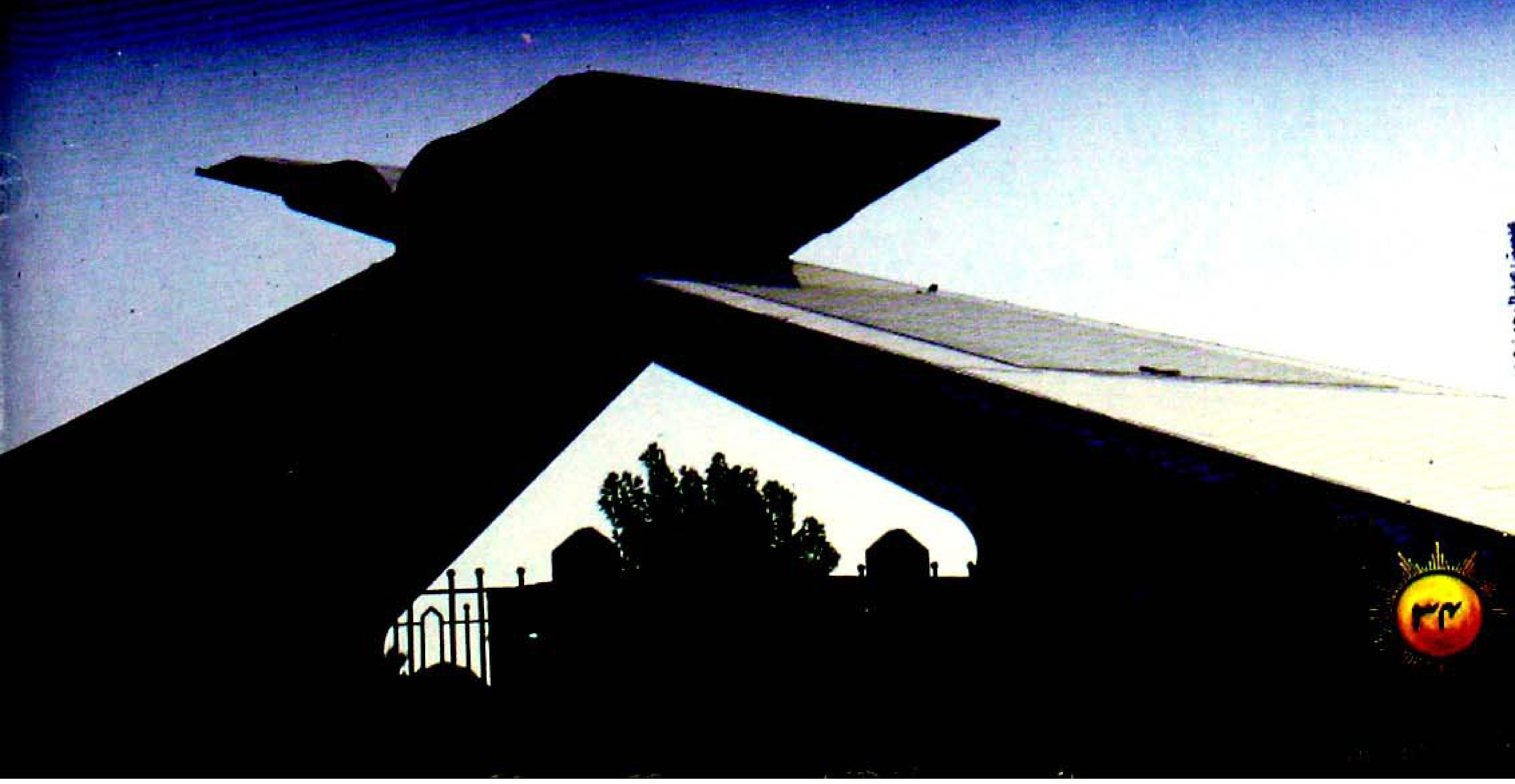

Marfat.com

فیما سواہ إلا المسجد الحرام . (بخاری ۱/۳۹۸) میری اس مسجد میں (مراد مسجد نبوی) ایک نماز کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار گنا زیادہ اجر رکھتی ہے، سوائے مسجد حرام کے۔

ایک دوسری حدیث شریف میں ارشاد فرمایا: صلاة فی مسجدی افضل من ألف صلاة فیما سواہ إلا المسجد الحرام وصلاة فی المسجد الحرام أفضل من مائة الف صلاة فیما سواہ .(ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۰۶ اسنادہ حسن)

میری مسجد (مسجد نبوی شریف) میں نماز پڑھنا کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنے سے ایک ہزار گنا زیادہ اجر ہے، سوائے مسجد حرام کے، اور مسجد حرام میں ایک نماز ادا کرنا کسی دوسری مسجد میں ایک لاکھ نماز سے افضل ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو جائے امن قرار دیا، چنانچہ ارشاد ہے ﴿وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ آمِناً﴾ اور جس اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں آ گیا۔ (سورۃ آل عمران: آیت ۹۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: إن ھذا بلد حرمه الله یوم خلق السموات والأرض وھو حرام بحرمة الله إلى یوم القیامة وإنه لم یحل القتال فیه لأحد قبلی ولم یحل لی إلا ساعة من نھار فھو حرام بحرمة الله إلى یوم القیامة.....الحدیث (بخاری کتاب الحج ۲/۶۵۱)

بلاشبہ یہ اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اُس دن سے ہی حرمت والا قرار دیا ہے جب سے زمین و آسمان کی تخلیق ہوئی، یہ شہر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی حرمت کی وجہ سے حرمت والا رہے گا، مجھ سے پہلے اس شہر میں کسی کو قتل وقتال کی اجازت نہیں دی گئی، اور میرے لئے بھی بہت تھوڑے وقت کے لئے قتال کی اجازت ہوئی، پس یہ شہر قیامت تک حرمت والا ہی رہے گا۔

۵۔ اس شہر میں رزق کی برکت: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿أَوَ لَمْ نُمَكِّنْ لَهُ حَرَماً آمِناً يُجْبٰى إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقاً مِنْ لَدُنَّا﴾ (سورۃ القصص: آیت ۵۷)

ترجمہ: کیا ہم نے ان کو امن وامان والے حرم میں جگہ نہیں دی، جہاں ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں، جو ہمارے پاس سے رزق ہے۔

Marfat.com

حدیث شریف میں ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: إن إبراهيم حرم مكة و دعا لأهلها ، وإني حرمت المدينة كما حرم إبراهيم مكة وإني دعوت في صاعها ومدها بمثلي ما دعا به إبراهيم لأهل مكة.(رواہ مسلم فی باب فضل المدینۃ ۲/۹۹۱)

بلا شبہ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کو حرم قرار دیا اور اہل مکہ کے لئے دعا فرمائی، میں نے مدینہ کو حرم قرار دیا جیسا کہ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کو، اور میں نے مدینہ کے صاع اور اس کے مد میں اس سے دوگنی (برکت) کی دعا مانگی ہے جو ابراہیم (علیہ السلام) نے اہل مکہ کے لئے مانگی تھی۔

نوٹ: صاع اور مُد یہ اہل عرب کے یہاں ناپنے تولنے کے دو برتن ہوتے تھے۔

۶۔ اس شہر کی دجال سے حفاظت:

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی شہر ایسا باقی نہ رہے گا جہاں دجال نہ پہنچے سوائے مکہ اور مدینہ کے، اس کے ہر راستہ پر فرشتے صف بستہ (حفاظت کے لئے) ہوں گے جو دجال سے حفاظت کریں گے۔ (بخاری ۲/۶۶۵)

۷۔ مکہ مکرمہ اللہ تعالی کے نزدیک سارے شہروں سے زیادہ محبوب ہے

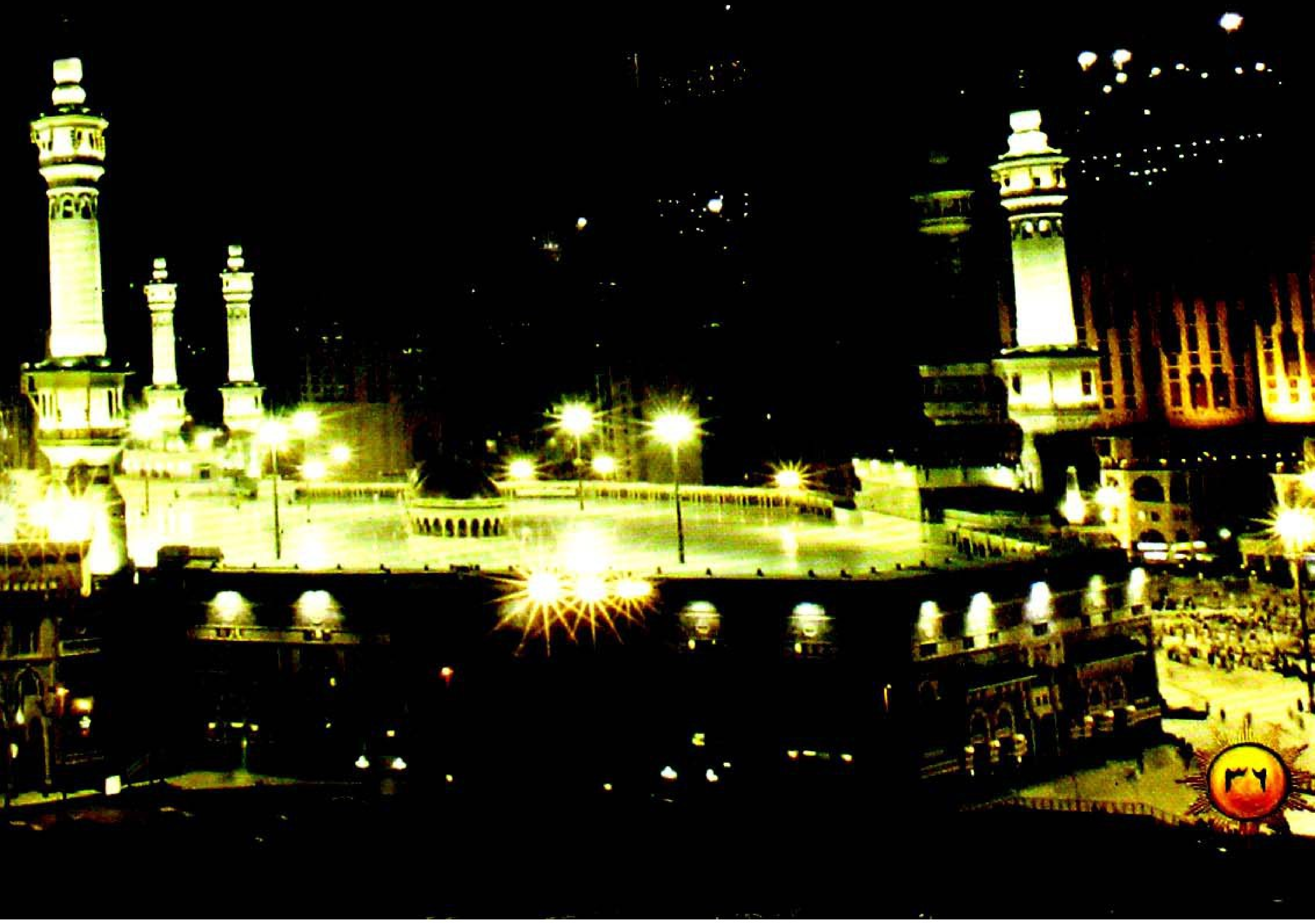

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو حزورہ کے مقام پر کھڑے ہوئے دیکھا، آپ ﷺ نے (مکہ کی طرف مخاطب ہوکر) ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم (اے شہر مکہ کی سرزمین) تو اللہ کی سب اچھی سرزمین ہے، اور اللہ کی سب سے پسندیدہ سرزمین ہے، اور اگر مجھے تیرے پاس سے نکالا نہ جاتا تو میں بالکل نہ نکلتا۔ (ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل مکۃ حدیث نمبر ۳۹۲۵، قال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب صحیح)

نوٹ: حزورہ، یہ ایک چھوٹا سا ٹیلہ تھا جہاں پر مکہ کا بازار لگتا تھا، یہ جگہ حرم شریف کی پہلی سعودی توسیع میں شامل حرم کرلی گئی۔

۸۔ اس شہر میں ظلم کے ارادہ پر شدید وعید:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم﴾ (سورۃ الحج: آیت/۲۵).

ترجمہ: اور جو شخص اس میں (یعنی مکہ میں) کوئی ظلم و الحاد (خلافِ دین یعنی کفر و شرک) کام کا ارادہ کرے گا ہم اس کو دردناک عذاب چکھائیں گے۔

۹۔ اس سرزمین (مکہ) کی جانب ایمان سمٹ کر آجائے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ اسلام غربت کی حالت میں تھا، اور پھر غربت ہی کی حالت میں لوٹ آئے گا جیسا کہ شروع میں تھا، اور ایمان دونوں مسجدوں کے درمیان سمٹ جائے گا جیسا کہ سانپ اپنے بل (سوراخ) میں واپس آجاتا ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ دونوں مسجدوں سے مراد مکہ کی مسجد (یعنی مسجد حرام) اور مدینہ کی مسجد (یعنی مسجد نبوی شریف) ہے۔

Marfat.com

مکہ مکرمہ کی حرمت:

اللہ تعالیٰ نے اس شہر کو وہ حرمت عطا فرمائی جو کسی دوسرے شہر کو نہیں ملی، آسمان و زمین کی پیدائش ہی کے دن سے اس شہر مبارک کو حرمت والا شہر قرار دیدیا گیا جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا:

بلاشبہ اس شہر کو اللہ تعالیٰ نے اُس دن سے ہی حرمت والا قرار دیا ہے جب سے زمین و آسمان کی تخلیق ہوئی، یہ شہر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی حرمت کی وجہ سے حرمت والا رہے گا، مجھ سے پہلے اس شہر میں کسی کو قتل و قتال کی اجازت نہیں دی گئی، اور میرے لئے بھی بہت تھوڑے وقت کے لئے قتال کی اجازت ہوئی، پس یہ شہر قیامت تک حرمت والا ہی رہے گا، اس کے (خودرو) کانٹوں کو نہیں توڑا جائے گا، نا ہی اس کے شکار کو پریشان کیا جائے گا، اس میں پڑی ہوئی چیز (یعنی لقطہ) کو کوئی نہ اٹھائے گا سوائے اس کے کوئی اس پڑی ہوئی چیز کو (مالک تک پہنچانے کے لئے) اعلان کرنے کی نیت سے اٹھالے (تو جائز ہے)، نہ اس کی تازہ گھاس کو کوئی کاٹے گا۔ (بخاری کتاب الحج ۲/۶۵۱)

اللہ تعالیٰ نے اس شہر کی حرمت اور اس کے تقدس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانی کرایا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ''بلاشبہ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کو حرم قرار دیا اور اہل مکہ کے لئے دعا فرمائی، میں نے مدینہ کو حرم قرار دیا جیسا کہ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) نے مکہ کو.......حدیث

(رواہ مسلم فی صحیحہ باب فضل المدینہ ۲/۹۹۱)

Marfat.com

حضرت جبریل امین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حرم کی حدود بتائیں، اور ان حدود پر علامتیں نصب کیں، (اس کے بعد) آنحضرت ﷺ نے حضرت تمیم بن اسید خزاعی رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے بعد ان حدود کی تجدید کے لئے بھیجا، چنانچہ انھوں نے ان حدود کی تجدید کا کام انجام دیا، اس کے بعد سے مسلم خلفاء وامراء ہر دور میں مکہ کی ہر چہار سمت میں پائی جانے والی ان حدود اور علامتوں کی تجدید کا کام حسبِ حاجت کراتے رہے، یہاں تک حرم کی حد بندی کے لئے پائے جانی والی ان علامات ونشانیوں کی تعداد تقریباً ایک ہزار تک پہنچ گئی، حرم مکی کے حدود کا دائرہ ۱۲۷ کلومیٹر پر محیط ہے، جس کی پیمائش ومساحت (۵۵۰.۳۰۰کلومیٹر ہے)

حدودِ حرم اور مسجد حرام کی درمیانی مسافت نئے راستوں سے اس طرح ہے۔

۱۔ مدینہ منورہ روڈ (تنعیم کی سمت) (۶'۵ کلومیٹر)

۲۔ جدہ ہائی وے (۲۲کلومیٹر)

۳۔ نئے لیث روڈ کی سمت (۱۷کلومیٹر)

۴۔ طائف روڈ (طریق سیل کی سمت) (۱۲.۸۵۰ کلومیٹر)

۵۔ طائف روڈ (ہدی کی سمت) (۱۵.۵کلومیٹر)

اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ سے متعلق بہت سے احکام وابستہ فرمائے ہیں، اور اس میں پائے جانے والے شعائر کی تعظیم کو خیر الاعمال فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے ﴿ذلک ومن یعظم حرمات الله فهو خير له عند ربه﴾ (سورۃ الحج: آیت ۳۰)

ترجمہ: خوب دھیان میں رکھو کہ جو شخص اللہ کے نام لگی چیزوں کا ادب کرے اس کے رب کے حضور اسے اس کا اچھا ثواب ملتا ہے۔

﴿ومن یعظم شعائر الله فإنها من تقوى القلوب﴾ (سورۂ حج: آیت ۳۲)

ترجمہ: کیونکہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی تعظیم بجالائے تو یہ دل کے تقویٰ کا نشان ہے۔

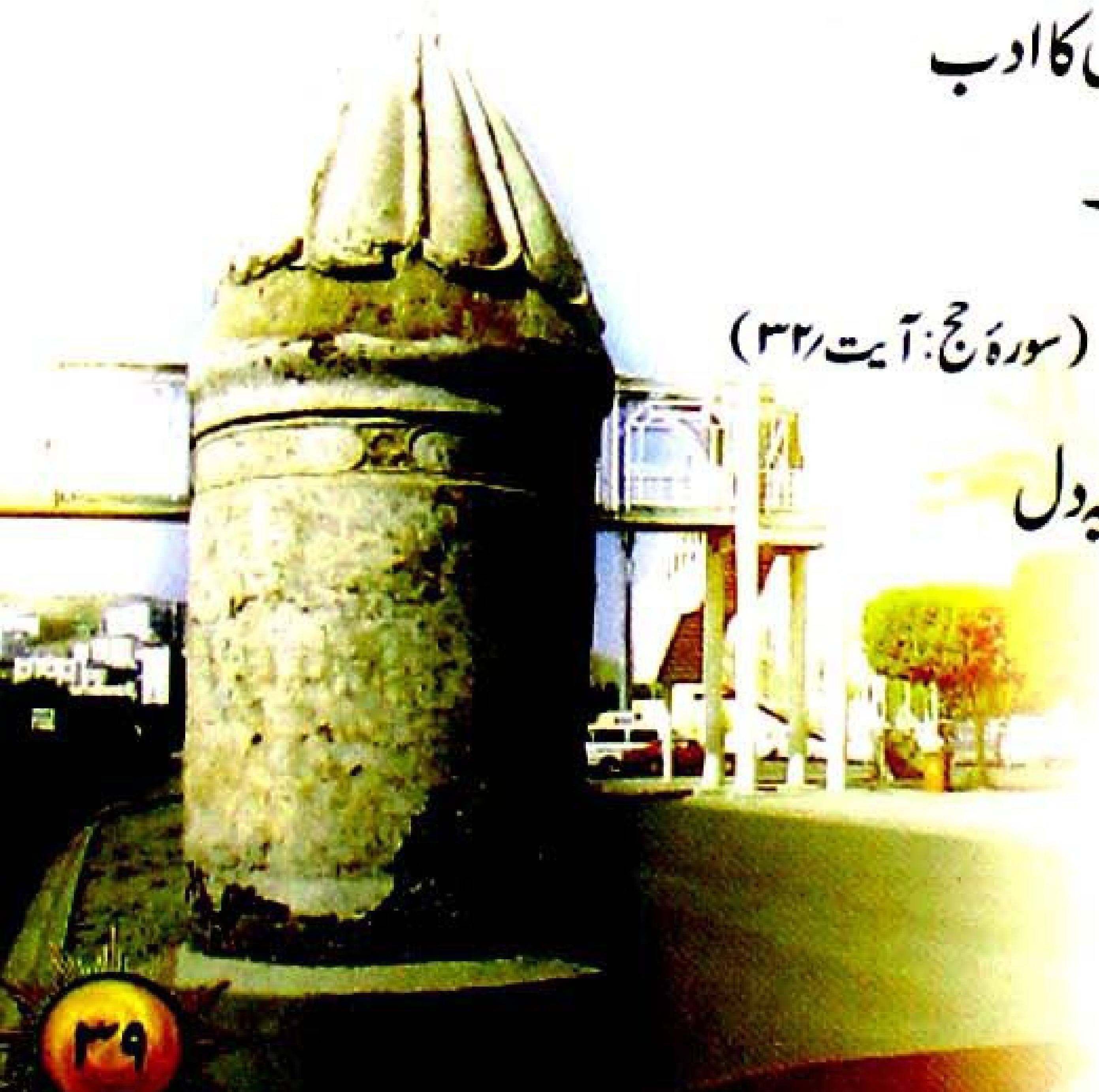

Marfat.com

مکہ مکرمہ سے متعلق بعض اہم احکام:

۱۔ حرم میں ظلم و الحاد کی حرمت اور اس پر شدید وعید

حرم مبارک میں الحاد کرنے پر شدید وعید وارد ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ومن یرد فیه بالحاد بظلم نذقه من عذاب الیم﴾ (سورۂ حج: آیت/۲۵) اور ہمارے اس (محترم حرم) میں ظلم کی بنیاد پر جو کوئی خلاف دین کام کرے گا، ہم اس کو دردناک عذاب چکھائیں گے۔

۲۔ حرم میں کفار کے داخلہ پر پابندی

حرم مبارک کے تقدس اور اس کی حرمت کے پیش نظر کافروں کے داخل ہونے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پابندی فرما دی گئی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿یا آیها الذین آمنو إنما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا﴾ (سورۂ توبۃ: آیت/۲۸) اے ایمان والو! یہ مشرکین نجس و ناپاک ہیں، اب اس سال کے بعد آئندہ یہ لوگ مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں۔

۳۔ حرم میں داخل ہونے کے لئے احرام کی پابندی

حرم مبارک کے تقدس اور اس کی عظیم حرمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس میں داخل ہونے کے لئے کچھ جگہیں متعین فرمائیں ہیں جن کو میقات اور مواقیت کہا جاتا ہے، حج یا عمرہ کا ارادہ کرنے والے حضرات ان مواقیت سے احرام پہن کر حرم میں داخل ہوتے ہیں۔

۴۔ حرم پاک میں قتل وقتال کی حرمت

حرم مبارک کے تقدس اور اس کی عظمت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس میں کسی قسم کے قتل وقتال اور خوں ریزی سے منع فرما دیا، بلکہ اس مبارک مقام پر ہتھیار اٹھانے اور یہاں کے باشندوں کو ایذاء پہنچانے کی بھی سخت ممانعت فرما دی۔

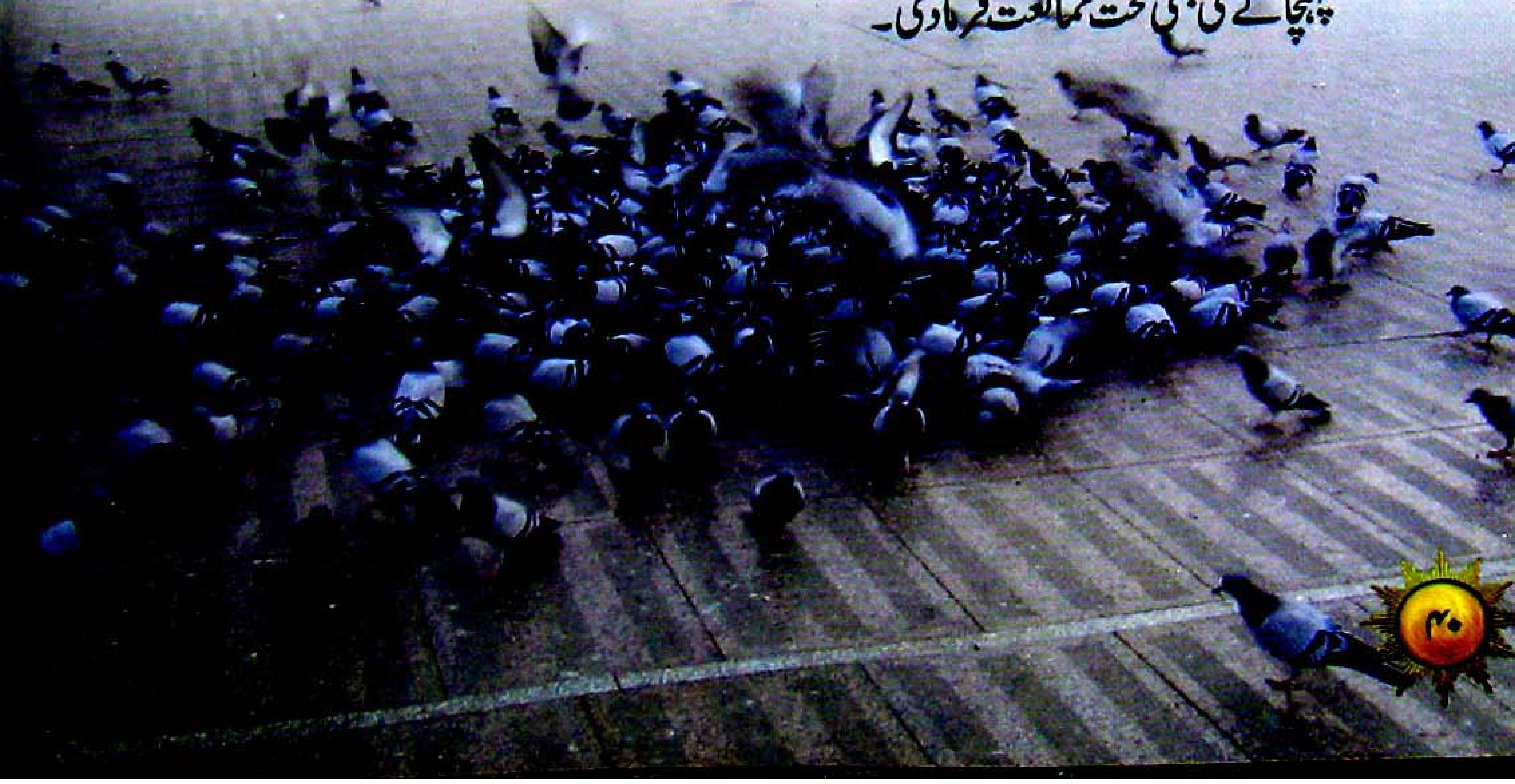

Marfat.com

۵۔ شکار کرنے ، درخت کاٹنے اور گری پڑی چیز اٹھانے کی ممانعت

حرم مبارک کے تقدس میں سے یہ بھی ہے کہ اس سرزمین میں شکار کیئے جانے پر اللہ تعالی نے پابندی فرمادی، اسی طرح یہاں کی زمین پر خودرَو (اپنے سے اگنے والے) درخت یا گھاس وغیرہ کاٹنے اور یہاں پر گری پڑی چیز اٹھانا بھی ممنوع فرمادیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ارشاد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ارشاد فرمایا: بلاشبہ یہ وہ شہر ہے جس کو اللہ تعالی نے اسی دن حرمت والا قرار دیدیا تھا جس دن زمین وآسمان کی پیدائش فرمائی، لہذا وہ حرمت والا ہے اللہ تعالی نے اس کو قیامت تک حرمت والا شہر بنایا ہے، یہاں قتل وقتال کرنا جائز نہیں، البتہ میرے لئے کچھ وقت کے لئے (فتح مکہ کے موقع پر) قتل وقتال کی اجازت دی گئی، پس یہ شہر حرمت والا ہے قیامت تک اس کی حرمت باقی رہے گی، اس میں کسی درخت کو کاٹنا جائز نہیں، یہاں کسی شکار کو ڈرایا نہ جائے گا، یہاں پر کسی گری پڑی چیز کو نہیں اٹھایا جائے گا، سوائے اس کے کہ کوئی اس لئے اٹھائے کہ اس کا اعلان کرے...... الحدیث (رواہ البخاری فی صحیحہ ، باب اثم الغادر والفاجر ۳ ے ۱۱۶۴، ومسلم باب تحریم مکۃ)

Marfat.com

میقات سے احرام

جو شخص حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ کا قصد کرے اس کے لئے واجب ہے کہ وہ جس سمت سے مکہ مکرمہ جا رہا ہے اس سمت میں واقع میقات سے احرام باندھے۔

مشہور میقاتیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ ذوالحلیفہ: یہ اہل مدینہ کی میقات ہے، یہ ابیار علی کے مقام پر ہے مکہ مکرمہ سے اس کی دوری تقریباً چار سو کیلومیٹر اور مسجدِ نبوی شریف سے صرف (۱۲) بارہ کیلومیٹر ہے۔

۲۔ جحفہ: یہ اہل شام و مصر اور ترکی والوں کی میقات ہے، نیز یہی میقات اُن لوگوں کی بھی ہے جو اس سمت سے آنے والے ہوں، جحفہ کی آبادی کے آثار ختم ہو چکے ہیں، آجکل بالعموم رابغ سے لوگ احرام باندھتے ہیں، رابغ کی دوری مکہ مکرمہ سے (۱۸۳) کیلومیٹر ہے۔

۳۔قرن المنازل: یہ میقات اہل نجد اور اُس سمت سے آنے والوں کی ہے، آجکل سیل کے نام سے معروف ہے، مکہ مکرمہ سے اس کی مسافت (۷۵) کیلومیٹر ہے، وادی محرم اس کے محاذات میں واقع ہے۔

۴۔ذات عرق: یہ اہل عراق اور اس سمت سے آنے والوں کی میقات ہے، مکہ مکرمہ سے اس کی مسافت (۹۰) کیلومیٹر ہے، اس کے آثار مٹ چکے ہیں، اب اس کے مقابل میں ایک مقام ضریبہ ہے وہاں سے احرام باندھا جاتا ہے۔

Marfat.com

۵۔ یلملم : یہ اہل یمن اور اُس سمت سے آنے والوں کی میقات ہے، مکہ مکرمہ سے اس کی مسافت (۹۲) کیلومیٹر ہے، آجکل یہ مقام سعدیہ کے نام سے معروف ہے۔

جو شخص ان میقاتوں سے نہ گزر سکے تو اس کو چاہیئے کہ وہ ان مواقیت میں سے کسی بھی میقات کی محاذات سے احرام باندھ لے، البتہ جو شخص ان میقاتوں کے اندر رہتا ہو تو وہ اپنی جائے قیام ہی سے احرام باندھے، جیسا کہ اہل مکہ حج کا احرام اپنے گھر سے ہی باندھتے ہیں۔

ان میقاتوں کا تذکرہ بخاری و مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے، آپؓ فرماتے ہیں کہ: نبی اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ، اہل نجد کے لئے قرن منازل، اہل یمن کے لئے یلملم میقات مقرر فرمائی، اور ان سمتوں سے جو لوگ بھی حج وعمرہ کے لئے آئیں آئے اُن کے لئے بھی ان راستوں میں واقع ہونے والی یہی میقاتیں ہیں،، البتہ وہ لوگ جو ان میقات کے اندر رہتے ہوں تو وہ اپنی قیامگاہ سے (احرام باندھیں) لہذا اہل مکہ، مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔ (رواہ البخاری ـ کتاب الحج، ومسلم ۲/۸۳۹)

حج کا احرام باندھنے کا وقت حج کے مہینوں ہی میں ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿الحج اشہر معلومات﴾ (سورۂ بقرۃ/۱۹۷) حج کے مہینے تو معلوم ہیں۔ (یہ مہینے شوال ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن ہیں)۔

Marfat.com

کعبہ مشرفہ:

یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے مسجد حرام کے وسط میں واقع ہے، مربع (چوطرفہ) شکل ہے، اس کی دیواریں یکساں نہیں بلکہ اُن میں فرق ہے، چنانچہ دروازہ کی سمت والی دیوار کا عرض (۱۱'۶۸) میٹر ہے، حجر (حطیم) کی سمت والی دیوار (۹'۹۰) میٹر ہے، رکن شامی اور رکن یمانی کے درمیان والی دیوار کا عرض (۱۲'۰۴) میٹر ہے، حجر اسود اور رکن یمانی والی دیوار کا عرض ۱۰'۱۸) میٹر ہے۔

اس مبارک گھر کی بلندی (۱۴) میٹر ہے، اس کی بنیاد کی پیمائش (۱۴۵) میٹر ہے، خانہ کعبہ کے چاروں کونے اپنے اصلی قواعد (بنیادی پایوں) پر قائم ہیں، البتہ ان میں تھوڑا سا انحراف ہے، شمال میں خانہ کعبہ کا کونہ رکن عراق کہلاتا ہے، جنوبی سمت میں خانہ کعبہ کا کونہ رکن یمانی کہلاتا ہے، مشرقی سمت والا کونہ حجر اسود والا رکن کہلاتا ہے، مغربی سمت والا کونہ رکن شامی سے معروف ہے۔

بیت اللہ شریف (یعنی خانہ کعبہ) بیت (یعنی گھر) بیت اللہ (یعنی اللہ کا گھر) بیت الحرام (یعنی حُرمت والا گھر) مسجد حرام، (یعنی حرمت والی مسجد) بیتِ عتیق (یعنی پرانا گھر) اور قبلہ وغیرہ کے

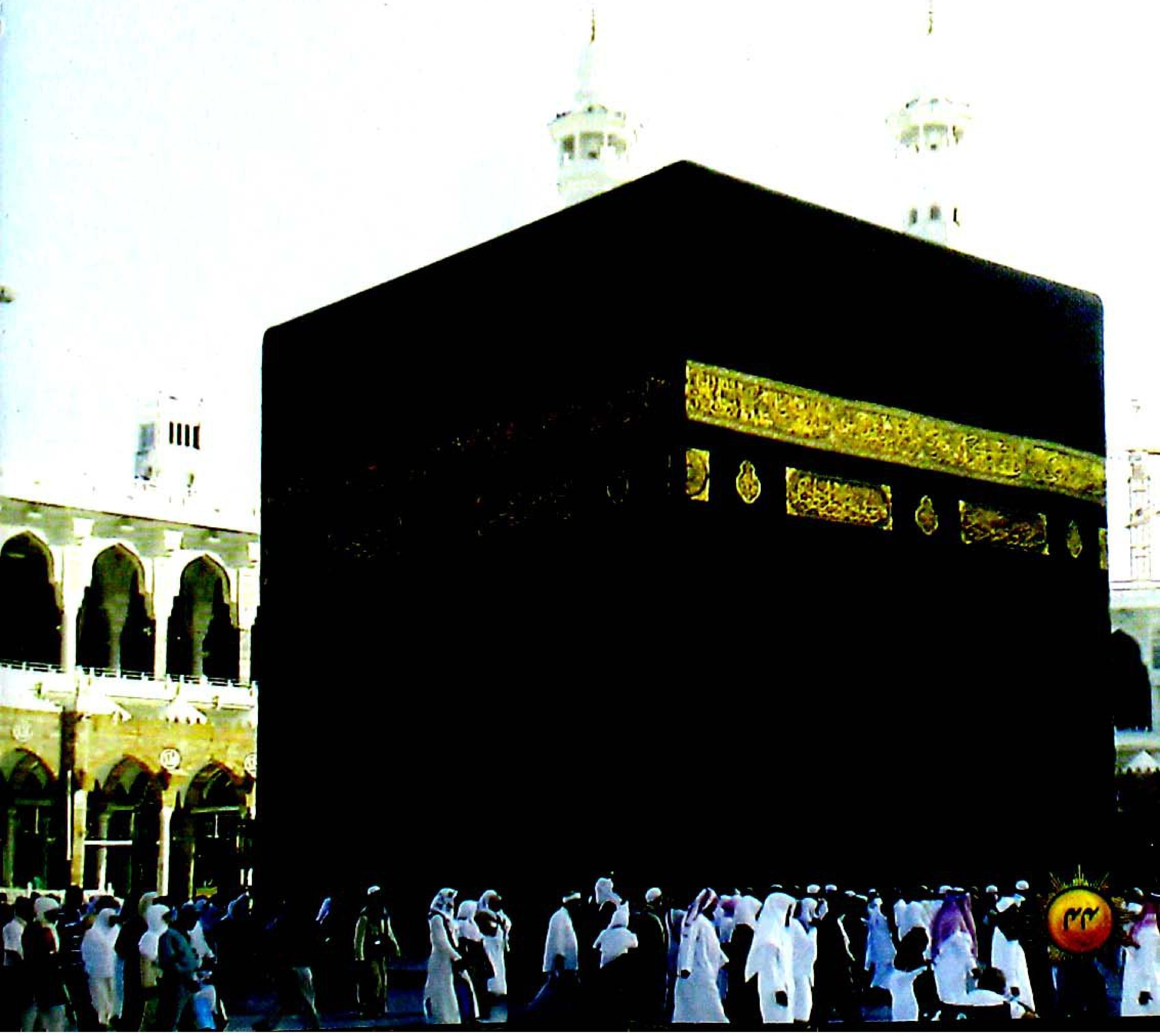

Marfat.com

ناموں سے پکارا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر اس گھر کو وہ عظمت وتقدس عطا فرمایا جو کسی گھر کو نصیب نہیں ہوا، چنانچہ نماز جیسی عبادت کی صحت کے لئے حکم دیا گیا کہ اِس گھر کا استقبال کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔﴿فول وجهک شطر المسجد الحرام، وحيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره﴾(سورۂ بقرۃ: آیت ۱۴۴) ترجمہ: پس پھیر لو اپنا رخ مسجد حرام کی طرف اور (اے مسلمانوں) جس جگہ بھی ہوا کرو پھیرو اپنے چہرہ کے اسی کی طرف۔

اس گھر کے طواف کا حکم دیا گیا ﴿وليطوفوا بالبيت العتيق﴾(سورۂ حج:۲۹) ترجمہ: اور قدیم گھر کا طواف کرو۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے حج وعمرہ کا اہم رکن اس گھر کے طواف کو قرار دیا ہے۔

طواف کی فضیلت میں متعدد احادیث مبارکہ منقول ہیں، مثلاً حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''جس نے اس گھر کے سات چکر طواف کے کئے اس کو ایک غلام کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ بھی سنا کہ: کوئی (طواف کرنے والا) ایک قدم رکھتا ہے اور ایک قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ ایک گناہ معاف فرماتے ہیں، اور ایک نیکی اس کے بدلہ لکھ دیتے ہیں۔ (رواہ الترمذی۔ کتاب المناسک ۲۹۲/۳ وقال ہذا حدیث حسن)

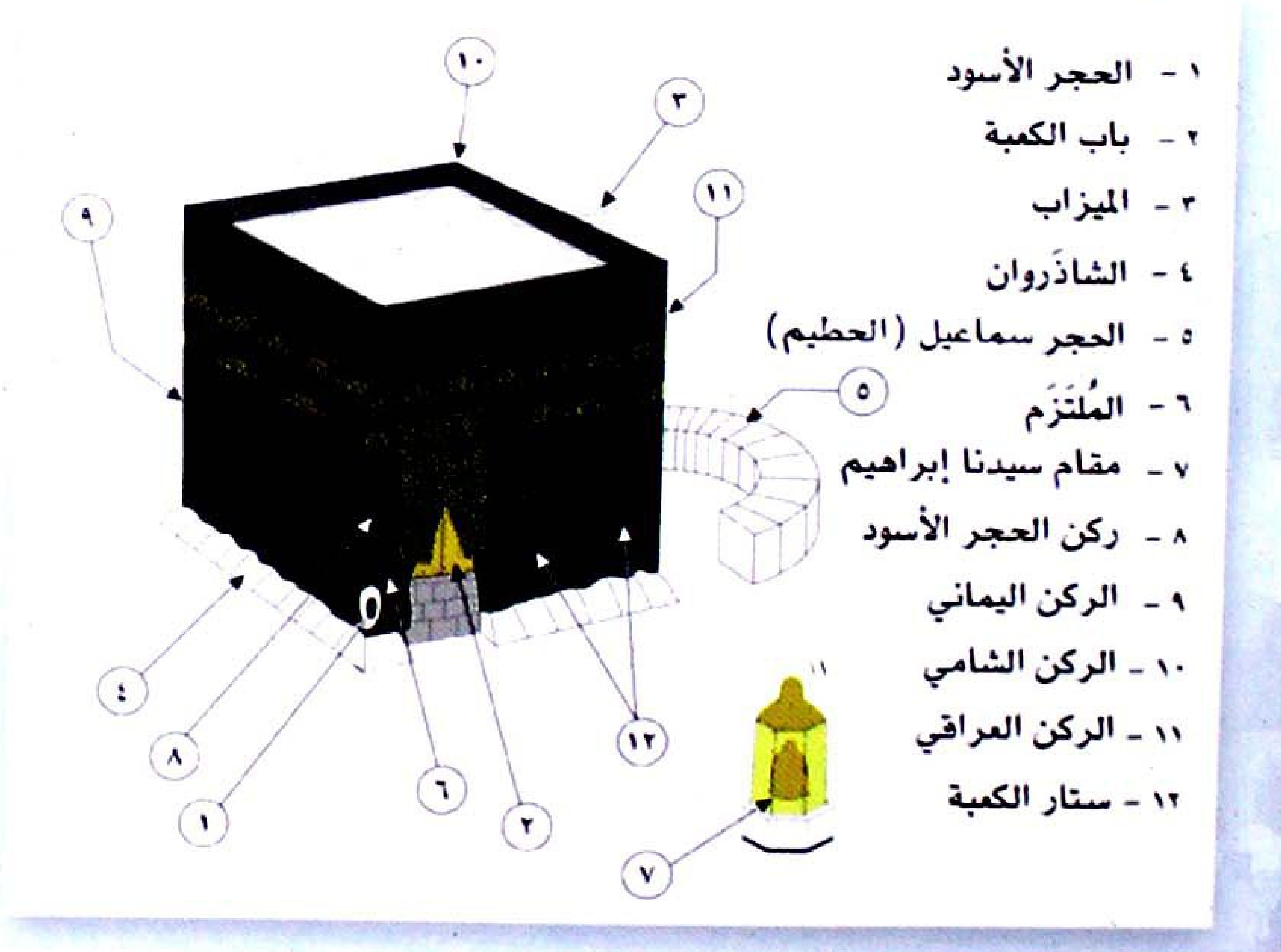

کعبہ شریفہ کی تعمیر:

بعض تاریخی مراجع سے معلوم ہوتا ہے کہ اس گھر کو سب سے پہلے ملائکہ نے تعمیر کیا، ایک قول یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اولاً اس کی تعمیر فرمائی، ایک قول یہ ہے کہ زمین کی تخلیق (پیدائش) سے دو ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو وجود بخشا، اور پھر اس خانہ کعبہ کے نیچے سے ساری زمین کو پھیلایا۔

تاریخی مصادر و مراجع سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کعبہ مشرفہ کی تعمیر متعدد بار ہوئی ہے، مگر پایہ ثبوت کو صرف پانچ مرتبہ کی تعمیر کا قول پہنچتا ہے (۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر اپنے صاحبزادہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ (۲) قریش کی تعمیر (۳) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی تعمیر (۴) حجاج بن یوسف ثقفی کی تعمیر (۵) ترکی فرماں روا سلطان مراد خان عثمانی کی تعمیر۔

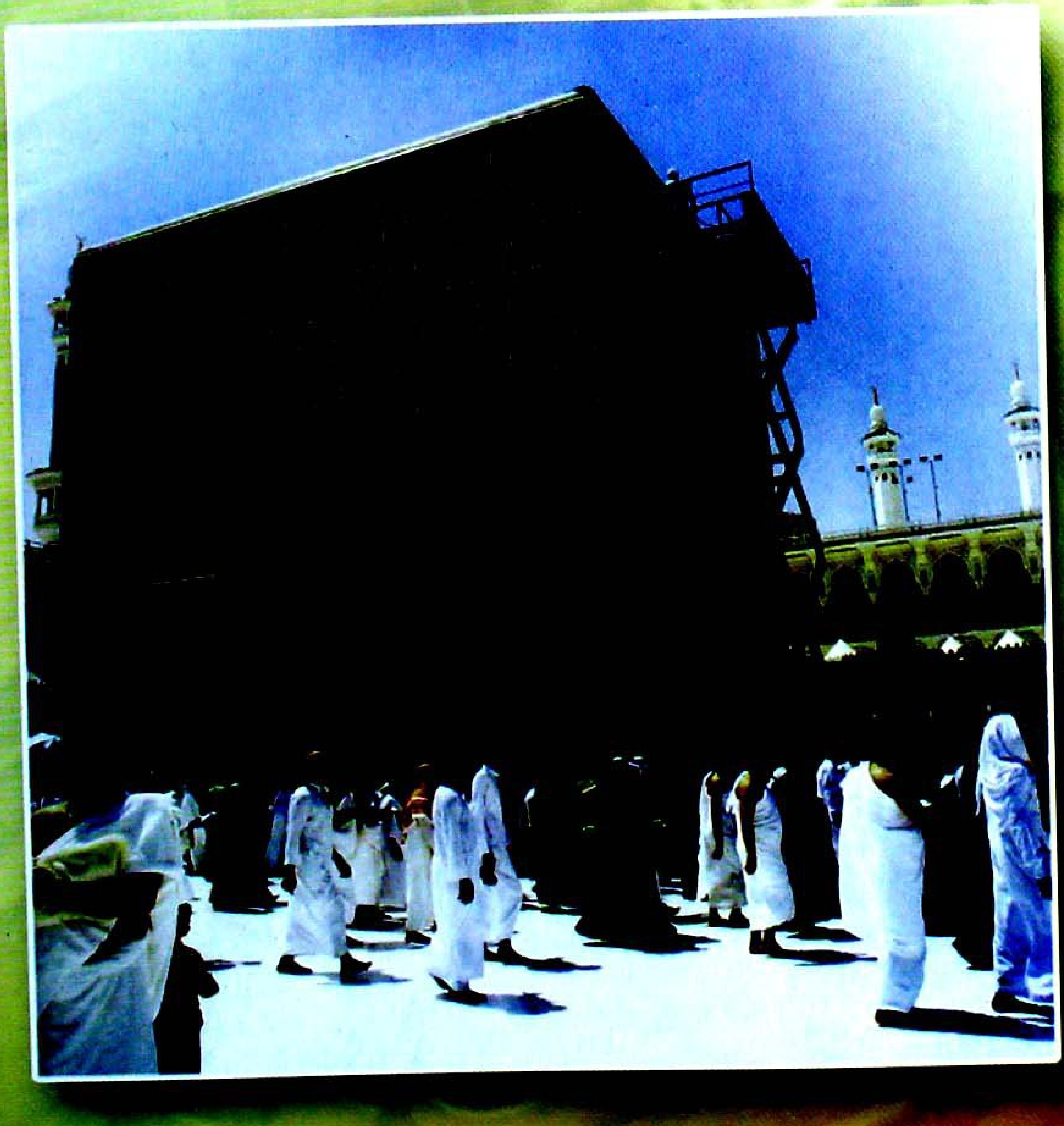

Marfat.com

۱۔ حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کی تعمیر

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کعبہ شریف کی تعمیر فرمائی، اس کی تعمیر میں پتھر استعمال کیا، اس مبارک گھر کی بلندی آپ علیہ السلام نے (۹ ذراع) نو ہاتھ یعنی (۵ ' ۴) میٹر رکھی، اس کا طول مشرقی سمت میں (۳۲ ذراع) یعنی (۱۶) فٹ
اور مغربی سمت میں اس کا طول (۳۱ ذراع) یعنی (۱۵،۵ م) رکھا، جنوب میں اس کا طول (۲۰) ذراع، یعنی (۱۱م) ، اور شمال کی سمت میں اس کا طول (۲۲) ذراع یعنی (۱۱م) رکھا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف پر چھت تعمیر نہیں کی تھی،، آپ نے کعبہ شریف کے دو دروازے رکھے، جو زمین سے ملے ہوئے تھے، اور دونوں دروازے بغیر کیواڑ (پٹ) کے تھے، کعبہ شریف کے شمال میں ایک سائباں بنایا گیا تھا جس میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بکریاں رہتی تھیں، یہی وہ جگہ ہے جس کو آج حجر (حطیم) کہتے ہیں، حضرت جبریل امین علیہ السلام آسمان سے حجر اسود لائے تھے، جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حجر اسود کی جگہ نصب فرمایا۔

Marfat.com

۲۔ قریش کے ہاتھوں بیت اللہ شریف کی تعمیر:

تاریخ کی کتابوں میں ہے کہ ایک عورت کعبہ شریف میں خوشبو کی دھونی دے رہی تھی کہ ایک شرارہ گرا جس سے آگ بھڑک اٹھی اور بیت اللہ شریف کا پردہ جل کر خاک ہو گیا، اس کے بعد دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ ایک زبردست سیلاب آیا جس سے کعبہ شریف کی دیواریں پارہ پارہ ہو گئیں، قریش کو اللہ تعالیٰ کے اس مبارک گھر کے منہدم ہونے کا خدشہ لاحق ہوا تو اس نے اس کی تعمیر نو کا عزم وارادہ کیا، یہ آنحضرت ﷺ کی نبوت سے پانچ سال قبل کا واقعہ ہے، قریش نے اس تعمیر میں حصہ لینے والوں کے لئے یہ شرط لگا دی تھی کہ بیت اللہ کی تعمیر میں حرام مال استعمال نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس میں صرف حلال مال کا ہی استعمال ہوگا، اس شرط کی وجہ سے اس کی تعمیر کی تکمیل کے لئے پیسہ کم پڑ گیا، جس کی وجہ سے حجر (یعنی حطیم) کی سمت چھ ہاتھ یعنی تقریباً تین (۳ میٹر) سے کچھ زائد جگہ تعمیر سے خالی چھوڑ دی گئی، اور اس حصہ کو چھوٹی سی دیوار سے احاطہ میں لے لیا گیا تاکہ طواف کرنے والے اس حصہ کے باہر سے طواف کریں، قریش نے اپنی اس نئی تعمیر میں بعض تبدیلیاں کیں، مثلاً سابقہ بلندی کو بڑھا کر (۱۸ ذراع) یعنی (۹ م) کر دیا، عمارت کو مسقف (چھت دار) بنایا، لکڑی کا ایک پرنالہ لگا دیا، بیت اللہ کے مغربی دروازہ کو بند کر کے اس کے مشرقی دروازے کو زمین سے کافی بلند کر دیا تاکہ ہر شخص اس میں داخل نہ ہو سکے بلکہ جس کو اہل قریش چاہیں داخل ہونے دیں اور جس کو چاہیں داخل نہ ہونے دیں، قریش کی اس تعمیر میں آنحضرت ﷺ بنفس نفیس شریک رہے، آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ پتھر اُٹھا اُٹھا کر لاتے تھے، جب تعمیر مکمل ہو گئی اور حجر اسود کو اس کی جگہ رکھنے کا وقت آیا تو قریش کے لوگوں میں اختلاف ابھر کر سامنے آیا اور شدید نزاع پیدا ہو گیا، ہر قبیلہ کی یہ خواہش تھی کہ حجر اسود کو نصب کرنے کا شرف اس کو حاصل ہو، آخر کار یہ طے پایا کہ اگلے دن بیت اللہ میں جو شخص سب سے پہلے آئے وہی فیصلہ کرے گا، اور اس کا فیصلہ سب کو تسلیم کرنا ہوگا، چنانچہ اگلے دن سب سے پہلے بیت اللہ شریف آنے والے آنحضرت ﷺ ہی تھے، آپ ﷺ نے ایسی دانشمندانہ حکمت عملی اختیار فرمائی کہ جس نے اس نازک مسئلہ اور شدید اختلاف کو یکسر ختم کر دیا، آپ ﷺ نے حجر اسود کو ایک چادر پر رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا سردار اس چادر کے کونہ کو پکڑ لے، اور جہاں یہ پتھر نصب ہونا تھا سب لوگ مل کر وہاں تک لے کر چلیں، چنانچہ سب نے ایسا ہی کیا، پھر آنحضرت ﷺ نے حجر اسود کو اپنے دست مبارک سے اٹھا کر اس کی جگہ پر نصب فرما دیا، اور اس طرح آنحضرت ﷺ نے قبیلوں کے درمیان پیدا شدہ اختلاف ونزاع کو اپنی دانشمندانہ حکمت عملی اور عمدہ اسلوب سے کافور فرما دیا، ورنہ قریب تھا کہ اس معاملہ میں قبیلے اپنی جانوں کی بازی لگا دیتے، اور ایک دوسرے کا خون بہاتے۔

Marfat.com

۳۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر کعبہ شریف

سنہ ۶۴ھ مطابق ۶۸۳ء میں یزید بن معاویہ نے شام سے ایک لشکر حصین بن نمیر کی قیادت میں حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا، اس لشکر نے آ کر مکہ کا محاصرہ کرلیا، اور منجنیق سے حملے کیے، جس کی وجہ سے کعبہ شریف کی عمارت کو نقصان پہنچا، اور اس میں آگ لگ گئی، جس کی وجہ سے دیواریں بھی کمزور ہوگئیں، اس محاصرہ کے سترہ دن کے بعد یزید کا انتقال ہوگیا، اور یہ ملک شام سے آیا ہوا لشکر مکہ پر قبضہ کئے بغیر ناکام واپس ہوگیا، اور مکہ مکرمہ کی امارت بدستور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں رہی، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بیت اللہ شریف کی تعمیر نو کا عزم کیا، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر ہی اس کی تعمیر جدید کا قصد فرمایا، اور گویا آنحضرت ﷺ کی دلی خواہش کو پورا کرنے کا ارادہ کیا، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی خالہ جان حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سن رکھا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے عائشہ اگر تمہاری قوم جاہلیت کے زمانہ سے قریب نہ ہوتی تو میں خانہ کعبہ کو منہدم کرنے کا حکم دیتا، اور اس (کی تعمیر جدید) میں کا جو حصہ باہر ہے اس کو اس کے اندر داخل کردیتا، کعبہ (کے فرش) کو زمین سے ملا دیتا، اس کا ایک دروازہ مشرق کی جانب اور ایک مغرب کی جانب بناتا، اور اس طرح اس کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر ہوجاتی۔ (رواہ البخاری فی صحیحہ)

چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے آں حضرت ﷺ کی اس دیرینہ خواہش کو پورا کرتے ہوئے خانہ کعبہ کا جو حصہ قریش نے باہر نکال رکھا تھا اس کو اندر داخل کرلیا، (یہ تقریباً چھ ہاتھ سے کچھ زیادہ تھا)، بیت اللہ شریف کے دو دروازے لگا دیئے ایک مشرقی سمت میں اور دوسرا دروازہ مغربی سمت میں، نیز بیت اللہ شریف کا فرش صحن کے فرش کے برابر کردیا، بیت اللہ شریف کی بلندی میں بھی تقریباً ۲۷ ہاتھ یعنی (۱۳٫۵) کا اضافہ کیا۔

Marfat.com

۴۔ حجاج بن یوسف کی تعمیر:

حضرت ابن زبیرؓ کی تعمیر کو زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ عبدالملک بن مروان نے حجاج بن یوسف ثقفی کی قیادت میں ایک عظیم لشکر تیار کر کے مکہ روانہ کیا، اس لشکر نے آ کر مکہ مکرمہ پر قبضہ کر لیا، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا، حجاج نے اموی حاکم عبدالملک کو یہ لکھ بھیجا کہ عبداللہ بن زبیرؓ نے خانہ کعبہ میں ایسا اضافہ کر ڈالا ہے جو اس میں نہیں تھا، اموی حاکم نے حجاج کو حکم دیا کہ بیت اللہ شریف کو ویسا ہی تعمیر کیا جائے جیسا وہ پہلے زمانہ قریش میں تھا، چنانچہ حجاج نے سنہ ۷۴ھ/۶۹۳م میں بیت اللہ شریف کی دوبارہ ویسی ہی تعمیر کرائی جیسی زمانہ قریش میں تھی، خانہ کعبہ کا مغربی دروازہ بند کیا، اور مشرقی دروازہ کو اوپر اٹھا دیا، شمالی دیوار کو گرا کر بیت اللہ شریف کا وہ حصہ جو باہر تھا اور جس کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اندر شامل کر لیا تھا اس کو پھر سے باہر نکال دیا، بیت اللہ شریف کی بلندی میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

بعض تاریخی روایات میں ہے کہ عبدالملک بن مروان کو جب اس کا علم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بیت اللہ شریف کی تعمیر میں تبدیلی کی وجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث تھی تو پھر اس کو بیت اللہ کی تعمیر میں تبدیلی کے لئے حجاج کو دیئے گئے اپنے حکم پر افسوس ہوا۔

Marfat.com

۵۔ سلطان مراد خان عثمانی ترکی کی تعمیر بیت اللہ شریف:

سلطان مراد خان عثمانی ترکی کے زمانہ میں کعبۃ شریف کی تعمیر منہدم ہوگئی، جس کی وجہ زبردست طوفانی بارش اور سیلاب تھی، پانی کعبہ کی دیواروں کے نصف تک پہنچ گیا تھا، اس انہدام کے بعد سنہ ۱۰۴۰ھ/۱۶۳۰ء میں سلطان نے اس کی تعمیرِ نو کا حکم دیا، اور یہی وہ تعمیر ہے جو اب تک باقی ہے۔

البتہ خلفاء وسلاطین اور حکام اپنے اپنے عہد میں بیت اللہ شریف کی ترمیم واصلاح کا کام کراتے رہے، چنانچہ سنہ ۱۴۱۷ھ میں خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیزؒ نے حکم دیا کہ خانہ کعبہ کی اچھی طرح اصلاح وترمیم کا کام کیا جائے، چنانچہ اس کی بنیادیں مضبوط کی گئیں، اس کے شاذروان اور حلقے استوار و مضبوط کئے گئے، خارجی دیواروں کو چمکایا گیا، دیواروں کے پتھروں کے درمیان جو خالی جگہ ہوگئی تھی اس کو درست کیا گیا، خانہ کعبہ کی دونوں چھتوں کو نئے انداز سے بنایا گیا۔

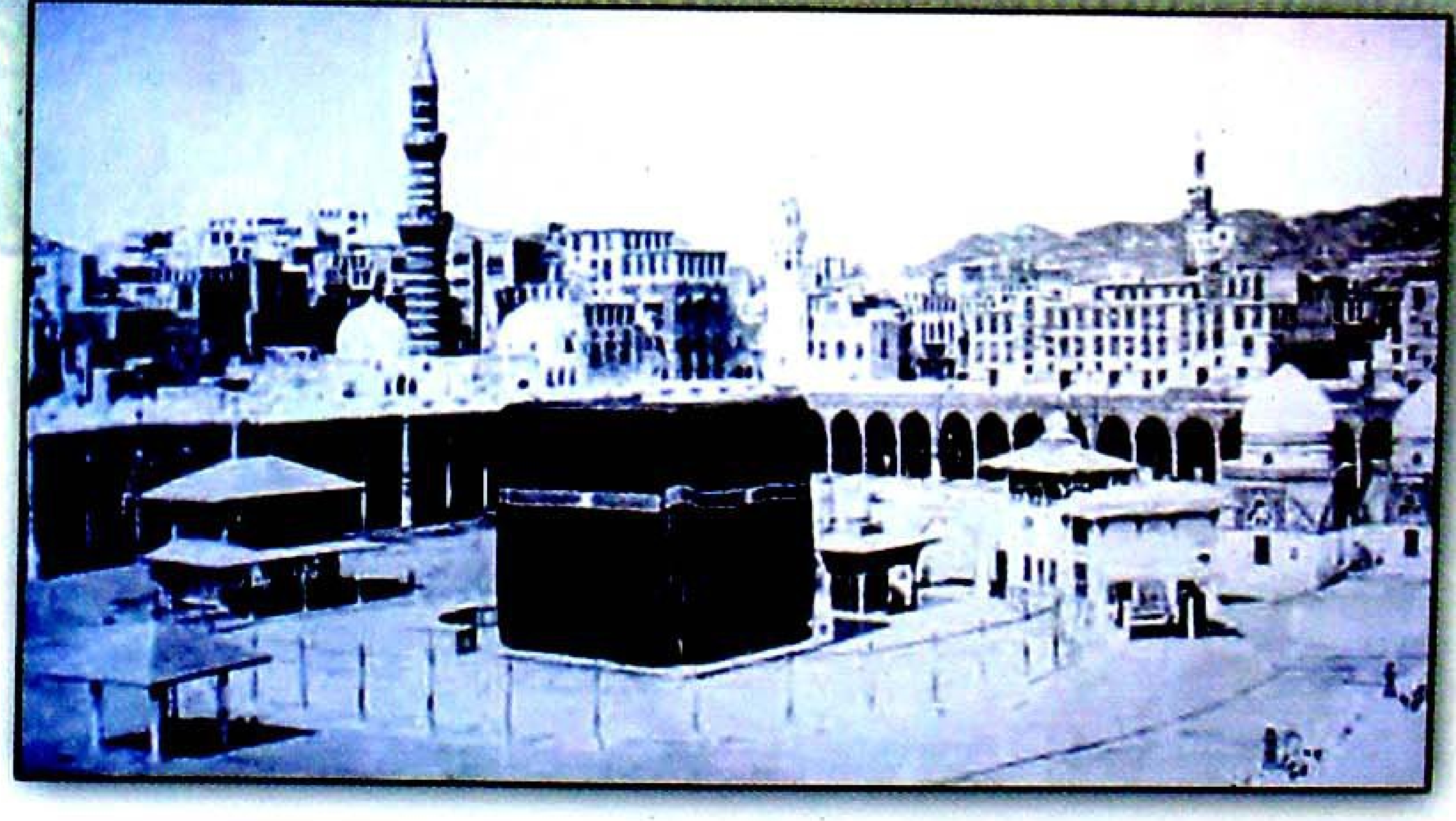

Marfat.com

حجر اسود:

حجر اسود یہ جنت کا پتھر ہے، جس کو حضرت جبریل امین علیہ السلام نے جنت سے لاکر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو کعبہ شریف کے مشرقی رکن (کنارے) پر نصب فرمایا، اس کی بلندی مطاف (طواف کرنے کی جگہ) سے (۱.۱۰) میٹر ہے، اس پتھر کو حفاظت کے لئے خالص چاندی کے حلقے میں رکھا گیا ہے جس سے اس کی شکل مثل انڈے کے نظر آتی ہے، ابتدا میں یہ پتھر (حجر اسود) صرف ایک ہی ٹکڑا تھا، مگر بعض حادثوں میں ٹوٹ گیا اور اس کے مختلف سائز کے چھوٹے چھوٹے آٹھ ٹکڑے ہو گئے، سب سے بڑا ٹکڑا کھجور کے بقدر ہے، حجر اسود کی تاریخ میں سب سے زیادہ افسوس کن واقعہ قرامطہ کا پیش آیا، قرامطہ نے حجر اسود کو یہاں سے لے جا کر غائب کر دیا، اور (۲۲) بائس سال یہ مبارک پتھر بیت اللہ شریف سے غائب رہا، پھر سنہ ۳۳۹ھ میں یہ اپنی جگہ واپس لایا گیا۔

حجر اسود کو سب سے پہلے چاندی کے حلقے میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے رکھوایا تھا، اس حلقہ کی آخری مرتبہ ترمیم واصلاح کا کام شاہ فہد بن عبدالعزیزؒ کے دور میں سنہ ۱۴۲۲ھ میں انجام پایا۔

حجر اسود جس وقت جنت سے نازل ہوا تھا تو سفید رنگ کا تھا، جس کو لوگوں کے گناہوں نے سیاہ و کالا کر دیا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ (رواہ الترمذی رکتاب الحج باب ماجاء فضل الحجر الأسود)

Marfat.com

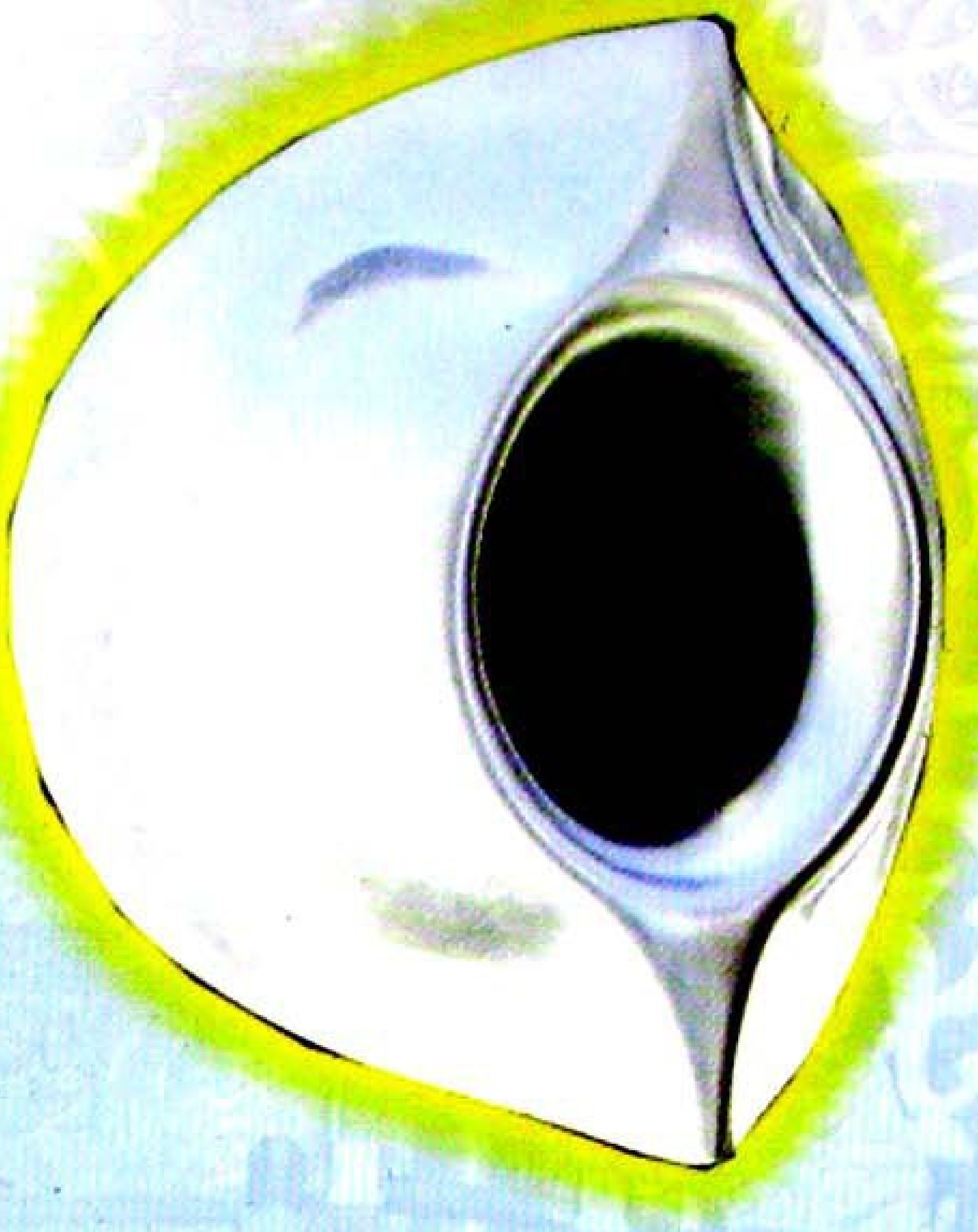

اس مبارک پتھر حجر اسود کا آنحضرت ﷺ اور آپ سے پیش رو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے بوسہ لیا ہے، اس لئے طواف کرنے والے کے لئے مسنون ہے کہ وہ اس کا بوسہ لے، یا بھیڑ کے وقت اس کا استلام کرے (یعنی ہاتھ یا لکڑی سے اس کی طرف اشارہ کر کے اس کو چومے) اگر اس پر بھی قدرت نہ ہو تو پھر صرف اشارہ کر کے تکبیر کہتا ہوا طواف کرے۔

اس مبارک پتھر کی فضیلت میں متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں سے بعض کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: رکن (رکن یمانی) اور مقام (مقام ابراہیم) جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے نور کو ختم فرما دیا، اگر اللہ تعالیٰ ان کا نور ختم نہ فرماتے تو یہ مشرق و مغرب کے درمیان سب کو روشن کر دیتے۔ (رواہ الترمذی، کتاب الحج)۔

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے حجر (یعنی حجر اسود) کے بارے میں ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ اس کو روزِ قیامت اس حال میں اٹھائیں گے کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا، اس کی ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا، اور اس کی (ایمان) گواہی دے گا جس نے حق کے ساتھ (یعنی ایمان کے ساتھ) اس کا استلام کیا ہوگا۔ (رواہ الترمذی، کتاب الحج)

۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ ان دونوں (یعنی حجر اسود اور رکن یمانی کا) چھونا گناہوں کا کفارہ ہے۔ (رواہ الترمذی، کتاب الحج، باب ما جاء فی استلام الرکنین)

Marfat.com

رکن یمانی:

یہ کعبہ شریف کے جنوبی رکن (کنارے) کا حصہ ہے، یہ عین قواعد ابراہیم علیہ السلام پر قائم ہے، اس لئے آنحضرت ﷺ اس کا استلام فرماتے تھے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو میں نے بیت اللہ شریف کے صرف دو رکنوں کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے (یعنی حجر اسود اور رکن یمانی) (رواہ البخاری رکتاب الحج).

اس رکن کے استلام کی فضیلت یہ ہے کہ اس سے گناہ زائل ہوتے ہیں، چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: بلاشبہ حجر اسود اور رکن یمانی کے چھونے سے خطائیں بالکل معاف ہو جاتی ہیں۔ (رواہ الطبرانی، واحمد)

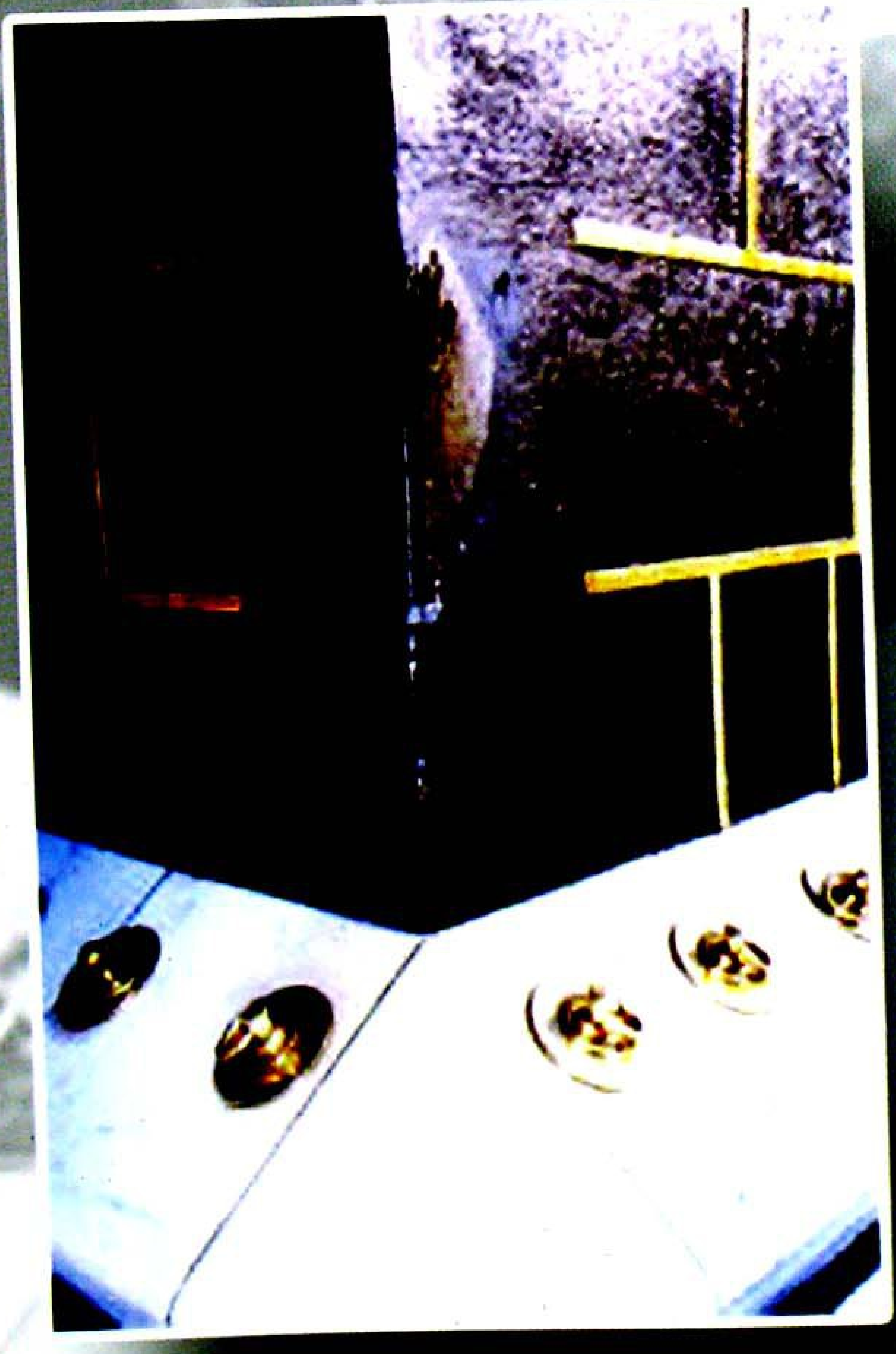

Marfat.com

ملتزم:

یہ وہ مقام ہے جس کا التزام (یعنی چمٹنا) مسنون ہے، اس طرح پر کہ سینہ اور دونوں ہاتھ اور رخسار کو اس جگہ کعبہ شریف سے چمٹا لیا جائے، اس کی جگہ کعبہ کے دروازے سے حجر اسود تک ہے جس کا عرض تقریباً دو میٹر ہے۔

اس کو ملتزم کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ ﷺ جب طواف سے فارغ ہو جاتے تو اس جگہ آ کر چمٹ جاتے اور اپنے سینہ، ہاتھوں اور رخسار کو اس سے چمٹا لیتے۔ (اخرجہ ابن ماجہ/ باب الملتزم ۲/ ۹۸۷ رقم: ۲۹۶۲)

یہ اُن مقامات میں سے ہے جہاں پر دعائیں مستجاب و مقبول ہیں، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے متعلق منقول ہے کہ وہ اس مقام پر چمٹتے تھے، اور فرماتے تھے: رکن اور دروازہ کے درمیان والی جگہ کو ملتزم کہا جاتا ہے، اس مقام پر چمٹ کر جو شخص بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے یقیناً وہ دعا مقبول ہوتی ہے۔ (اخرجہ البیہقی ۵/ ۱۶۴)

Marfat.com

میزاب: (پرنالہ)

یہ پرنالہ کعبہ شریف کی چھت پر شمالی سمت یعنی حطیم کی جانب لگا ہوا ہے، کعبہ شریف کی چھت کی دھلائی یا بارش کے وقت چھت کا پانی نکلنے کے لئے یہ نصب کیا گیا ہے، روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت مبارک سے پانچ سال قبل جب قریش نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کی تو اس وقت یہ پرنالہ لگایا تھا، اور اسی وقت کعبہ شریف پر چھت ڈالی گئی تھی ورنہ اس سے قبل کعبہ شریف پر چھت نہ تھی، قریش نے جو پرنالہ کعبہ شریف کی چھت پر لگایا تھا وہ لکڑی تھا، اس کے بعد ولید بن عبدالملک کے دور سنہ (۹۹ھ) میں مکہ مکرمہ کے والی وامیر خالد بن عبداللہ قسری نے یہ پرنالہ سونے کی تختیوں سے تیار کرا کے نصب کرایا، اس کے بعد سنہ (۱۲۷۳ھ) میں ترکی سلطان عبدالمجید خان عثمانی نے خالص سونے سے تیار شدہ ایک پرنالہ بیت اللہ شریف کے بھیجا، جو سنہ (۱۴۱۷ھ) تک لگا رہا، پھر سنہ ۱۴۱۷ھ میں شاہ فہد بن عبدالعزیز اس کو ہٹا کر ایک دوسرا پرنالہ لگوایا یہ بھی خالص سونے کا ہے اور اس کی لمبائی تقریباً دو (۲) میٹر ہے۔

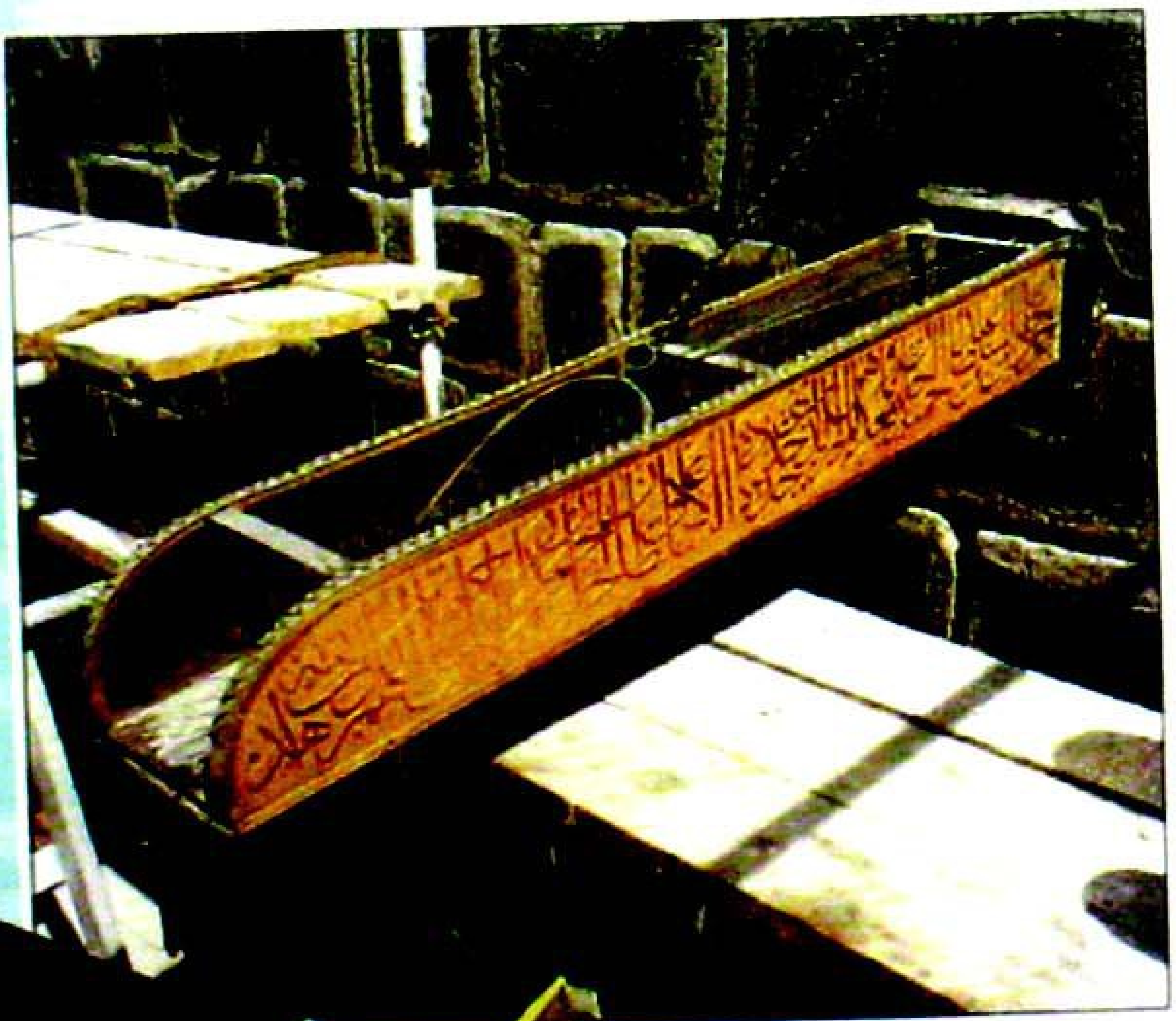

Marfat.com

شاذ روان:

شاذ روان سے مراد کعبہ شریف کی تینوں سمت میں جو زمین سے ملی ہوئی ڈھلواں منڈیری ہے وہ ہے، کعبہ شریف کی چوتھی سمت یعنی حطیم میں یہ منڈیری نہیں ہے، بلکہ اس سمت میں جو ابھر ہوئی معمولی سی جگہ ہے وہ کعبہ ہی کا حصہ ہے، اس شاذ روان میں جو پتھر لگا ہوا ہے یہ نہایت عمدہ قسم کا سنگ مرمر ہے، شاذ روان کی بلندی مطاف سے تقریباً (۲۸ـ۷۷) سینٹی میٹر کے درمیان ہے، اور اس کی چوڑائی تقریباً (۵۴ـ۷۲) سینٹی میٹر کے مابین ہے، شاہ فہد کے دور میں جب (۱۴۱۷ھ) میں بیت اللہ شریف کی تجدید و ترمیم ہوئی اسی وقت شاذ روان کا تجدیدی و ترمیمی کام بھی ہوا۔

شاذ روان کے بارے میں کچھ علماء کے درمیان کچھ اختلاف ہے، بعض علماء کہتے ہیں کہ شاذ روان یہ کعبہ کی اُن اصل دیواروں کا حصہ ہے، جب یہ دیواریں قواعد ابراہیم (علیہ السلام) پر قائم تھیں، پھر قریش نے کعبہ شریف کو چھوٹا کر دیا اور یہ شاذ روان کی جگہ باہر رہ گئی، اسی لئے بعض فقہاء نے فرمایا ہے کہ اگر شاذ روان سے طواف کیا جائے گا تو طواف درست نہ ہوگا، اس لئے کہ شاذ روان یہ کعبہ کی اصل میں سے ہے۔

شاذ روان کے بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ کعبہ شریف کی دیواروں کی پختگی کے لئے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یہ شاذ روان بنوایا تھا، تاکہ پانی کعبہ شریف کی دیواروں میں سرایت نہ کر سکے، نیز یہ کہ طواف کرنے والے کعبہ پر پڑے پردے سے چمٹ کر اس کو خراب نہ کر سکیں، اور بھیڑ کے وقت لوگوں کے جسم بھی کعبہ شریف کی دیواروں سے دور رہیں۔

اسی شاذ روان کے اندر ... حلقے (کڑے) ... نصب کئے گئے ہیں جن میں کعبہ کی رسیاں

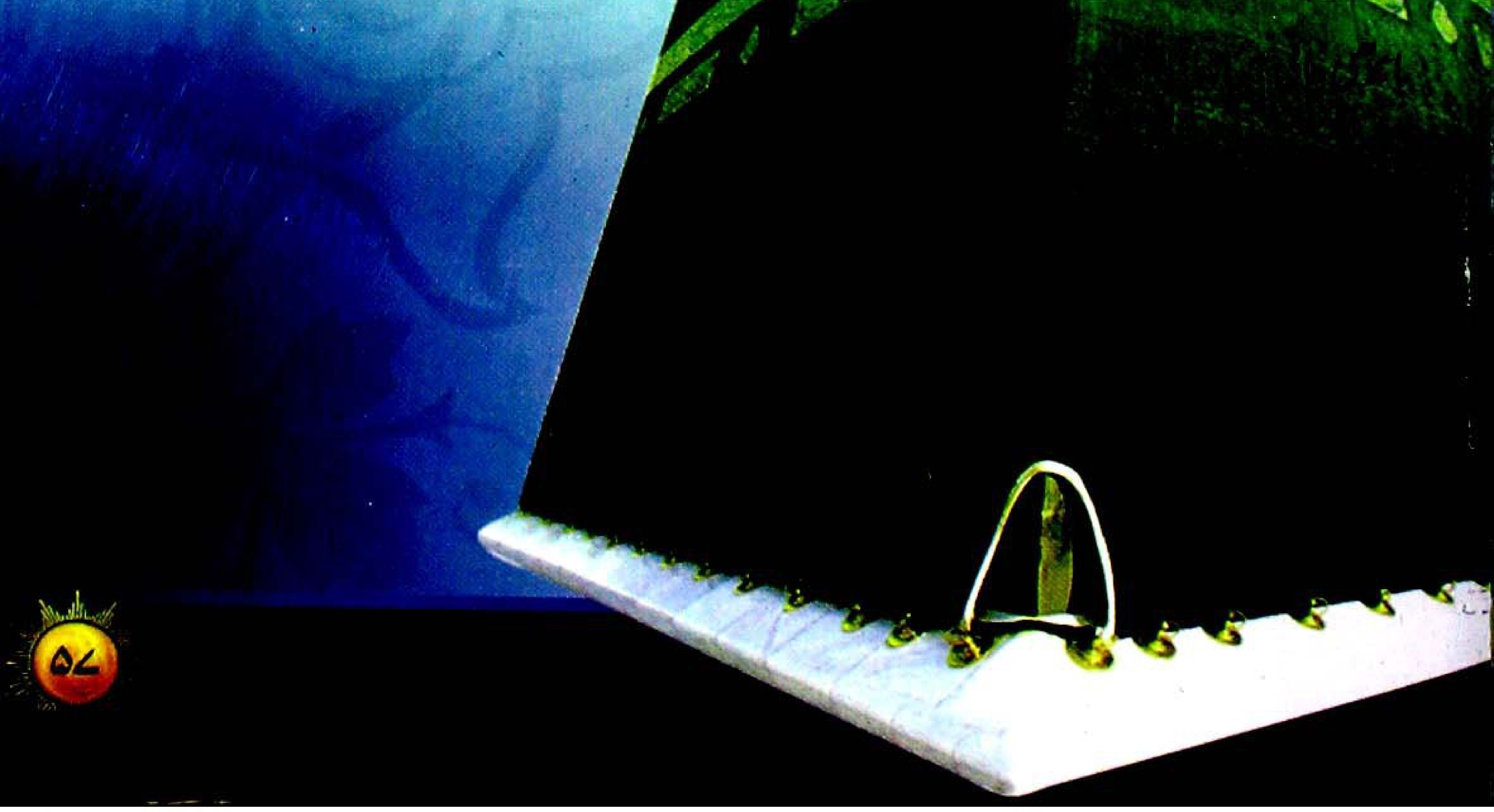

Marfat.com

غلاف کعبہ:

کسوہ یا غلاف کعبہ یہ وہ پردہ ہے جو کعبہ شریف کی عمارت پر لٹکایا گیا ہے، کعبہ شریف کے دو غلاف یا دو پردے ہیں، ایک داخلی اور ایک خارجی و بیرونی، اس غلاف کی تاریخ یہ ہے کہ کعبہ شریف پر خارجی پردہ سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے لٹکایا تھا، ایک قول یہ بھی ہے کہ سب سے پہلے یمن کے بادشاہ تبع حمیری نے ڈالا تھا، رسول اکرم ﷺ نے بھی یمنی کپڑے سے تیار شدہ غلاف کعبہ سے کعبہ کو مزین فرمایا تھا، آپ ﷺ کے بعد بھی خلفاء، امراء اور بادشاہوں نے اس کا اہتمام جاری رکھا، اور ہمیشہ کعبہ شریف کو غلاف سے آراستہ کیا جاتا رہا۔

کعبہ شریف کے غلاف یا پردہ سے آراستہ کرنے میں یہ عادت چلی آرہی تھی کہ نیا پردہ پرانے پردہ کے اوپر ہی چڑھا دیا جاتا تھا، خلیفہ مہدی عباسی نے جب (۱۶۰ھ) میں حج کیا، تو کعبہ شریف کے محافظوں خلیفہ کو اس امر سے آگاہ کیا، خلیفہ نے یہ حکم جاری کیا کہ آئندہ سے کعبہ شریف پر صرف ایک ہی غلاف رہنا چاہیئے، جس کے بعد سے آج تک یہی عادت چلی آرہی ہے۔

اموی اور عباسی دورِ خلافت میں یہ عادت چلی آرہی تھی کہ غلاف کعبہ دار الخلافہ سے تیار ہوکر آتا تھا، مگر جب عباسی خلافت کمزور پڑ گئی تو پھر مصر یا یمن سے یہ پردہ تیار ہوکر آنے لگا، اس کے بعد جب ترکی میں خلافت عثمانیہ قائم ہوئی تو پھر یہ غلاف ترکی سے تیار ہوکر آنے لگا، یہاں تک کہ جب عثمانی ترکی حکومت کمزور ہوگئی تو ترکی حکومت نے اس غلاف کی تیاری کی ذمہ داری مصری فرمان روا محمد علی باشا کے سپرد کردی، اس طرح ہر سال مصر سے غلاف کعبہ تیار ہوکر آتا تھا، اس کے بعد سنہ (۱۳۴۶ھ) میں ملک عبدالعزیز آل سعود نے اس پردہ کی تیاری کے لئے مکہ مکرمہ میں مستقل طور پر کارخانہ کی تعمیر کا حکم جاری کیا، جس کے بعد سے آج تک خانہ کعبہ پر اسی کارخانہ سے تیار شدہ غلاف ڈالا جاتا ہے۔

عدسہ: خالد الشریف

Marfat.com

یہ غلاف مختلف کپڑوں اور رنگوں کا ہوتا تھا، کبھی بالوں سے تیار کیا جاتا، کبھی کھال سے تیار کیا جاتا، کبھی بوریہ سے تیار ہوتا تھا، کبھی یمن کے مشہور کپڑے سے تیار ہوتا، کبھی ریشم سے تیار کیا جاتا، کبھی مصر کے مشہور کپڑے قباطی سے بنایا جاتا، کبھی عراق کے مشہور کپڑے نمارق سے یہ پردہ تیار کیا جاتا، کبھی کالے یا سرخ یا سفید یا پیلے دیباج سے بنایا جاتا تھا۔

عصر حاضر میں جس غلاف سے کعبہ شریف کو مزین کیا جاتا ہے یہ اسی کارخانہ سے تیار شدہ ہوتا ہے جو صرف اسی غرض کے لئے مکہ مکرمہ میں قائم کیا گیا ہے، موجودہ غلاف کعبہ خالص ریشم سے تیار ہوتا ہے جس پر کالا رنگ چڑھایا جاتا ہے، اس غلاف پر عمدہ کڑھائی اور اعلیٰ طریقہ کی کشیدہ کاری کے ذریعہ مختلف عبارتیں مرقوم ہوتی ہیں: مثلاً لکھا ہوتا ہے: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ اللہ جل جلالہ۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔ سبحان اللہ العظیم۔ یا حنان۔ یا منان۔ یہ آخر الذکر دونوں کلمے عربی میں سات کے ہندسہ کی شکل میں لکھا ہوتا ہے جس سے سارا پردہ مزین ہے۔

اس غلاف کی بلندی (۱۴.۵) میٹر ہے، غلاف کے اوپری تہائی حصہ میں ایک پٹی ہے جو چاندی کے تاروں سے کشیدہ ہے، اس میں چاندی کا تناسب (۹۹ %) فیصد ہے، اور ایک فیصد سونے کا استعمال ہے، اس غلاف کا طول (۴۷) میٹر ہے، اور اس کا عرض (۹۵) سینٹی میٹر ہے، یہ پردہ کل (۱۶) ٹکڑوں سے جڑا ہوا ہے۔

دروازہ پر بھی ایک پردہ آویزاں ہے، اس کو برقع کہا جاتا ہے، اس پردہ کی کشیدہ کاری اور ساخت اس کو بقیہ پردہ سے ممتاز کرتی ہے، اس کی بلندی (۷.۵) میٹر اور اس کا عرض (۴) میٹر ہے۔

دروازے پر ڈالے جانے اس پردہ کا آغاز سنہ (۸۱۰ھ) میں ہوا تھا۔

بیت اللہ شریف پر ڈالا جانے والا غلاف ہر سال ماہ ذی الحجہ کی نو (۹) تاریخ کو تبدیل کیا جاتا ہے، پرانا پردہ اتار کر نیا ڈالا جاتا ہے۔

Marfat.com

داخلی پردہ:

داخلی پردہ کا آغاز عہد عباسی میں ہوگیا تھا، لیکن اس کی تبدیلی کا کوئی باقاعدہ نظم وانتظام نہ ہوتا تھا، ممالیک اور عثمانی سلاطین نے یہ روایت جاری کی کہ جب اُن میں کسی کی تولیت اور امارت کی تقریب ہوتی تو اسی وقت وہ نیا امیر و سربراہ بیت اللہ شریف کے لئے داخلی و خارجی پردہ تیار کرا کے بھیجتا، جب کہ خارجی پردہ مستقل طور پر ہر سال بدلا جاتا تھا، سعودی دور میں اس داخلی پردہ کی تیاری کی ذمہ داری بھی اسی فکٹری کو دی گئی جس کو خارجی پردہ کے تیار کرنے کے لئے قائم کیا گیا تھا، چنانچہ سب سے پہلا داخلی پردہ جو اس مذکورہ فیکٹری میں سنہ (۱۴۰۳ھ) میں تیار ہوا تھا، اس کے بعد تین سال سے پانچ سال کی مدت میں یہ پردہ بدلا جاتا رہا ہے، یہ داخلی پردہ کعبہ کی دیواروں کے اوپر والے آدھے حصہ پر ڈالا جاتا ہے اور خانہ کعبہ کی اندرونی چھت کو ہرے رنگ کے خالص ریشمی پردہ سے مزین کیا جاتا ہے، اسی پر سفید رنگ کی تحریر کشید کی ہوئی ہوتی ہے۔

Marfat.com

کعبہ شریف کے اندر کی ہیئت:

خانہ کعبہ کے اندر کا فرش سفید سنگ مرمر سے بنا ہے، جس کے اردگرد کالے پتھر کی دھاریاں ہیں، کعبہ شریف کی دیواروں کے چار میٹر بلندی تک گلابی ٹائیل لگائے گئے ہیں، ان ٹائیلوں کی ترکیب اس فنی اعتبار سے کی گئی ہے کہ یہ کعبہ شریف کی دیوار سے ذرا فاصلہ لگی ہیں، دیواروں کا باقی حصہ اور چھت پردہ سے مزین ہے، کعبہ شریف کے اندر تین ستون ہیں جو لکڑے کے ہیں، یہ کعبہ شریف کے وسط میں ہیں اور ان پر چھت کا سہارا ہے، ان ستونوں کی بلندی (۹ م) ہے، اور ان کا سائز (۴۴) سینٹی میٹر ہے، دوستونوں کے درمیان کا فاصلہ (۲٬۳۵ م) ہے، داخل ہونے کے والے کے بالکل سامنے کعبہ شریف کی دیوار پر گہرے رنگ کا ٹائیل لگایا گیا ہے جو اس کی نشاندھی کرنے کے لئے ہے کہ یہاں پر آنحضرت ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی۔

داخل کعبہ شخص کے داہنی سمت زینہ (سیڑھیاں) ہیں جو چھت کی طرف جاتی ہیں، یہ سیڑھیاں مضبوط قسم کے شیشے سے بنی ہیں، ان کی تعداد (۵۰) ہے، اس زینہ کا دروازہ ہے جو باب التوبہ (توبہ کا دروازہ) کے نام سے معروف ہے، اس دروازہ کی آخری مرتبہ ترمیم واصلاح شاہ فہد بن عبدالعزیزؒ کے دور میں سنہ (۱۴۱۷ھ) میں اس وقت ہوئی جب تقریباً سارے ہی کعبہ شریفہ کا اصلاحی وترمیمی کام انجام پایا۔

کعبہ شریف کے اندر ایک بہت بڑا صندوق بھی ہے جس میں کعبہ شریف سے متعلق بعض اہم چیزیں رکھی جاتی ہیں۔

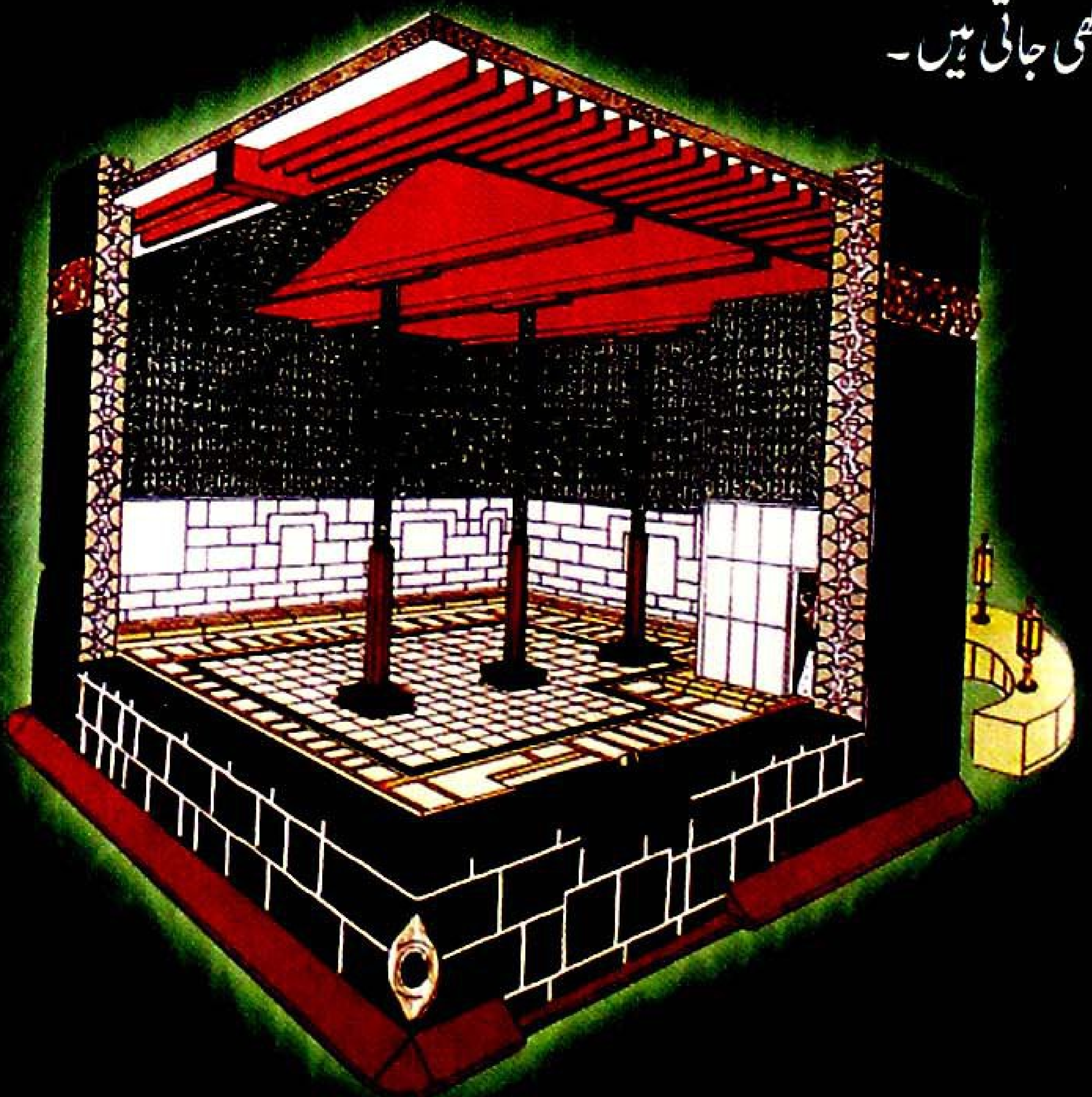

Marfat.com

مَطَافُ (طواف کی جگہ)

خانہ کعبہ کے چاروں طرف کھلا ہوا حصہ جس پر طواف کرنے والے طواف کرتے ہیں مطاف کہلاتا ہے، مطاف کے اس حصہ میں کوئی پختہ فرش وغیرہ نہ تھا بلکہ مٹی ہی تھی، سنہ (۹۱ھ) میں اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے پہلی مرتبہ مطاف کا پختہ فرش بنوایا جس میں سنگ مرمر کا استعمال کیا گیا، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مطاف میں بعض تعمیری اضافے بھی ہوئے مثلاً زمزم کے کنویں کی مستقل تعمیر بنائی گی، منبر بنایا گیا، مقام ابراہیم کی تعمیر عمل میں آئی، چار محرابیں بنائیں گئیں، جن میں ائمہ اربعہ کے مصلے تھے۔

Marfat.com

چودھویں صدی ہجری کے اواخر میں حجاج کرام کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مطاف میں قائم تمام عمارتوں کو منہدم کردیا گیا تاکہ طواف کرنے والوں کو طواف میں آسانی ہو، پھر سنہ (۱۳۹۹ھ) میں مطاف سے متصل کچھ جگہ کو مزید مطاف کے حصہ میں شامل کیا گیا، جو جگہ اضافہ کی گئی اس کو حصاوی کہا جاتا تھا (یعنی وہ جگہ جہاں کنکریاں پڑی ہوں)، اسی توسیع مطاف کے وقت پتھر کا فرش بنایا گیا، توسیع کے بعد اس کی اجمالی پیمائش (۱۷،۰۰۰م) ہوگئی۔

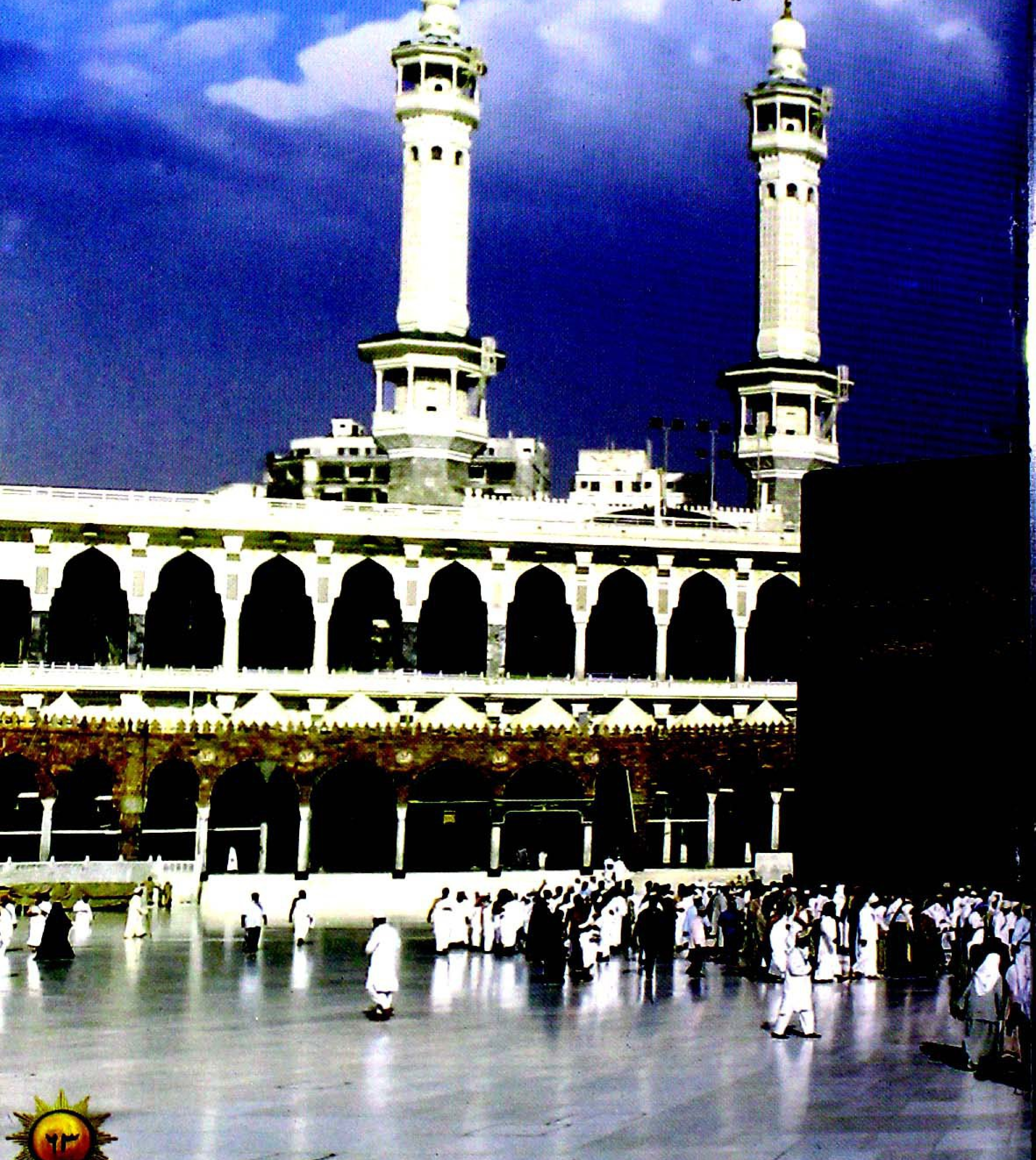

Marfat.com

مقام ابراہیم (علیہ السلام)

یہ جنت کا ایک پتھر ہے۔جس کو حضرت جبریل علیہ السلام جنت سے حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے لئے لائے تا کہ کعبہ کی تعمیر میں وہ اس پر کھڑے ہوسکیں، اور کعبہ کی تعمیر مکمل ہو سکے، اس کی پیمائش (۴۰ سنٹی میٹر + ۴۰ سنٹی میٹر) اس کی بلندی تقریباً (۵۰) سینٹی میٹر تھی، جس وقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اس پر کھڑے ہوئے تو آپ کے پیر اس میں تقریباً (۱۰) سینٹی میٹر اندر دھنس گئے، پیروں کے نشانات جو اس پتھر میں ہیں ان کا طول (۲۲) سینٹی میٹر ہے، اور عرض (۱۱) سینٹی میٹر ہے، کعبہ شریف کی تعمیر کی تکمیل کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہوئے اور آپ نے اللہ تعالی کے حکم سے لوگوں کو حج کے لئے پکارا۔

مقام ابراہیم کا محل وقوع حجر اسود سے بجانب مشرق (۱۴٫۵م) کی دوری پر ہے، کعبہ شریف کے شاذروان سے اس کا فاصلہ (۱۳٫۲۵م) ہے۔

یہ مقام ابراہیم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے لے کر آج تک اپنی اسی سابقہ جگہ پر ہے، سوائے اس کے کہ سنہ (۱۷ھ) میں ایک زبردست سیلاب آیا جو اپنے بہاؤ میں اس کے بہا کر مسفلہ تک لے گیا، تب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کی سابقہ جگہ پر ہی پھر نصب کرا دیا، اور اس نصب کرنے میں نہایت اہتمام سے پیمائش کی باریکیوں کا خیال رکھا گیا جس کی مکمل معلومات حضرت عبد المطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھی۔

سب سے پہلے مقام ابراہیم کو خلیفہ مہدی عباسی نے سنہ (۱۶۱ھ) میں سونے سے مزین کیا، اس کی وجہ یہ رہی کہ اندیشہ تھا کہ کہیں یہ پتھر پاش پاش نہ ہو جائے، اس کے بعد سے مقام ابراہیم پر تجدید وتعمیر اور تزئین کے کام وقتاً فوقتاً ہوتے رہے، پھر اس پتھر (یعنی مقام ابراہیم) کو ایک مربع پیتل کے مقصورہ (خول) کے اندر رکھ دیا گیا اس مقصورہ کو چار ستونوں پر رکھا گیا جن کی پیمائش (۳+۶ = ۱۸م) ہے۔

Marfat.com

پھر سنہ (۱۳۸۷ھ) میں مقام ابراہیم کی اس تعمیر کو مطاف سے ختم کر دیا گیا تاکہ مطاف میں توسیع ہو سکے، اور اس پر مضبوط ترین سمیک بلور کا صندوق بنا دیا گیا، جس کی اساس پتھر کے پایہ پر ہے اور اس کا اوپری حصہ پیتل کا ہے جس کی پیمائش (۸۰سم+۱۳۰=۲،۳۴۵م)، مقام ابراہیم کی بلندی (۳م) ہے، اس کی آخری تجدید و ترمیم سنہ (۱۴۱۸ھ) میں خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبد العزیز کے زمانہ میں ہوئی۔

مقام ابراہیم کی کی اہمیت وفضیلت قرآن کریم اور احادیث شریف میں وارد ہوئی ہے

چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

۱۔ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى﴾ (سورۂ بقرۃ: آیت/۱۲۵) اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو۔

۲۔ نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ ﴿فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ﴾ (سورۂ آل عمران: آیت/۹۷) اس (مکہ میں) میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، (جن میں سے) مقام ابراہیم ہے۔

۳۔ حضرت عبد بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: رکن (یعنی حجر اسود) اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں (قیمتی پتھر) میں سے دو یاقوت ہیں، اللہ تعالی اگر ان کے نور کو ختم نہ فرماتے تو یہ دونوں مشرق و مغرب کے درمیان سب کچھ روشن کر دیتے۔ (رواہ الترمذی، کتاب المناسک حدیث ۸۷۸)۔

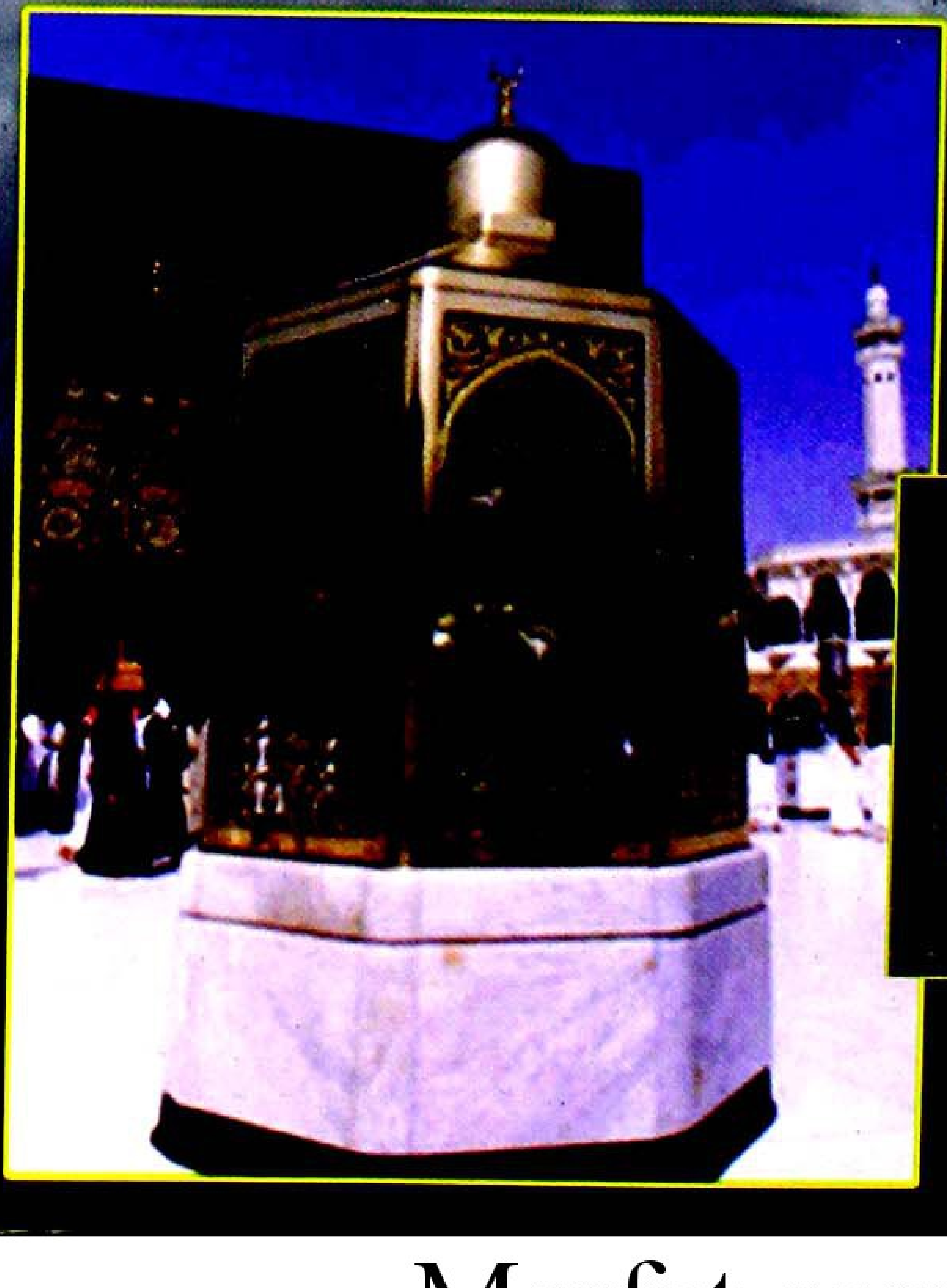

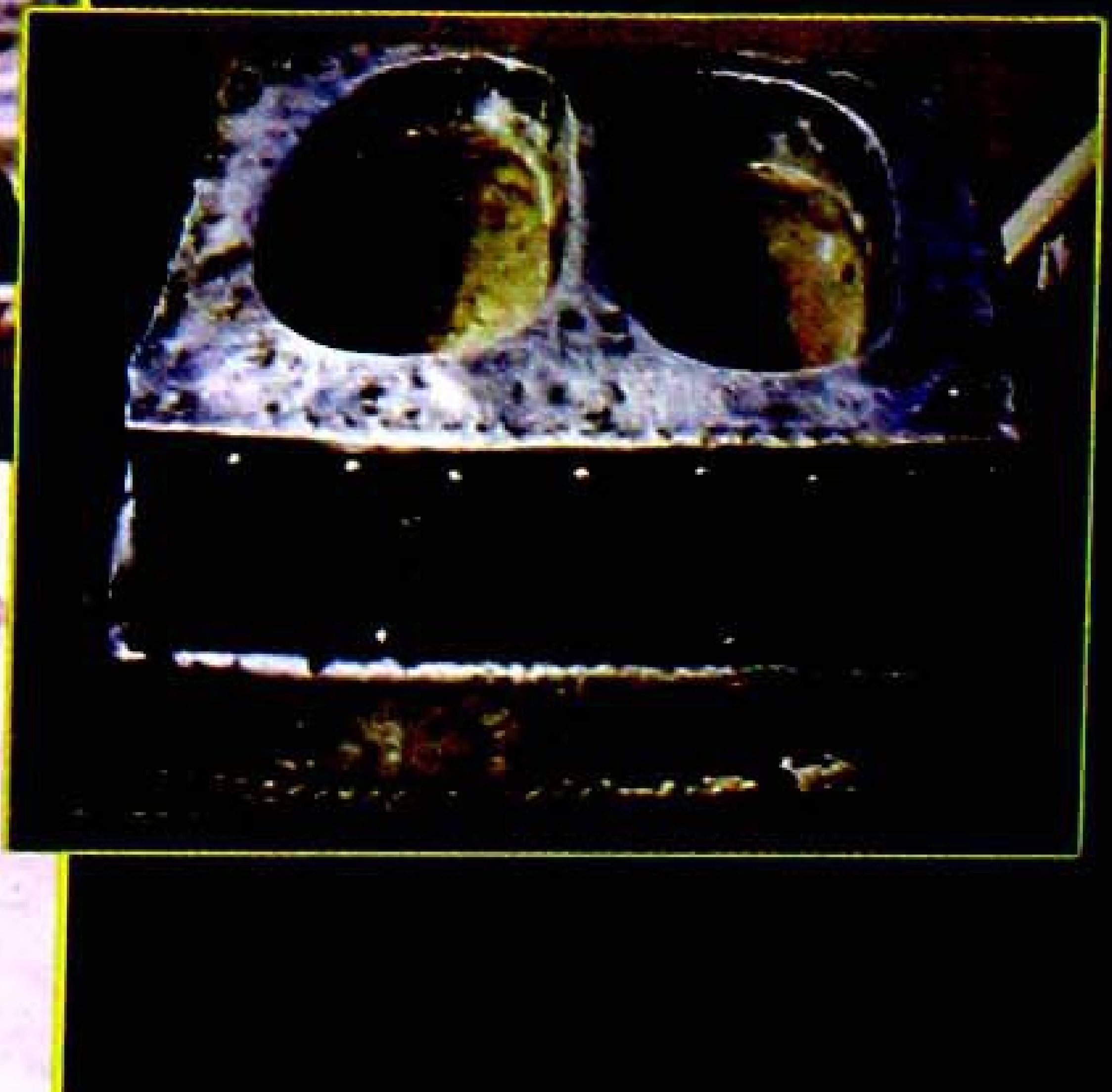

Marfat.com

حطیم (حجر اسماعیل علیہ السلام)

کعبہ شریف کے شمال میں گول دائرہ کے نصف شکل کے مانند یہ جگہ حطیم یا حجر اسماعیل کہلاتی ہے ،اس کی بلندی (۳۰،ام)، اور عرض (۵،ام)، اور اس کا کعبہ شریف کی دیوار سے حطیم کی آخری دیوار تک طول (۸٫۵م) ہے، اس مقام کے حجر اسماعیل کی وجہ تسمیہ بروایت ترمذی یہ ہے کہ اس جگہ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام، اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کے لئے اراک کی لکڑیوں سے ایک جھونپڑی (عریش) بنا دی تھی (مصنف عبدالرزاق ۹۸/۵، واخبار مکة)۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کی نسبت حضرت اسماعیل علیہ السلام سے صحیح نہیں، بلکہ بات یہ ہے کہ قریش نے جب کعبہ شریف کی تعمیر کی تو اس کی تعمیر میں حلال مال لگانے کی شرط رکھی گئی اور حلال مال جو دستیاب ہوا وہ اتنا نہ تھا کہ سارے کعبہ شریف کی تعمیر اس میں پوری ہو پاتی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں کعبہ شریف کی تعمیر تھی، اس لئے مجبوراً قریش نے کعبہ شریف کے اس شمالی حصہ کو تعمیر سے الگ چھوڑ دیا تھا، اس کی مقدار (۳م) ہے، پھر اس کے ارد گرد دیوار بنا دی گئی تاکہ طواف کرنے والے اس کے باہر سے ہی طواف کریں، اس طرح اس کا نام حجر پڑ گیا۔

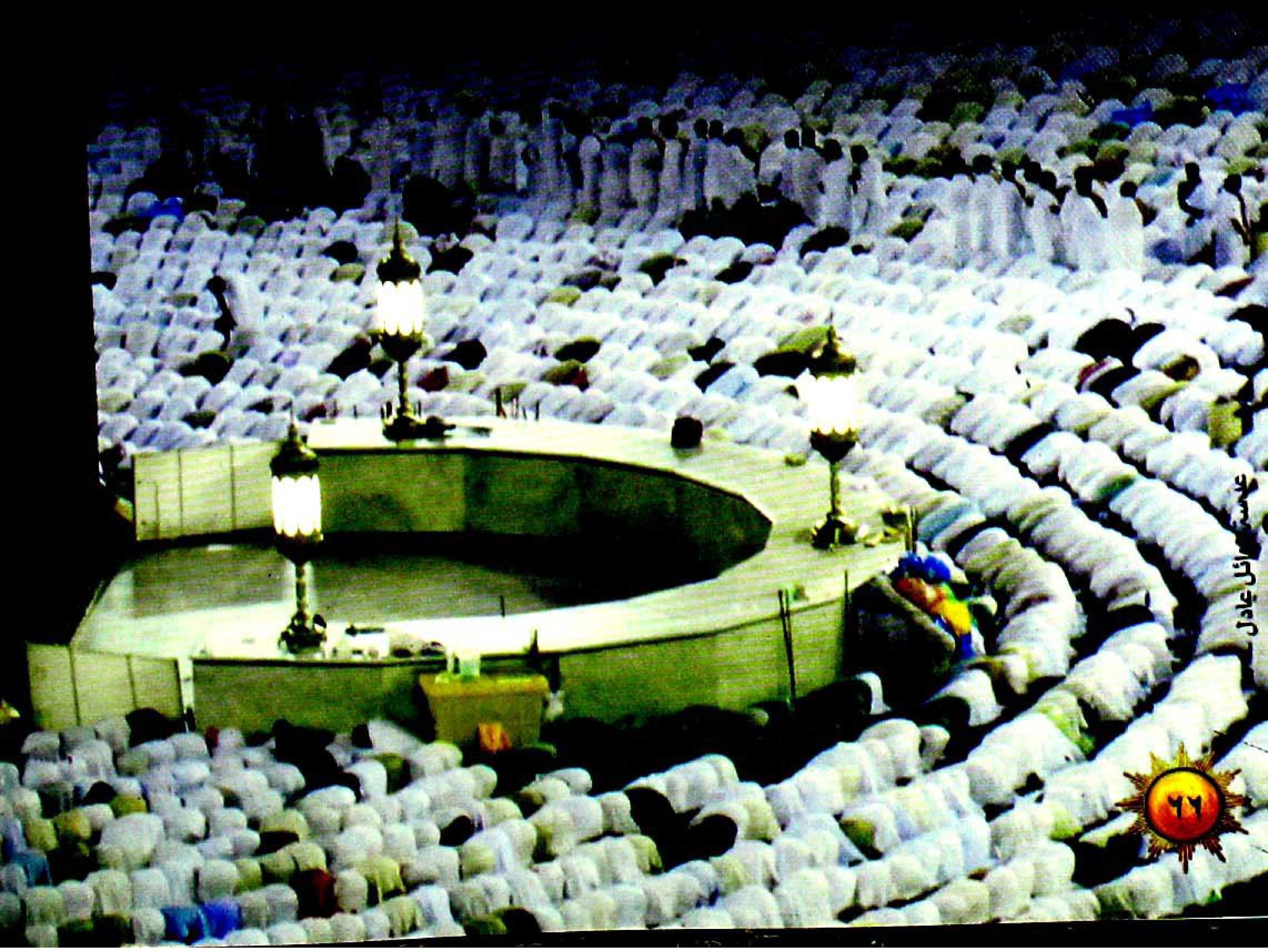

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ اگر تمہاری قوم زمانہ شرک سے قریب نہ ہوتی تو میں کعبہ کو منہدم کر کے اس (کے فرش) کو زمین سے ملا دیتا، اور اس کے دو دروازے کھول دیتا، ایک مشرقی دروازہ، اور دوسرا مغربی، اور اس میں چھ ہاتھ حجر (حطیم) سے اضافہ کرتا، اس لئے کہ قریش نے اپنی تعمیر میں اس (چھ ہاتھ زمین) کو چھوڑ دیا تھا۔

(رواہ مسلم، باب نقض الکعبۃ حدیث ۱۳۳۳)۔

اس مقام کو حطیم بھی کہا جاتا ہے، اس لئے کہ کعبہ شریف کو بلند کر دیا گیا اور یہ جگہ پست ہی رہ گئی۔

اس مقام کے فضائل میں سے یہ ہے کہ اس میں نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسا کسی نے بیت اللہ شریف کے اندر نماز پڑھی، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں چاہتی تھی کہ میں بیت (اللہ) میں داخل ہو کر نماز پڑھوں، پس رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے حجر (حطیم) میں داخل کر دیا، اور فرمایا: اگر تم بیت (اللہ) میں داخل ہو کر نماز پڑھنا چاہتی ہو تو یہاں نماز پڑھ لو، بلاشبہ یہ جگہ بیت (اللہ) کا ہی حصہ ہے۔ (رواہ الترمذی، حدیث ۸۷۶، وقال حدیث حسن صحیح)۔

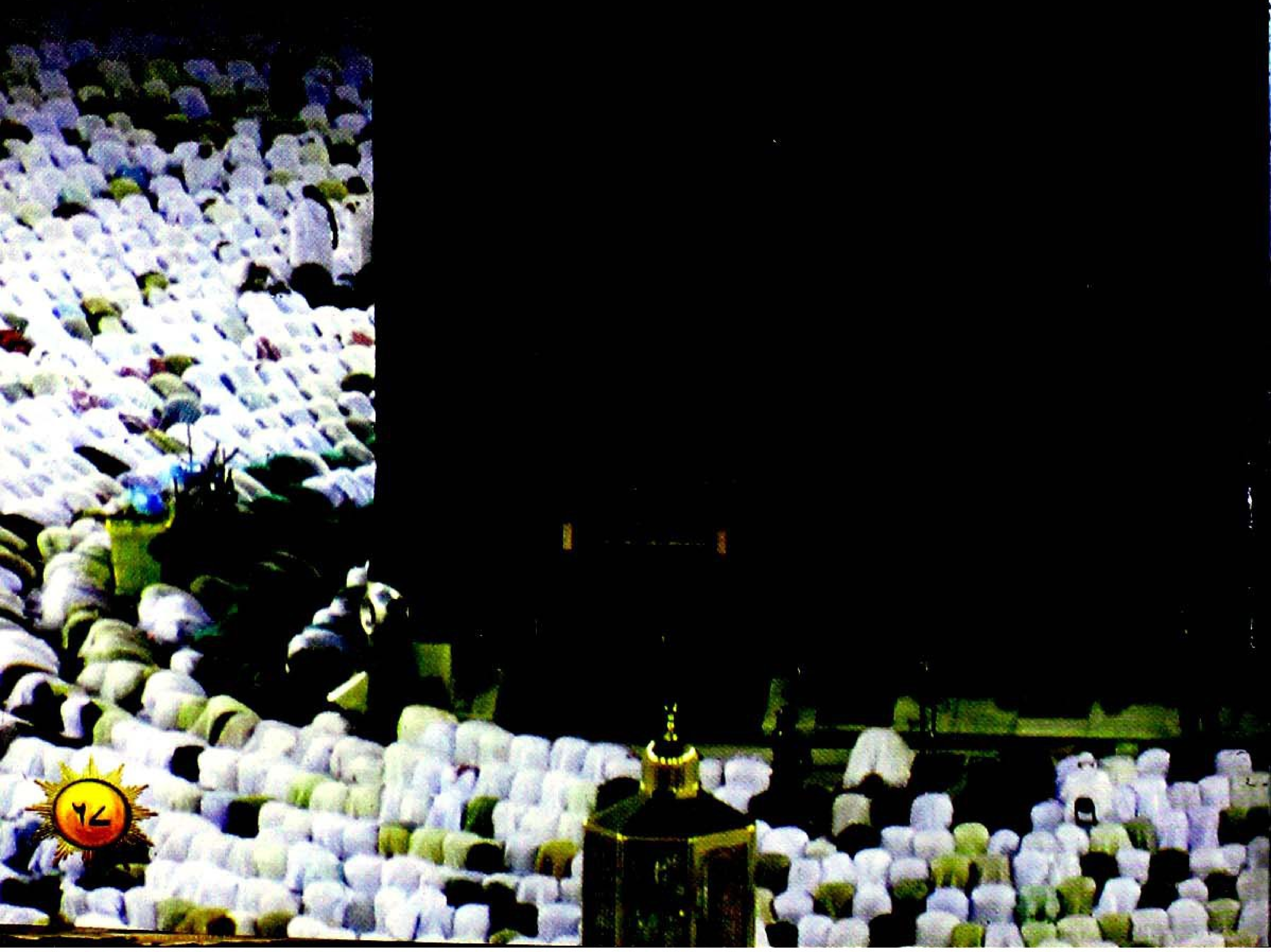

Marfat.com

زمزم کا پانی:

زمزم یہ وہ مبارک پانی ہے جس کو اللہ تعالی نے حضرت جبریل علیہ السلام کے بازو (پَر) کی ضرب سے جاری فرمایا اس طرح کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے پر کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیروں کے نیچے مارا جس سے یہ مبارک چشمہ جاری ہوا، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجر (علیہا السلام) کو اللہ تعالی کے حکم سے مکہ کی وادی میں لاکر چھوڑ دیا تھا، ان ماں بیٹوں کے پاس جو توشہ تھا وہ ختم ہو گیا اور پانی بھی نہ رہا، حضرت اسماعیل علیہ السلام کو پیاس لگی آپ کی والدہ نے پانی تلاش کرنا شروع کیا، پانی کی تلاش میں صفا مروہ دو پہاڑیوں کے درمیان دوڑتی رہیں تاکہ پانی مل جائے یا کوئی شخص نظر آئے جو پانی فراہم کر سکے، اسی تلاش کے بعد جب واپس آکر اپنے بچے اسماعیل کو دیکھا تو ان کے قدموں کے نیچے سے پانی بہہ رہا ہے، یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں، اور اس بہتے پانی کو گول دائرہ میں روک لیا، اور گویا حوض بنا دیا، اور فرمانے لگیں، رک جا، رک جا، اسی وجہ سے اس چشمہ کے پانی کا نام زمزم (یعنی رک جا) ہو گیا، اور یہ چشمہ زمزم کا کنواں کہلایا۔

زمزم کے کنویں کا محل وقوع یہ ہے کہ یہ مبارک چشمہ حجر اسود سے مشرق میں حجر اسود سے (۲۰،۶۰م) کے فاصلہ پر ہے، اس کا عمق اور اس کی گہرائی تقریباً (۳۰،۵م) ہے۔

یہ زمزم کا پانی ایسا مبارک پانی ثابت ہوا کہ سارے مکہ کے باشندوں کی ضرورتیں سالہائے سال تک اسی پانی سے پوری ہوتی رہیں، پھر ایک وقت آیا جب اللہ تعالی نے اس پانی کے آثار و نشانات تک ختم فرما دیئے، اور طویل زمانہ تک اس کی جگہ بھی لوگوں پر مخفی ہو گئی، یہاں تک کہ عبد المطلب آنحضرت ﷺ کے جد امجد (دادا) نے مکہ مکرمہ کی تولیت اور خانہ کعبہ کی نگرانی و نگہداشت اور رفادہ (حاجیوں کو کھانا کھلانا) کے شعبہ کی ذمہ

Marfat.com

داریاں سنبھالی، تو ایک مرتبہ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ کوئی کہنے والا اُن سے کہہ رہا ہے کہ زمزم کے کنویں کی کھدائی کریں، اور خواب میں اُن کو زمزم کے کنویں کی نشاندھی بھی کی، چنانچہ خواب سے بیدار ہو کر عبدالمطلب نے اسی جگہ پر کنویں کی کھدائی کا کام شروع کیا یہاں تک زمزم نکل آیا۔

اس مبارک پانی کے بارے میں بہت سی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں منجملہ ان کے احادیث ذیل ہیں۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: روئے زمین پر سب سے اچھا پانی زمزم کا پانی ہے، اس میں کھانے کی غذائیت ہے اور بیماری سے شفا ہے۔ (رواہ الطبرانی فی الکبیر ۹۸/۱۱، قال المنذری فی الترغیب ۲۰۹/۲ رواتہ ثقات)۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمزم کا پانی ہر اُس چیز کے لئے ہے جس کے لئے پیا جائے۔ (مطلب یہ کہ یہ مبارک پانی جس مقصد سے پیا جائے وہ مقصد اللہ تعالی اس کی برکت سے پورا فرما دیتے ہیں)۔

یہی وہ مبارک پانی ہے جس سے آنحضرت ﷺ کے قلب اطہر (دل مبارک) کو غسل دیا گیا، یہی وہ بابرکت پانی ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے اپنا لعابِ دہن (تھوک) ڈال کر اس میں مزید خیر و برکت فرمائی، یہ مبارک پانی اُس وقت سے لے کر آج ہمارے اس دور تک اہل مکہ اور آنے والے بے شمار زائرین کو مسلسل سیراب کر رہا ہے۔

Marfat.com

صفا ومروہ اور مسعیٰ :

صفا: صفانامی یہ ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جوابوقبیس نامی پہاڑ سے نیچے کی جانب واقع ہے، اور خانہ کعبہ کے جنوب مشرق میں

ہے، بیت اللہ شریف سے اس کا فاصلہ (۱۳۰م) ہے، اسی جگہ سے حج یا عمرہ میں کی جانے والی سعی کی ابتدا ہوتا ہے۔

مروہ: یہ بھی ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کا پتھر سفید ہے، یہ کعبہ شریف سے شمال مشرق میں واقع ہے، اور کعبہ سے اسکا فاصلہ (۳۰۰م) ہے، قعیقعان نامی پہاڑ سے یہ متصل ہے، اسی پہاڑی پر سعی کا اختتام ہوتا ہے۔

مَسْعٰی: مسعی اُس جگہ کو کہا جاتا ہے جو اوپر مذکور پہاڑیوں صفا اور مروہ کے درمیان کی جگہ ہے، اس جگہ کا طول (۳۹۵م) ہے، اور اس کا عرض (۴۰م) ہے، اس جگہ سعی کرنا حج اور عمرہ کے مناسک اور اہم ارکان میں سے ہے۔

ان مبارک پہاڑیوں کا ذکر اللہ تعالی نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے: چنانچہ ارشاد ہے ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّ فَ بِهِمَا﴾ (سورہ بقرہ:۱۵۸)

بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں پس جو حج کرے یا عمرہ کرے اس کے لئے حرج نہیں اس میں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے

Marfat.com

صفامروہ کے درمیان سب سے پہلے جس نے سعی کی وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجر علیہا السلام ہیں، جب پانی ختم ہوگیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ابھی بچے ہی تھے اور وہ پیاس سے بے چین ہونے لگے تو حضرت ہاجر پانی کی تلاش میں کبھی صفا پر چڑھتی اور پھر صفا سے مروہ کی طرف جاتیں، اور دونوں کے بیچ وادی میں تیزی سے دوڑتیں پھر اسی طرح دونوں پہاڑیوں کا طواف کرتی رہیں تاکہ پانی کے حصول کی کوئی شکل سامنے آسکے، یہاں تک کہ جب آپ علیہا السلام نے ساتواں چکر پورا کرلیا تو بچہ کی سمت سے آواز سنائی دی، فوراً بچہ کی طرف لپکیں تاکہ اس کو تسلی دیں، جیسے ہی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس آئیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ ان کے پیروں کے نیچے سے پانی بہہ رہا ہے۔

مَسْعٰی: (سعی کی جگہ) ماضی میں مسجد حرام سے خارج اور باہر تھی اس کی کوئی مخصوص عمارت بھی نہ تھی، پہلی مرتبہ اس جگہ کو سایہ دار بنائیے جانے کا عمل شریف حسین بن علی کے عہد میں سنہ ۱۳۳۹ھ میں ہوا، پھر سنہ ۱۳۷۵ھ میں پہلی مرتبہ مسعی کی تعمیر عمل میں آئی اور اس کو مسجد حرام کی عمارت سے ملایا گیا یہ کام سعودی دور کے حرم شریف کی پہلی توسیع کے ضمن میں ہوا۔

اس کے بعد خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے اپنے دورِ حکومت میں سنہ ۱۴۲۸ھ میں اس مسعی کی توسیع کا حکم صادر کیا، جس میں مسعی کے مشرقی جانب مزید توسیع اور مسعی کو سہ منزل بنائے جانے کا فرمان تھا، یہ کام تادم تحریر بڑے زور وشور سے جاری ہے اور تقریباً سہ منزلہ مسعی کی دوہری تعمیر تکمیل کے آخری مرحلے میں ہے، اس نئی توسیع سے مسعی کی مساحت و پیمائش دوگنی سے بھی زیادہ ہوگئی ہے۔

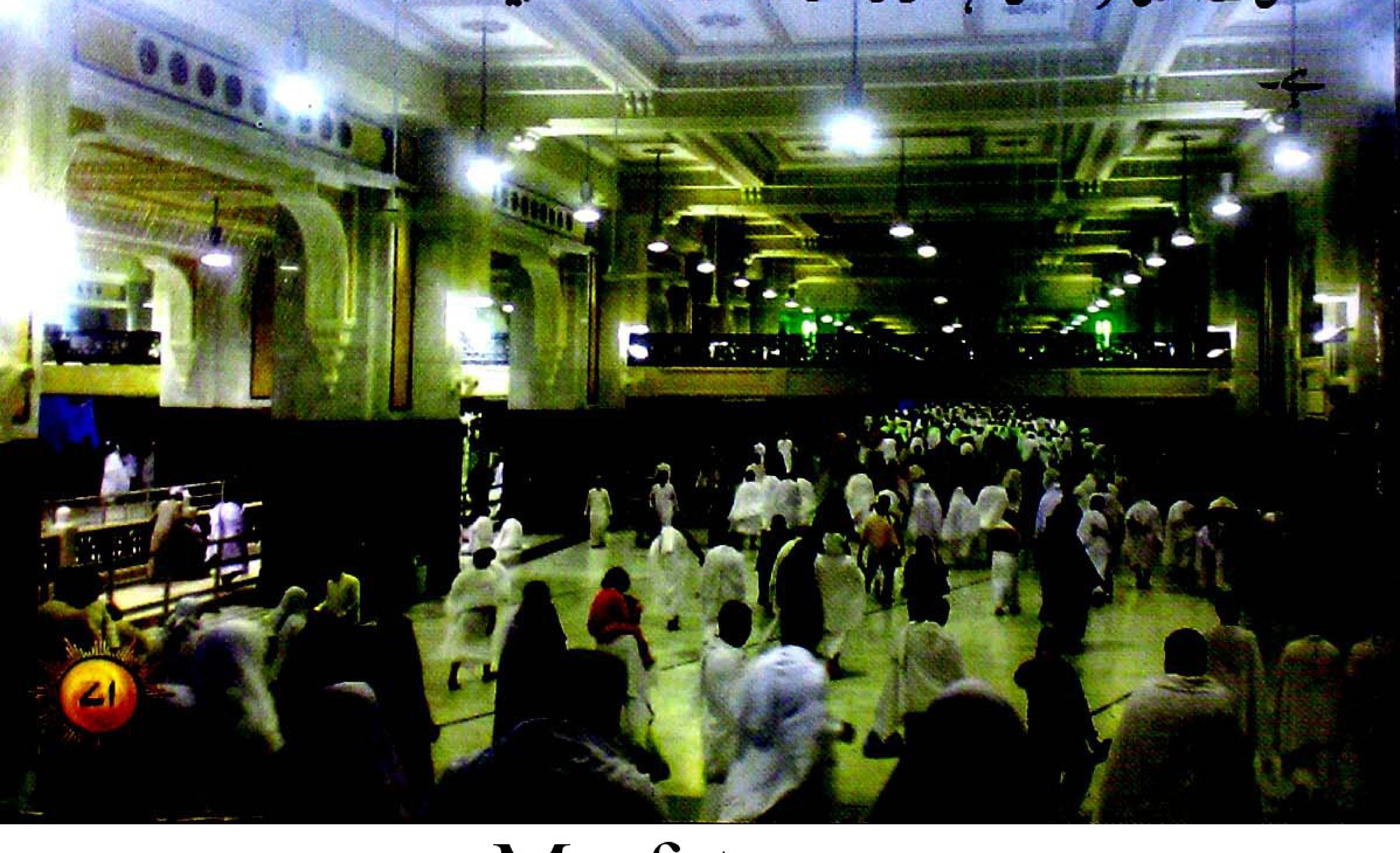

Marfat.com

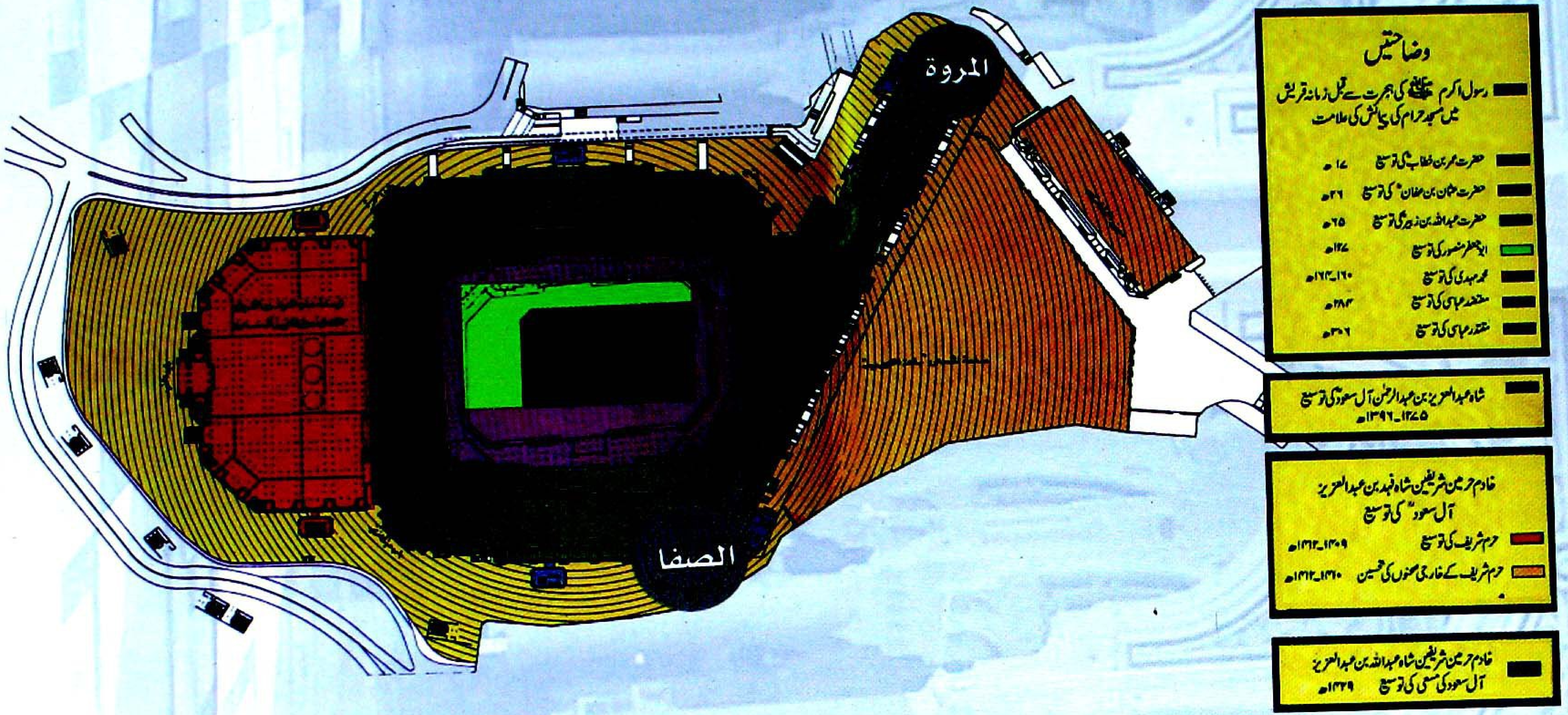
المروة
الصفا
وضاحتیں
رسول اکرم ﷺ کی ہجرت سے قبل زمانہ قریش میں مسجد حرام کی پیائش کی علامت
حضرت عمر بن خطابؓ کی توسیع ١٧ھ
حضرت عثمان بن عفانؓ کی توسیع ٢٦ھ
حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی توسیع ٦٥ھ
ابوجعفر منصور کی توسیع ١٣٧ھ
محمد مہدی کی توسیع ١٦٠_١٦٤ھ
معتضد عباسی کی توسیع ٢٨٤ھ
مقتدر عباسی کی توسیع ٣٠٦ھ
شاہ عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن آل سعود کی توسیع ١٣٧٥_١٣٩٦ھ
خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعودؒ کی توسیع
حرم شریف کی توسیع ١٤٠٩_١٤١٢ھ
حرم شریف کے خارجی صحنوں کی تحسین ١٤١٠_١٤١٢ھ
خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز آل سعود کی مسعیٰ کی توسیع ١٤٢٩ھ

Marfat.com

مسجد حرام کی تعمیر تاریخ:

کعبہ شریف کی ابتدائی تاریخ سے لے کر آنحضرت ﷺ کی بعثت کے بعد تک مسجد حرام کھلے ہوئے صحن کی شکل میں تھی، جس کے درمیان میں کعبہ شریف تھا، مسجد حرام کی اپنی کوئی دیوار یا باؤنڈری نہ تھی، بلکہ مسجد کے چاروں طرف اہل مکہ کے جو مکانات تھے وہ مسجد حرام کا احاطہ کئے ہوئے تھے، ان مکانات کے درمیان سے وہ گلیاں اور راستے تھے جو مسجد حرام اور خانہ کعبہ تک پہنچتے تھے، یہ گلیاں اور راستے اُن قبائل اور خاندانوں سے منسوب تھے جن کے مکانات کے درمیان سے ان کا گزر تھا۔

آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں مسجد حرام کی مساحت و پیمائش (۱۴۹۰م۔ اور ۲۰۰۰م) کے درمیان تھی۔

زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ متعدد بار مطاف (طواف کرنے کی جگہ) کی توسیع ہوتی رہی تاکہ طواف کرنے والوں کی کثرت بسہولت طواف کر سکے، چنانچہ سنہ (۱۷ھ/۶۳۸ء) میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ مکانات خریدے جو مسجد حرام سے متصل تھے، اور ان کو منہدم کر کے ان کی زمین کو مسجد حرام میں شامل فرمایا، اس جگہ کنکریاں بچھوادی گئیں، پھر مسجد حرام کے چاروں طرف قدم آدم سے کچھ کم اونچی دیوار تعمیر کی گئی، اور اس دیوار میں دروازے کھولے گئے، اسی دیوار پر چراغ رکھے جاتے تھے جن کی روشنی مسجد حرام میں پہنچتی تھی، اس توسیع کی پیمائش تقریباً (۸۶۰م) تھی، اور مسجد حرام کی گویا یہ سب سے پہلی توسیع تھی۔

اس کے بعد سنہ (۲۶ھ/۶۴۶ء) میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد حرام کے دالان تعمیر کرائے جن کے نیچے لوگ سایہ سے منتفع ہوتے تھے، اس توسیع کی مساحت اور پیمائش تقریباً (۲۰۴۰) مربع میٹر تھی۔

پھر سنہ (۶۵ھ/۶۸۴ء) میں جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کعبہ شریف کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو آپ ؓ نے مسجد حرام کی بھی نہایت وسیع توسیع فرمائی، اور اسکے ایک حصہ کو مسقّف (چھت دار) بنوایا، اس توسیع کی پیمائش اور رقبہ تقریباً (۴۰۵۰) میٹر تھا۔

Marfat.com

اس کے بعد سنہ (۹۱ھ/۷۰۹ء) میں اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے مسجد حرام کی توسیع کا حکم جاری کیا، اس کی تعمیر کردہ عمارت نہایت مضبوط اور قوی تھی، اس تعمیر میں پتھر کے ستونوں کو مصر اور شام سے منگایا گیا، ان ستونوں کے اوپری حصہ پر سونے کی پلیٹیں چڑھائی گئیں، اور مسجد حرام کی چھت کو تزئین شدہ ساج کی لکڑی سے مزین کیا گیا، نیز اس عمارت کے اوپری حصہ پر چھوٹے چھوٹے گنبد بنائے گئے، جن کو بیل بوٹوں سے مزین کیا گیا، اور دیواروں میں طاق بنائے گئے ان میں بھی بیل بوٹے بنائے گئے اور اس میں بہت عمدہ قسم کا پتھر استعمال کیا، ولید بن عبدالملک کی توسیع کا رقبہ مشرقی سمت میں تقریباً (۲۳۰۰) میٹر تھا۔

پھر سنہ (۱۳۷ھ/۷۵۴ء) میں عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے مسجد حرام کی توسیع اور اصلاح و ترمیم نیز سونے اور اعلیٰ قسم کے پتھر سے اس کی تزئین و آرائش کا حکم جاری کیا، یہی سب سے پہلا شخص ہے جس نے حجر اسماعیل (حطیم) کے فرش کو سنگ مرمر سے بنوایا، ابو جعفر منصور کی توسیع کا رقبہ تقریباً (۴۷۰۰) میٹر تھا۔

اس کے بعد سنہ (۱۶۰ھ/۷۷۶ء) میں عباسی خلیفہ مہدی نے مسجد حرام کی تین سمتوں مشرق شمال اور مغرب میں توسیع کرائی، جنوبی سمت میں توسیع نہیں کرائی اس کی وجہ یہ تھی کہ اس سمت میں وادی ابراہیم کے بہاؤ (مجری) کی جگہ تھی، اس توسیع کا رقبہ تقریباً (۷۹۵۰) میٹر تھا۔

Marfat.com

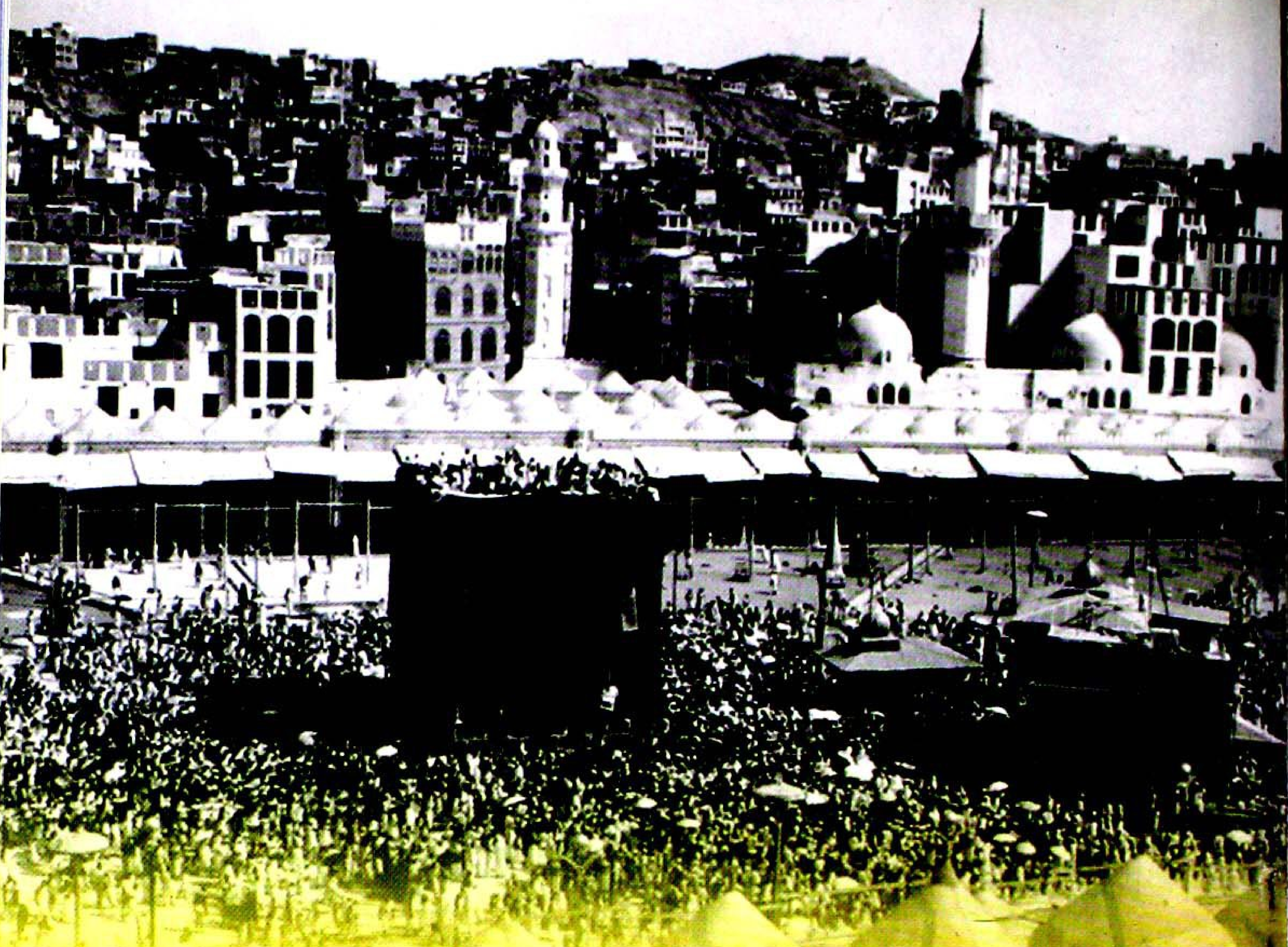

پھر جب خلیفہ مہدی نے سنہ (۱۶۴ء/۷۸۰ء) میں حج کیا تو اس وادی کے بہاؤ کی جگہ کو یہاں سے منتقل کرنے کا حکم دیا اور مسجد حرام کی جنوبی سمت سے بھی توسیع کرائی گئی اس طرح مسجد حرام کا رقبہ مربع (چوطرفہ) ہوگیا، جس کے وسط میں کعبہ شریف تھا، اس توسیع کا رقبہ (۲۳۶۰) میٹر تھا۔

اس کے بعد سنہ (۲۸۱ھ/۸۹۴ء) میں عباسی خلیفہ معتضد باللہ نے دارالندوہ کی جگہ کو بھی مسجد حرام میں شامل کر دیا، دارالندوہ مسجد حرام سے بجانب شمال ایک وسیع و عریض مکان تھا، اس کا صحن بھی کافی کشادہ تھا، اسی میں امراء اور خلفاء قیام کرتے تھے، پھر ایک مدت تک یہ مکان ویران رہا یہاں تک کہ بالآخیر معتضد باللہ کے حکم سے اس کو مسجد میں داخل کر دیا گیا، اسی جگہ میں مئذنہ (اذان دینے کی جگہ) تعمیر ہوئی، اس مئذنہ میں ستون ڈالے گئے دالان اور طاق وغیرہ چھوڑے گئے، اس کی چھت کو مزین و مزخرف عمدہ قسم کی ساگون کی لکڑی سے تیار کیا گیا، اس توسیع کی پیمائش اور یہ اضافہ شدہ رقبہ (۱۲۵۰) میٹر اراضی پر مشتمل تھا۔

پھر سنہ (۳۰۶ھ/۹۱۸ء) میں مقتدر باللہ عباسی خلیفہ نے مسجد حرام کے مغرب میں ایک دروازے باب ابراہیم کا اضافہ کیا، یہ دروازہ اس جگہ لگایا گیا جہاں سیدہ زبیدہ کے دو مکانوں کے وسیع و عریض صحن کا درمیانی حصہ تھا، اس اضافہ شدہ اراضی کا رقبہ (۸۵۰) میٹر تھا۔

Marfat.com

اس کے بعد (۹۷۹ھ/۱۵۷۱ء) میں عثمانی ترکی سلطان سلیم نے مسجد حرام کی پوری عمارت کی از سرنو تعمیر کرائی، اس تعمیر میں کوئی اضافہ نہیں ہوا، یہی عمارت مسجد حرام کی آج بھی باقی ہے اور تعمیر عثمانی سے معروف ہے۔

سنہ (۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء) میں سعودی دور کی پہلی توسیع کا آغاز ہوا جس میں حرم شریف کی چاروں سمت سے توسیع ہوئی، مسجد حرام میں ایک سہ منزلہ خوبصورت عمارت کا اضافہ کیا گیا، اس توسیع کے مرحلہ میں پہلی مرتبہ مَسْعٰی (سعی کرنے کی جگہ) کی تعمیر کا کام ہوا اور مسعی کو مسجد حرام سے ملا دیا گیا، اس سے قبل مَسْعٰی میں بازار لگا کرتا تھا، اس توسیع کے بعد مسجد حرام کا کل رقبہ (۱۹۳،۰۰۰) میٹر ہوگیا، اس توسیع میں جو زمین مزید شامل کی گئی وہ (۱۵۳،۰۰۰) میٹر تھی، اس توسیع کے بعد مسجد حرام میں چار لاکھ نمازیوں کی گنجائش ہوگئی، جب کہ [illegible] گنجائش تھی۔

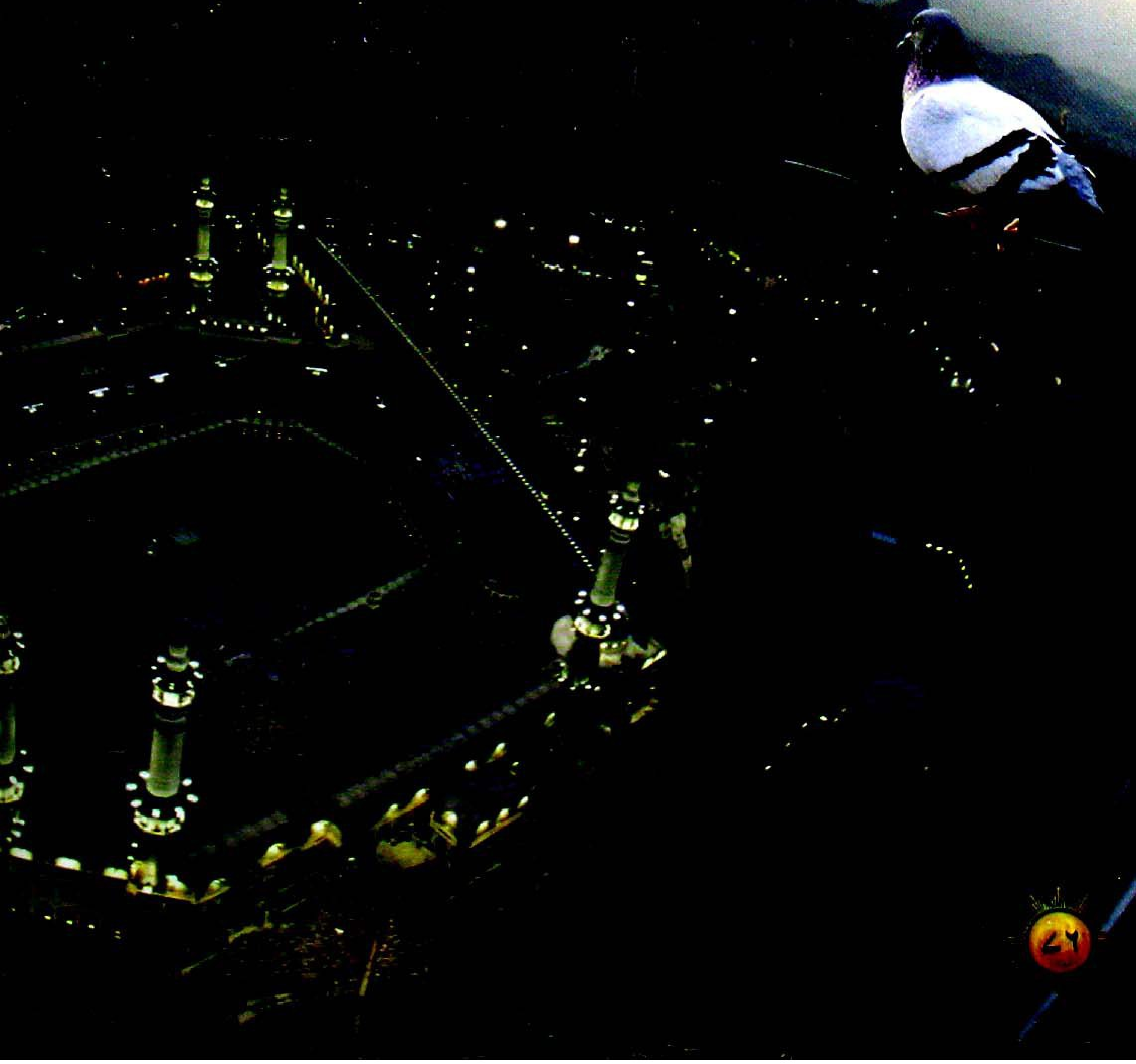

Marfat.com

سنہ (۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء) میں خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز نے مغربی سمت باب العمرہ سے باب الملک عبدالعزیز تک توسیع کا حکم صادر کیا، اس توسیع کا رقبہ (۷۶.۰۰۰) میٹر تھا، یہ رقبہ تہ خانہ پہلی منزل (گراؤنڈ فلور) دوسری منزل اور اس کی چھت کو شامل ہے، اس توسیع میں تقریباً (۱۵۲،۰۰۰) نمازیوں کی گنجائش ہے، ملک فہد صدر دروازہ کے دونوں طرف منارے بنائے گئے، اسی کے ساتھ نئی توسیع شدہ عمارت کی چھت سے متصل چھت پر تین گنبدوں کی بھی تعمیر کی گئی، اس نئی تعمیر میں ایئر کنڈیشن کا نظام نصب کیا گیا ہے جس کے لئے مرکزی ایئر کنڈیشن کنٹرول اجیاد محلّہ میں بنایا گیا ہے، اس نئی توسیع میں شاہ فہد اور شاہ عبدالعزیز کے دروازہ کے سامنے خارجی صحن تیار کیا گیا جس میں سفید سنگ مرمر استعمال میں لایا گیا، اسی طرح شامیہ محلّہ کی سمت میں بھی صحن بنایا گیا، اور مسعی کے

مشرقی سمت میں بھی ایک طویل وعریض صحن بنایا گیا، ان تمام خارجی صحنوں کا کل رقبہ (۸۵،۸۰۰) ہے، جس میں تقریباً (۱۹۰،۰۰۰) نمازیوں کی گنجائش ہے، ان صحنوں اور مسجد حرام کی عمارت اور اس کی چھتوں کو شامل کر کے حرم مکی شریف کا ایسا عظیم توسیعی کام ہوگیا ہے جس میں تقریباً ایک ملین (دس لاکھ) نمازیوں سے زیادہ کی گنجائش ہے۔

پھر سنہ (۱۴۲۸ھ میں خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ حفظہ اللہ نے مَسعیٰ کی تعمیر جدید اور اس کی مشرقی سمت میں مزید (۲۰) میٹر توسیع کا حکم صادر کیا، نیز یہ کہ اس نئے مسعی کو سہ منزلہ تعمیر کیا جائے، اس طرح اس مسعی کا عرض (۴۰) میٹر ہوگیا، اس توسیع کے بعد مسعی کا کل رقبہ (۷۲،۰۰۰) میٹر ہوگیا ہے جب کہ اس کا سابقہ رقبہ (۲۹،۴۰۰) میٹر تھا، اس نئی توسیع میں صفا و مروہ کے اطراف کی جگہ میں بھی تعمیری کام ہوا، بالخصوص نئے گنبد اور نیا منارہ تعمیر ہوا، نیز مروہ کی سمت میں چار بجلی کی اسکلیٹر

Marfat.com

(متحرکہ زینے) نصب کئے گئے ہیں تا کہ جو لوگ سعی سے فارغ ہو جائیں وہ بآسانی ان الیکٹرک اسکیلیٹر کے ذریعہ مروہ سے نکل جائیں، اس نئی توسیع میں مسعی کی پہلی منزل اور دوسری منزل پر معذور اور بوڑھے افراد کے سعی کرنے کے لئے خصوصی جگہ رکھی گئی ہے، مسعی کے اس پورے علاقہ اور اس کی ساری منزلوں کی توسیع کا یہ کل رقبہ تقریباً (۱۲۵،۰۰۰) میٹر اراضی پر مشتمل ہے۔

اس کے بعد سنہ ۱۴۲۹ھ میں خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ حفظہ اللہ نے حکم دیا کہ مسجد حرام کے شمالی صحنوں کو مزید کشادہ کیا جائے، یہ صحن کی توسیع تقریباً (۳۸۰) میٹر اراضی پر مشتمل ہوگی، نیز یہ کہ پیدل چلنے والوں کے لئے سرنگیں بنائی جائیں، اور اس توسیع میں متعدد خدمات وسہولیات فراہم کی جائیں، ان خدمات وسہولیات کی جگہ تین لاکھ مربع میٹر ہوگی، اس توسیع شدہ جگہ میں تقریباً ڈھائی لاکھ نمازیوں کی مزید گنجائش ہو جائے گی۔

Marfat.com

مسجد حرام کے دروازے:

کئی سو سالوں تک مسجد حرام کے دروازے نہیں تھے، بلکہ بیت اللہ شریف کے چاروں طرف کھلا ہوا صحن تھا، جس کے چاروں طرف آبادی تھی، اور مکانات تھے، اوران مکانات کے درمیان سے راستے گزرتے تھے جو مسجد حرام اور بیت اللہ شریف تک پہنچتے تھے، سب سے پہلے جس نے مسجد حرام کی مستقل عمارت بنوائی اور اس میں دروازے نصب کرائے وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، آپؓ نے سنہ ۱۷ھ میں یہ کام کرایا، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مسجد حرام کی عمارت کی تعمیر وترقی ہوتی رہی، اور دروازوں میں بھی اضافہ ہوتا گیا، بعض روایات کے مطابق عباسی خلیفہ مہدی کے دور میں ان دروازوں کی تعداد (۱۹) تک پہنچ گئی تھی، عثمانی ترکی دور میں یہ تعداد بڑھ کر (۲۶) تک جا پہنچی، اس وقت ان دروازوں کی تعداد (۱۳۹) ہے، جو مسجد حرام کے تہہ خانے اور پہلی ودوسری منزلوں وغیرہ سب کو شامل ہیں، ان دروازوں میں ایسے بجلی کے بلب (لائٹ) لگائے گئے ہیں جو اندر نمازیوں کے لئے گنجائش ہونے کی صورت میں تو ہرے رہتے ہیں، اور جب اندر جگہ پُر ہو جائے اور مسجد بھر جائے تو ان دروازوں میں یہ سُرخ لائٹیں جل جاتی ہیں جو اس بات کی علامت ہیں کہ اب اندر جگہ نہیں ہے۔

وہ عمارتیں جن میں اسکیلیٹر (بجلی کے متحرک زینے) نصب ہیں سات ہیں، ان دروازوں میں (۱۷) دروازے ایسے ہیں جو صرف معذورین کے لئے خاص ہیں۔

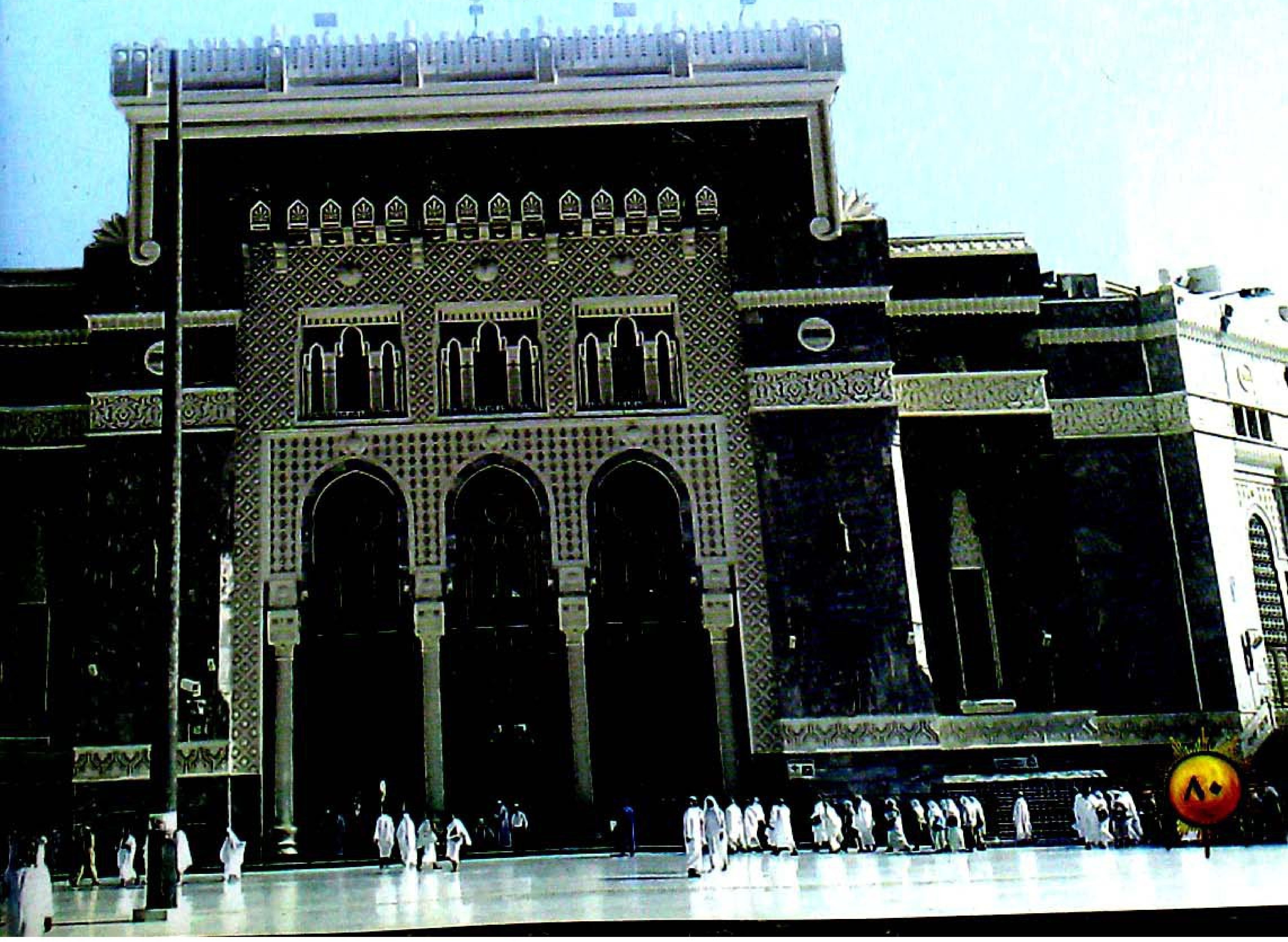

Marfat.com

مسجد حرام کی مینار یں:

متعدد تاریخی مصادر ومراجع کی کتابوں میں لکھا ہے کہ مسجد حرام کی عمارت میں سب سے پہلی مینار عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور کی توسیع حرم کے دوران سنہ (۱۳۷ھ) میں تعمیر ہوئی، پھر عباسی خلیفہ مہدی نے اپنی حرم شریف کی توسیع کے ضمن میں تین میناریں مزید تعمیر کرائیں، عباسی خلیفہ معتضد باللہ کی توسیع کے دوران مزید ایک پانچویں مینار بنائی گئی، اس کے بعد عثمانی ترکی سلطان قایتبائی نے ایک چھٹے مینارے کا اضافہ کیا، پھر عثمانی سلطان سلیم نے ساتویں مینار بنوائی، ان ساتوں میناروں کی اصلاح وترمیم وتجدید وقتاً فوقتاً ہوتی رہی، یہاں تک کہ سعودی دور میں حرم شریف کے توسیعی منصوبہ کا جب آغاز ہوا تو تمام ساتوں میناریں منہدم کردی گئیں، اوران کی جگہ سات نئی بلند میناریں تعمیر کی گئیں، یہ نئی تعمیر شدہ میناریں سعودی دور کی حرم شریف کی توسیع شدہ عمارت سے مماثلت ومشابہت رکھتی ہیں، اس کے بعد شاہ فہد کی حرم شریف کی توسیع کے دوران مزید دونئی میناریں تعمیر کی گئیں جس کے بعد حرم شریف کی میناروں کی کل تعداد (۹) نو ہوگئی ہے، جو حرم شریف کی عمارت کے چاروں طرف ہیں، ان میں سے آٹھ میناریں تو حرم شریف کے چار صدر دروازوں کے اوپر بنائی گئیں ہیں، اس طرح پر کہ ہر صدر دروازہ پر دو میناریں ہیں، ان چار صدر دروازوں کے نام یہ ہیں، شاہ عبدالعزیز دروازہ، شاہ فہد دروازہ، عمرہ دروازہ، فتح دروازہ، البتہ نویں مینار کی تعمیر صفا پہاڑی کے اوپر بنائے گئے گنبد کے پہلو میں کی گئی ہے، ان میں سے ہر مینار کی بلندی (۸۹) میٹر ہے۔

Marfat.com

مشاعر مقدسہ:

مکہ مکرمہ اور اس کے آس پاس کے علاقہ میں مقدس و محترم مشاعر ہیں جن میں حج کی ادائے گی کے لئے ہر سال مسلمان دور دراز سے سفر کر کے حاضر ہوتے ہیں، حج اسلام کے ارکان خمسہ میں سے پانچواں رکن ہے، ہم ذیل میں ان مشاعر کی جگہ ان کی پیمائش وغیرہ کا ذکر کرتے ہیں۔

Marfat.com

منیٰ :

منی کا مقام یہ ایک مشعر ہے جو دوسرے شعائر کی بہ نسبت مسجد حرام سے سب سے زیادہ قریب ہے ،اس کا محل وقوع حرم شریف سے بجانب مشرق ہے، اور اس کی دوری حرم شریف سے (۴) چار کلومیٹر ہے، جمرہ عقبہ سے وادی محسر تک اس کا طول (۳‘۵) کلومیٹر ہے، اس کا رقبہ (۶‘۳۵) کلومیٹر ہے ،عرفات جانے سے پہلے حجاج کرام یہاں نویں ذی الحجہ کی رات گزارتے ہیں، اور پھر عرفات ومزدلفہ سے واپسی کے بعد گیارہ، بارہ ذی الحجہ کی راتیں گزارتے ہیں، نیز جو لوگ تیرہویں کی رمی کرتے ہیں وہ تیرہ ذی الحجہ کی رات بھی یہیں منی میں گزارتے ہیں، یہ ایام تشریق کہلاتے ہیں جو کھانے پینے اور اللہ تعالی کے ذکر کرنے کے ایام کہلاتے ہیں جیسا کہ احادیث شریفہ میں آنحضرت ﷺ مروی ہے -

منی کے مقام پر بھی متعدد مشاعر اور اہم معالم ہیں جن میں سے بعض کا ذکر کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

جمرات:

''جمرات،، کا لفظ عربی زبان میں ''جمرۃ،، کی جمع ہے، جمرات کنکریوں کے اُس مجموعہ کو کہتے ہیں جس سے ستون کو مارتے ہیں (اس ستون کو شیطان کہا جاتا ہے)۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ جمرہ چھوٹے پتھر کو کہتے ہیں۔

کنکریوں کے مارنے کی مشروعیت کی وجہ اور اصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے وابستہ ہے، آپ علیہ السلام جب مناسک کی ادائے گی کے لئے تشریف لائے تو جمرہ عقبہ (بڑے شیطان سے معروف جگہ) کے مقام پر اُن کو بہکانے کے لئے شیطان ظاہر ہوا، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اس کو سات کنکریاں ماریں جس سے وہ زمین میں دھنس گیا، پھر جمرہ ثانیہ (درمیانے شیطان سے معروف جگہ) پر شیطان ظاہر ہوا تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اس کو مزید سات کنکریاں ماریں جس سے وہ پھر زمین میں دھنس گیا، اس کے بعد شیطان پھر جمرہ ثالثہ (چھوٹے شیطان سے معروف جگہ) پر ظاہر ہوا جس کے دُھتکارنے کے لئے پھر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے سات کنکریاں ماریں، اس دفعہ بھی یہ مردود شیطان زمین میں دھنس گیا۔

(رواہ الحاکم فی المستدرک عن ابن عباس رضی اللہ عنہ حدیث نمبر ۱۷۱۳ . ۱/۶۳۸، وقال ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ)

یہ تھی ان جمرات کی تاریخ، جس کے بعد یہ جمرات حج کے شعائر میں سے ہو گئے، چنانچہ عید الأضحیٰ کے دن (دس ذی الحجہ کو) حاجی جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) کی رمی کرتا ہے، اس کے بعد تینوں دن (۱۱۔۱۲۔۱۳ ذی الحجہ) میں تینوں جمرات (شیطانوں) کی رمی کرتا ہے ان تین دنوں میں رمی کا یہ عمل زوال آفتاب کے بعد مشروع ہے، ترتیب اس کی یہ ہے کہ سب سے پہلے چھوٹے جمرہ (شیطان) کو سات کنکریاں ماری جاتی ہیں، اس کے بعد درمیانے جمرہ (شیطان) کو، پھر جمرۃ العقبۃ (بڑے شیطان) کو

ان کنکریوں کے مارنے میں حکمت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ بندہ اللہ تعالیٰ [illegible]

اور صرف ایک مالک حقیقی کی عبادت اور اسی کے سامنے [illegible]

وتابعداری کا بزبان حال وقال معترف ہوتا [illegible]

Marfat.com

اس کی اتباع بلکہ یہ سراسر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی اتباع ہے، چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: تمہارا شیطان کو رجم کرنا یہ دراصل ملتِ ابراہیم علیہ السلام کی اتباع اور ان کی یادگار ہے۔ (حوالہ سابقہ)

یہ تینوں جمرات (شیطان) منی کے مغربی حصہ میں واقع ہیں، ان میں سے صغری (چھوٹا شیطان) تو مسجد خیف سے قریب ہے، اور کبری (بڑا شیطان) یہ مکہ کی سمت منی کی حدود کے آخر میں ہے اس جمرہ کو جمرۃ العقبۃ کہا جاتا ہے، اس جمرہ یعنی جمرہ عقبہ اور وسطی (درمیانی شیطان) کے درمیان کا فاصلہ (۲۴۰) میٹر ہے، اور درمیانے اور چھوٹے جمرہ کے درمیان کا فاصلہ (۱۴۸) میٹر ہے۔

ان جمرات کی تنگی مسافت اور حجاج کرام کی بڑھتی ہوئی تعداد اور بھیڑ کی وجہ سے ایسے متعدد واقعات ہوئے جن میں بہت سی جانیں گئیں، اور ان جمرات پر کئی سنگین حادثے پیش آئے، جس کے حل کے لئے ان جمرات کے اوپر ایک پُل نما منزل بنادی گئی، تاکہ رش کم ہو سکے، اور رمی کرنے والے اوپر اور نیچے دونوں جگہ سے رمی کر سکیں، تاہم یہ پلان بھی چند ہی سال کارآمد رہا، اور حجاج کی مسلسل بڑھتی ہوئی تعداد کی وجہ سے یہ مسئلہ قابو میں نہ آسکا، چنانچہ سنہ (۱۴۲۶ھ) میں خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ نے اس تعمیر شدہ پل اور جمرات کے علاقہ کی توسیع کا حکم جاری کیا، جس کے بعد اس کا تعمیری پلان اس طرح سامنے آیا کہ اس علاقہ کے زیرِ زمین دو سرنگیں بنائی جائیں، اور جمرات کو چار منزلہ بنایا جائے، ہر منزل میں ایمرجنسی کی سہولیات فراہم ہوں، ہر منزل پر مراقبہ ونگرانی ہو، ہر منزل پر ہیلی کوپٹروں کے اترنے کی جگہ بھی ہو، اس پلان کے مطابق ہر دور پر بیک وقت سوا لاکھ حاجی رمی کر سکتے ہیں، اور چاروں منزلوں پر بیک وقت پانچ لاکھ حاجی رمی کرنے پر قادر ہو سکتے ہیں، یہ پلان نہایت زور وشور سے جاری ہے، اور تادمِ تحریر اس کی تین منزلہ عمارت اور دو سرنگوں کا کام مکمل ہو چکا ہے، اور چوتھی منزل کا [illegible] جاری ہے جو عنقریب پایہ تکمیل کو پہنچنے والا ہے، اس نئی توسیع کے بعد راستوں اور آمدورفت میں [illegible] ہونے والے حادثات اور پریشانیوں کا ازالہ ہو گیا ہے، نیز جمرات میں گرنے والی [illegible] گیا ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

مسجد خیف:

یہ تاریخی مسجد جمرہ صغریٰ (چھوٹے شیطان) سے قریب ہی صانح نامی پہاڑی کے دامن میں ہے، اس مسجد کی تاریخ یہ ہے کہ اس میں آنحضرت ﷺ اور آپ سے قبل حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام نے نمازیں پڑھی ہیں، مسلمان خلفاء نے ہر زمانہ میں اس کی اصلاح وترمیم کا اہتمام کیا، اور مختلف ادوار میں مختلف سلاطین وخلفاء کے ذریعہ اس کی اصلاح وترمیم اور توسیع کا کام ہوتا رہا۔

اس کی آخری توسیع شاہ فہد کے دور سنہ ۱۴۰۷ھ میں انجام پائی، توسیع کے ساتھ نئی تعمیر بھی عمل میں آئی، اس توسیع کے بعد اس مبارک مسجد کا کل رقبہ (۳۴،۰۰۰) میٹر ہو گیا جس میں پینتیس (۳۵) ہزار نمازیوں کی گنجائش پیدا ہوگئی ہے، مسجد کے چار مینارے چاروں کونوں میں تعمیر کئے گئے ہیں، ہر مینارے کا طول تقریباً (۴۵) میٹر ہے، مسجد سے ملحق بیت الخلاء اور وضوخانہ بنایا گیا ہے، بیت الخلاء کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے، اور وضوخانہ میں وضو کرنے کے لئے جو ٹونٹیاں (نل) ہیں ان کی تعداد تین ہزار ہے۔

Marfat.com

مُزْدَلِفہ :

یہ وہ مقدس مشعر ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے حجاج کرام کو میدان عرفات سے واپسی پر رات گزارنے اور وقوف کرنے کا حکم دیا ہے، زُلفیٰ کے معنی عربی میں قربت کے آتے ہیں چونکہ یہ مقام عرفات سے قریب ہے اس لئے اس کو مزدلفہ کہا جاتا ہے، دوسری وجہ تسمیہ یہ بھی ممکن ہے کہ اَزْلَفَ کے معنی جمع کرنے کے ہیں اور یہاں پر لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اس مناسبت سے اس کو مزدلفہ کہا جاتا ہے، اس مقدس مقام اور مشعر کا ذکر قرآن کریم میں ان الفاظ میں وارد ہوا ہے۔ ﴿فَإِذَا اَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوْا اللهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ﴾ (سورۃ بقرۃ/آیت:۱۹۸)

جب تم عرفات سے واپس ہو تو مشعر حرام کے نزدیک اللہ کا ذکر کرو۔

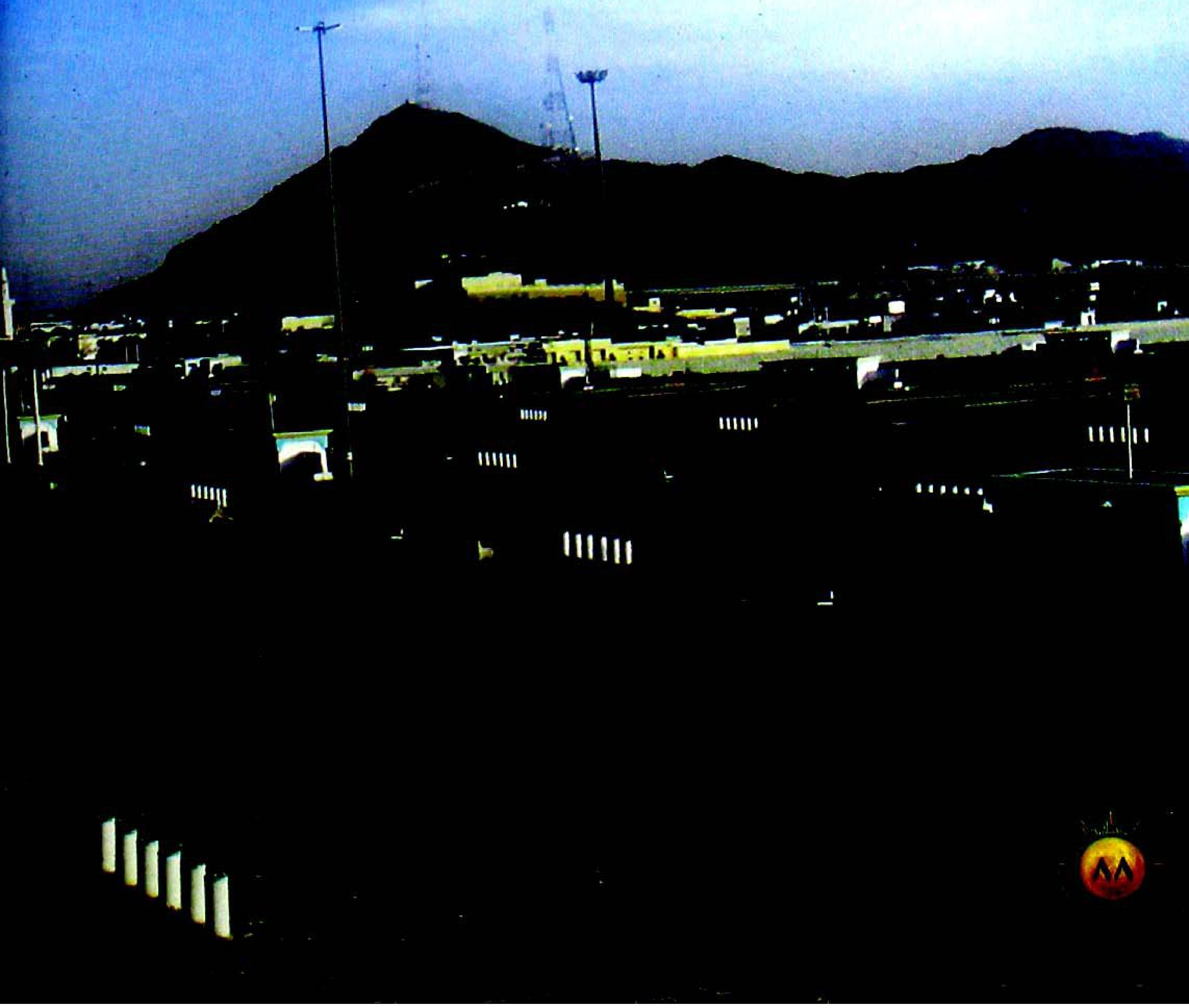

Marfat.com

یہ مبارک جگہ منیٰ اور عرفات کے درمیان واقع ہے، منیٰ سے اس کو وادی محسر جدا کرتی ہے (آگے اس کا ذکر آرہا ہے)، عرفات سے مزدلفہ کا فاصلہ چھ (۶) کلومیٹر اور مسجد حرام سے آٹھ (۸) کلومیٹر بجانب جنوب مشرق ہے، اس مبارک جگہ کا کل رقبہ تقریباً (۹.۶۳) ہے۔

اس مبارک ومقدس جگہ پر دسویں ذی الحجہ کی رات کا قیام حج کے واجبات میں سے ہے ، آنحضرت ﷺ مزدلفہ تشریف لائے تو یہاں پر آپ ﷺ نے مغرب وعشاء ایک اذان اور دو اقامتوں سے ادا کیں، پھر آپ ﷺ نے طلوع فجر تک آرام فرمایا، پھر نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنی قصواء نامی اونٹنی پر سوار ہو کر مشعر حرام (ایک پہاڑ جو مزدلفہ میں موجودہ مسجد سے قریب ہے) کے پاس تشریف لائے، قبلہ رو ہو کر دعا میں مشغول ہو گئے، تکبیر وتہلیل کہتے رہے صبح کی خوب روشنی پھیل جانے تک مسلسل قیام فرمارہے اس کے بعد سورج طلوع ہونے سے قبل منیٰ کو روانہ ہوئے۔

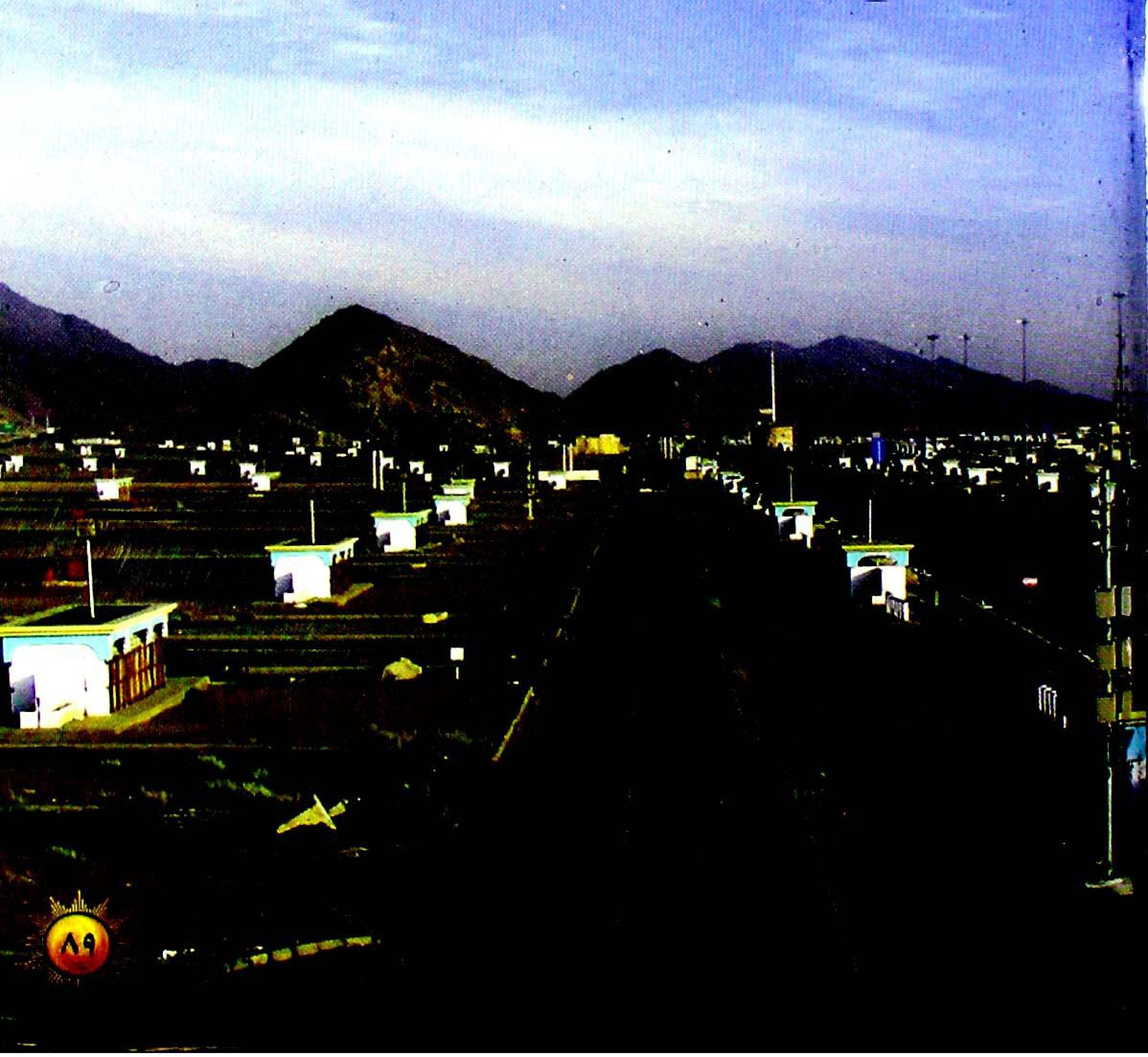

Marfat.com

مسجد مشعر حرام:

مسجد مشعر حرام نامی یہ مسجد مزدلفہ میں روڈ نمبر (۵) پر واقع ہے، اس کی تعمیر اول تیسری صدی ہجری میں ہوئی، یہ بالکل اسی جگہ پر واقع ہے جہاں پر آنخضرت ﷺ نے اپنے آخری حج حجۃ الوداع کے موقع پر مزدلفہ کا وقوف فرمایا، اس کی تعمیر و توسیع ہوتی رہی، آخری توسیع سعودی دور سنہ ۱۳۹۹ھ میں عمل میں آئی، اس مسجد کے رقبہ کی پیائش (۵.۴۰۰م) ہے، اور آٹھ ہزار نمازیوں کی اس میں گنجائش ہے، مسجد کے پچھلے حصہ میں دو مینار یں ہیں جن میں سے ہر ایک کی بلندی (۴۰) میٹر ہے۔

Marfat.com

وادی مُحَسَّر:

محسر نامی یہ وادی منی اور مزدلفہ کے درمیان واقع تھی، یہ دونوں کے درمیان حد فاصل ہے اور منی یا مزدلفہ میں سے کسی کا جزء نہیں، مشرقی سمت ثبیر پہاڑ سے یہ وادی نکلی ہے، اس وادی کے مُحَسَّرُ نام پڑنے کی وجہ یہ ہے کہ ابرہہ کا ہاتھی یہاں پہنچ کر آگے نہ بڑھ سکا اور اس کے لئے آگے بڑھنا سخت دشوار ہوگیا، پھر اسی جگہ ابرہہ کے اس ہاتھی والے لشکر کو اللہ تعالی نے ہلاک و برباد فرمادیا، اس لئے حجاج کے لئے مزدلفہ سے منی آتے ہوئے اس جگہ تیزی سے گزرنا مسنون ہے جیسا کہ آنخضرت ﷺ یہاں سے تیز رفتاری سے گزرے تھے۔ (دیکھیے صحیح مسلم کتاب الحج رباب حجۃ النبی ﷺ)

Marfat.com

عرفات:

عرفات یہ ایک ہموار میدان ہے بڑی کمان کے مثل پہاڑ اس کو اپنے احاطہ میں لئے ہوئے ہیں، اس کے ایک جانب وادی عُرَنہ ہے،

یہ مبارک میدان مکہ مکرمہ سے بجانب جنوب مشرق ہے اور مسجد حرام سے اس کا فاصلہ (۱۸) کلومیٹر ہے، یہ میدان حدود حرم سے خارج حِل میں واقع ہے، حدود حرم اور اس کے درمیان حدِ فاصل عرنۃ وادی ہے ،اس میدان کا کل رقبہ (17.95) کلومیٹر ہے۔

اس میدان میں ہر سال نویں ذی الحجہ کو حجاج کرام وقوف کرتے ہیں، ظہر اور عصر جمع کر کے قصر کے ساتھ پڑھتے ہیں، پھر وقوف کرتے ہوئے غروب آفتاب تک دعا و استغفار میں مشغول رہتے ہیں ،غروب کے بعد پھر مزدلفہ کو روانہ ہوجاتے ہیں، واضح رہے کہ وقوفِ عرفہ حج کے ارکان میں سے ایسا اہم رکن ہے، جس کے چھوٹ جانے سے حج فوت ہوجاتا ہے، اس لئے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا : الحج عرفة ،، حج تو عرفہ ہی ہے۔ (رواہ الترمذی فی سننہ ۳/۲۳۷، وابن ماجہ ۲/۱۰۰۳، والنسائی ۵/۲۵۶، واحمد فی مسندہ ۴/۳۰۹، واسنادہ صحیح)

Marfat.com

عرفہ کے دن کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: عرفہ کے دن کے علاوہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالی اپنے بندوں کو اتنی کثرت سے جہنم سے آزاد کرتے ہوں، جتنا اس دن میں کرتے ہیں، اس دن اللہ تعالی قریب ہو جاتے ہیں اور اپنے بندوں (حجاج کرام) کی وجہ سے فرشتوں سے فخر فرماتے ہیں، اور اُن سے پوچھتے ہیں کہ یہ لوگ (یعنی حجاج کرام) کیا چاہتے ہیں؟....الخ (رواہ مسلم فی صحیحہ، کتاب الحج باب فی فضل الحج والعمرۃ ویوم عرفۃ)

عرفات کے میدان میں بعض اہم اسلامی ورثہ اور تاریخی چیزیں ہیں، ان میں سے بعض کو ہم ذیل میں تحریر کرتے ہیں:

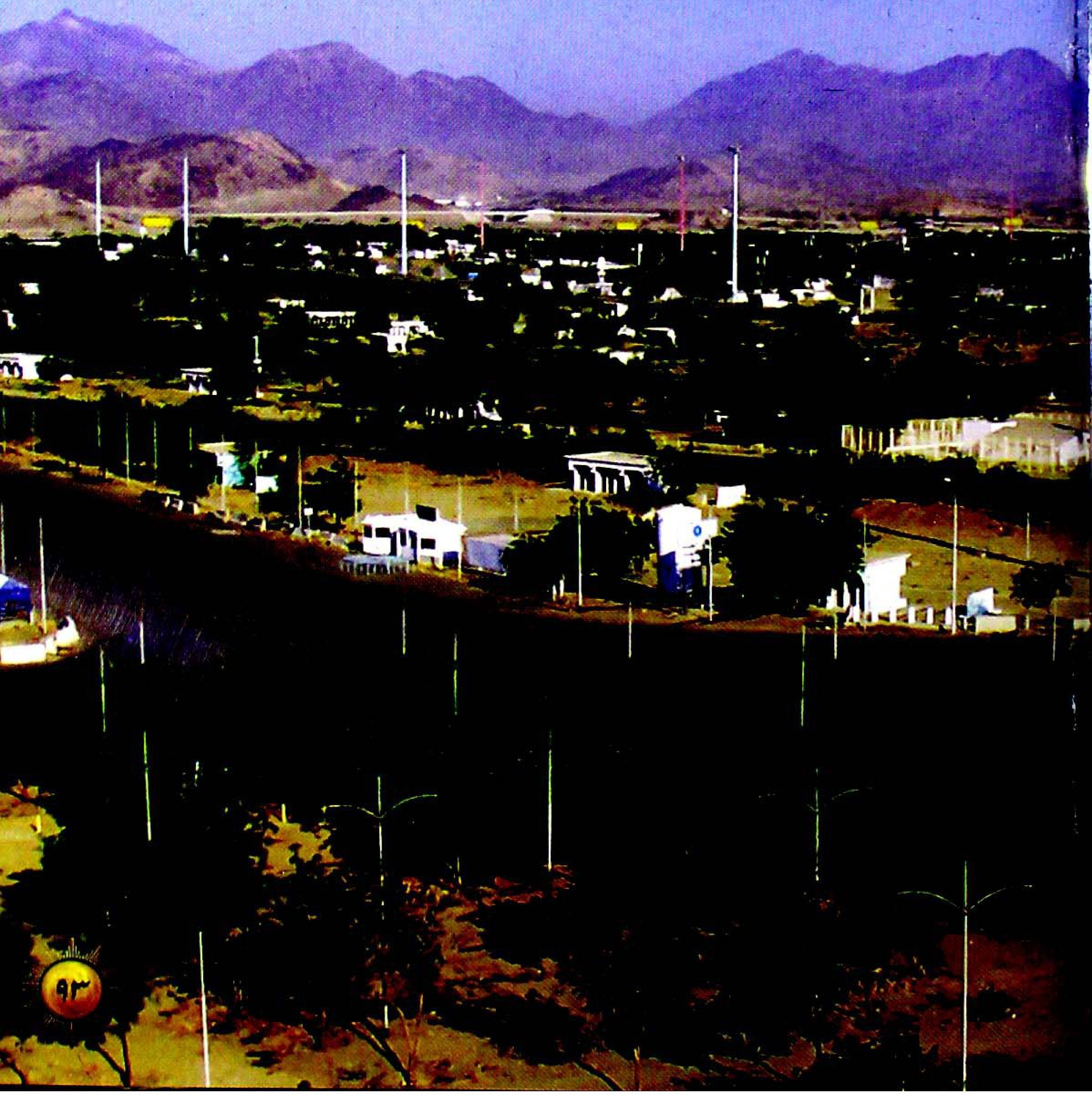

Marfat.com

جبل رحمت:

یہ ایک عرفات کے مشرقی سمت میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے روڈ نمبر (۷) اور (۸) کے درمیان واقع ہے، اس کی بلندی (۶۵) میٹر ہے، مسجد نمرہ سے اس کا فاصلہ (1.۵) کلومیٹر ہے، اس پہاڑی کے نشیب میں بڑی بڑی چٹانیں ہیں، جن کے نزدیک آنحضرت ﷺ نے عرفہ کی شام میں وقوف فرمایا تھا، آپ ﷺ نے وقوف اپنی قصواء نامی اونٹنی پر فرمایا، چہرہ انور قبلہ رخ تھا، اور غروب شمس تک آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے میں مشغول رہے۔

Marfat.com

Marfat.com

مسجد نمرہ:۔

مسجد نمرہ کی پہلی تعمیر دوسری صدی ہجری میں ہوئی یہ عرفات کی مغربی حدود میں وادی عرنہ کے بطن میں واقع ہے، اس کی تعمیر اسی جگہ پر ہوئی ہے جہاں عرفہ کے دن سرورِ دوجہاں نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور نماز کی امامت فرمائی، اس مسجد کی متعدد بار تعمیر و تجدید ہوئی آخری توسیع و تجدید سعودی دور میں ہوئی، اس توسیع میں عرفات کا خاصا حصہ اس مسجد کے اندر آ گیا، البتہ مسجد کا اگلا کچھ حصہ قبلہ کی سمت عرفات سے خارج ہے اور پچھلا سارا حصہ عرفات میں داخل ہے، اس مسجد کا رقبہ (۱۱۰۰۰۰) میٹر ہے، اس سے ملحقہ جگہ جو سائبان ہے اس کی پیمائش (۸۰۰۰) میٹر ہے، اس توسیع کے بعد اس مسجد میں ساڑھے تین لاکھ نمازیوں کی گنجائش پیدا ہوگئی ہے، مسجد کی چھ مینار یں ہیں، ہر ایک کی بلندی (۶۰) میٹر ہے، مسجد کے اوپر تین گنبدیں ہیں، اور اس کے صدر دروازوں کی تعداد دس ہے۔

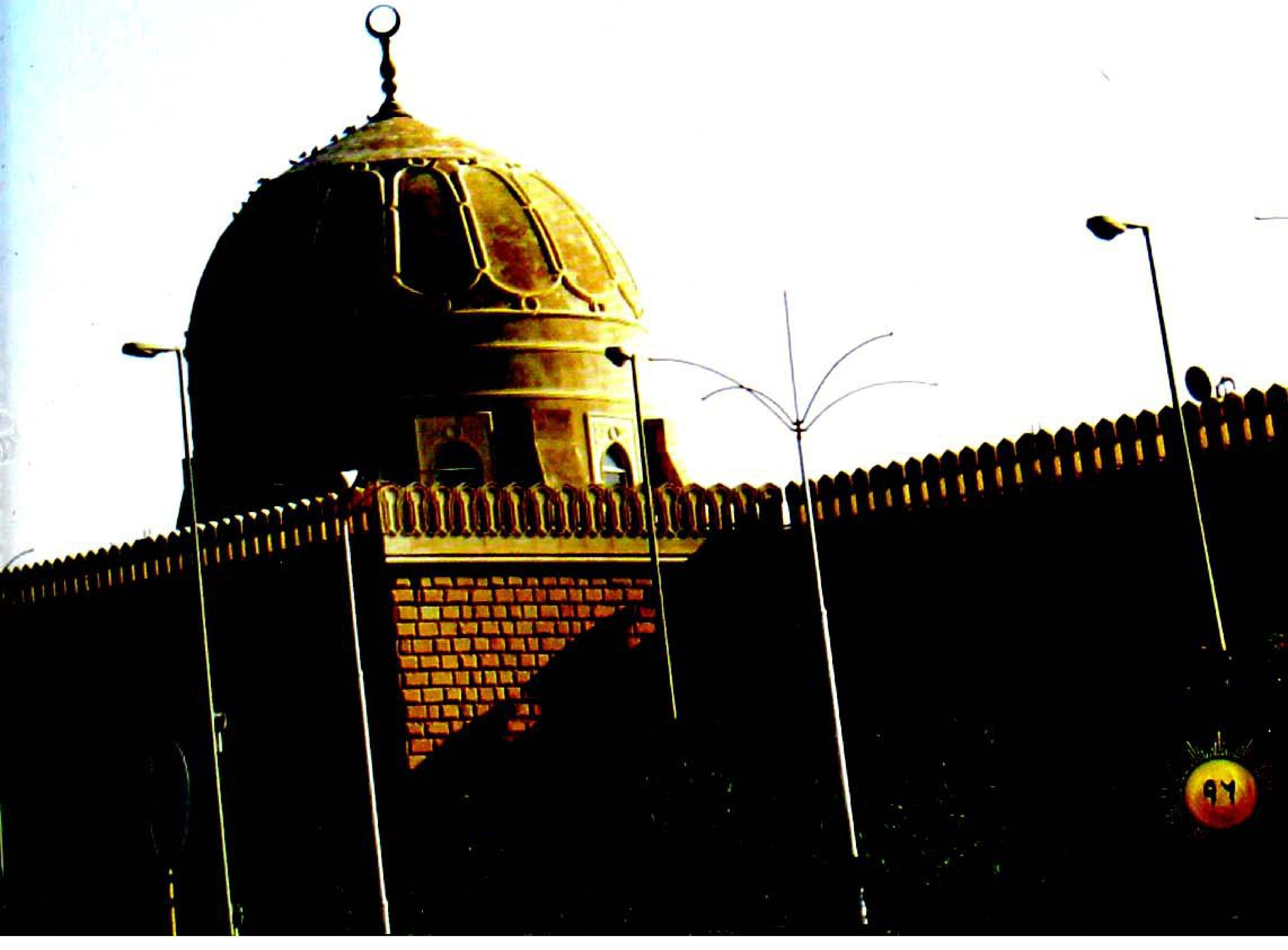

Marfat.com

Marfat.com

وادی عرنہ:

یہ مکہ مکرمہ کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے جو عرفات کی مغربی سمت سے ہوکر گزرتی ہے، یہی وادی عرفات اور حرم کے درمیان حدِ فاصل ہے، یہ وادی عرفات میں شامل نہیں اور حرم سے بھی خارج ہے، اسی وادی میں آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کا خطبہ دیا تھا، اور حجاج کرام کو ظہر وعصر کی نمازیں جمع اور قصر کے ساتھ پڑھائیں، اس کے بعد آپ ﷺ عرفات میں داخل ہوئے اور جبل رحمت کے پاس بڑی بڑی چٹانوں کے نزدیک غروب شمس تک وقوف فرمایا۔

Marfat.com

Marfat.com

مکہ مکرمہ کے تاریخی وجغرافیائی آثار ونقوش

مکہ مکرمہ میں بہت سے تاریخی اور جغرافیائی نقوش وآثار ہیں جن کا تعلق آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں پیش آنے والے حادثات وواقعات سے ہے، ان کا احاطہ کرنا یہاں مقصود نہیں تاہم چند اہم معالم وآثار کو ہم ذکر کرتے ہیں۔

مسجد تنعیم:

یہ تاریخی مسجد حدود حرم سے شمالی سمت مدینہ روڈ پر واقع ہے، مسجد حرام کی سب اقرب حِل ہے (حدودِ حرم سے خارج اور میقات سے پہلے کی جگہ کو حل کہا جاتا ہے)، حرم شریف سے اس کا فاصلہ (۶.۵) کلومیٹر ہے، آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی ہمشیرہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تنعیم لے جائیں تاکہ وہ وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کریں، یہ حجۃ الوداع سنہ ۱۰ ھ کا واقعہ ہے، اسی نسبت سے یہاں تعمیر کی جانے والی مسجد کو مسجدِ عائشہ کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

اس مسجد کی سب سے پہلی تعمیر محمد بن علی الشافعی نے کی، پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی اصلاح وتجدید ہوتی رہی، آخری تجدید خادم حرمین شریفین ملک فہد رحمہ اللہ کے دور میں انجام پائی، یہ مسجد کافی کشادہ ہے اور اس کا رقبہ تقریباً (۶۰۰۰) میٹر ہے، مسجد کی دو میناریں ہیں اور ایک بڑا گنبد ہے، اس مسجد میں (۱۵.۰۰۰) نمازیوں کی گنجائش ہے، مسجد سے ملحق ہی غسل خانے اور وضو خانہ نیز احرام باندھنے کی مخصوص جگہیں اور گاڑیوں کے لئے پارکنگ کی سہولتیں بھی فراہم کی گئی ہیں، اس پورے علاقہ کی پیائش (۸۴.۰۰۰) میٹر ہے۔

Marfat.com

مسجد جعرانہ:

مکہ مکرمہ سے یہ مسجد شمال مشرق میں طائف روڈ پر واقع ہے، راستہ سے اس کی دوری (۹.۵) کلومیٹر اور مسجد حرام سے اس کا فاصلہ (۲۲) کلومیٹر ہے، فتح مکہ کے سال بروز چہارشنبہ ۱۸/ذی القعدہ کو جس وقت آنحضرت ﷺ غزوۂ طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے اس وقت آپ ﷺ نے اسی جگہ سے عمرہ کا احرام باندھا تھا، اس جگہ پر مسجد تعمیر کی گئی جس کی اصلاح وتجدید ہوتی رہی، آخری تجدید شاہ خالد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے دور میں عمل میں آئی، اس کی پیمائش (۱۶۰۰) میٹر ہے، اس مسجد میں بیک وقت ایک ہزار نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

مسجد بیعہ:

یہ مسجد منی سے قریب ہے، جمرات کے پل سے اتر کر اگر کوئی شخص مسجد حرام کی طرف جائے تو اس کے داہنے ہاتھ پر یہ مسجد پڑے گی، جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) سے اس کا فاصلہ تقریباً (۵۰۰) میٹر ہے، یہ مسجد ثبیر نامی پہاڑی کی گھاٹی میں تھی جمرات کے پل اور اس کے آس پاس ہونے والی توسیع میں یہ مسجد ظاہر ہوگئی ہے اور پہاڑ سے الگ ہو کر رہ گئی ہے، اس کو عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے سنہ (۱۴۴ھ/۷۶۱ء) میں تعمیر کرایا، اس کا محل وقوع اس جگہ پر ہے جہاں آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت سے قبل انصارِ مدینہ سے بیعت عقبہ اولی اور ثانیہ لی تھی، اس مسجد کی اپنے دور میں مختلف اوقات میں تجدید وترمیم ہوتی رہی، اس کی موجودہ تعمیر عثمانی ترکی سلطان عبدالمجید کے دور (۱۲۵۰ھ) میں ہوئی مسجد لمبی شکل کی ہے، اس کا طول مشرق سے مغرب تک (۲۵) میٹر، اور شمال سے جنوب تک اس کا عرض تقریباً (۱۵) میٹر ہے، اس کا کل رقبہ (۳۷۵) میٹر ہے، مسجد کے دو دالان ہیں، ایک قبلہ کی سمت، یہ چار مربع ستونوں پر قائم ہے، اور دوسرا دلان مسجد کے آخر میں ہے اس دلان کی زمین سے کچھ اونچی شکل ہی باقی رہ گئی ہے، سعودی حکومت نے اس مسجد کو اپنی قدیم شکل پر باقی رکھا ہے۔

Marfat.com

مسجد جن:

مسجد جن مکہ مکرمہ کے حجون نامی علاقہ میں ہے اور مکہ مکرمہ کے مشہور قبرستان معلاۃ سے جنوب مشرق میں حجون کے پل سے قریب ہی ہے، یہ مسجد حرام سے بجانب شمال (۹۰۰) میٹر کی دوری پر واقع ہے، مسجد جن کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس وقت آنحضرت ﷺ نے جنات کی جماعت سے ملاقات کی تو آپ ﷺ کے ساتھ صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے، آپ ﷺ نے اُن کے لئے ایک خط کھینچ کر فرمایا تھا کہ ''تم اسی دائرہ کے اندر رہنا،، (رواہ الترمذی حدیث ۲۸۶۱، ۵/۱۴۵ وقال حدیث صحیح غریب)

اسی دائرہ کی جگہ یہ مسجد بنائی گئی، اس مسجد کا دوسرا نام مسجد حرس ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ مکہ کی رات میں نگرانی کرنے والے اور پہرہ دینے والوں کا سردار مکہ کی گلیوں میں گھوم پھر کر یہاں آکر ٹھیرتا اور یہیں پر آکر اس کے دوسرے پہرہ دینے والے ساتھی ملتے تھے۔

تیسری صدی ہجری کے نصفِ اول سے یہ مسجد معروف چلی آرہی ہے، اس کی تعمیر وتجدید ہوتی رہی، آخری مرتبہ تجدید وترمیم کا کام خادم حرمین شریفین شاہ فہد کے دور میں سنہ ۱۴۲۱ھ میں انجام پایا۔

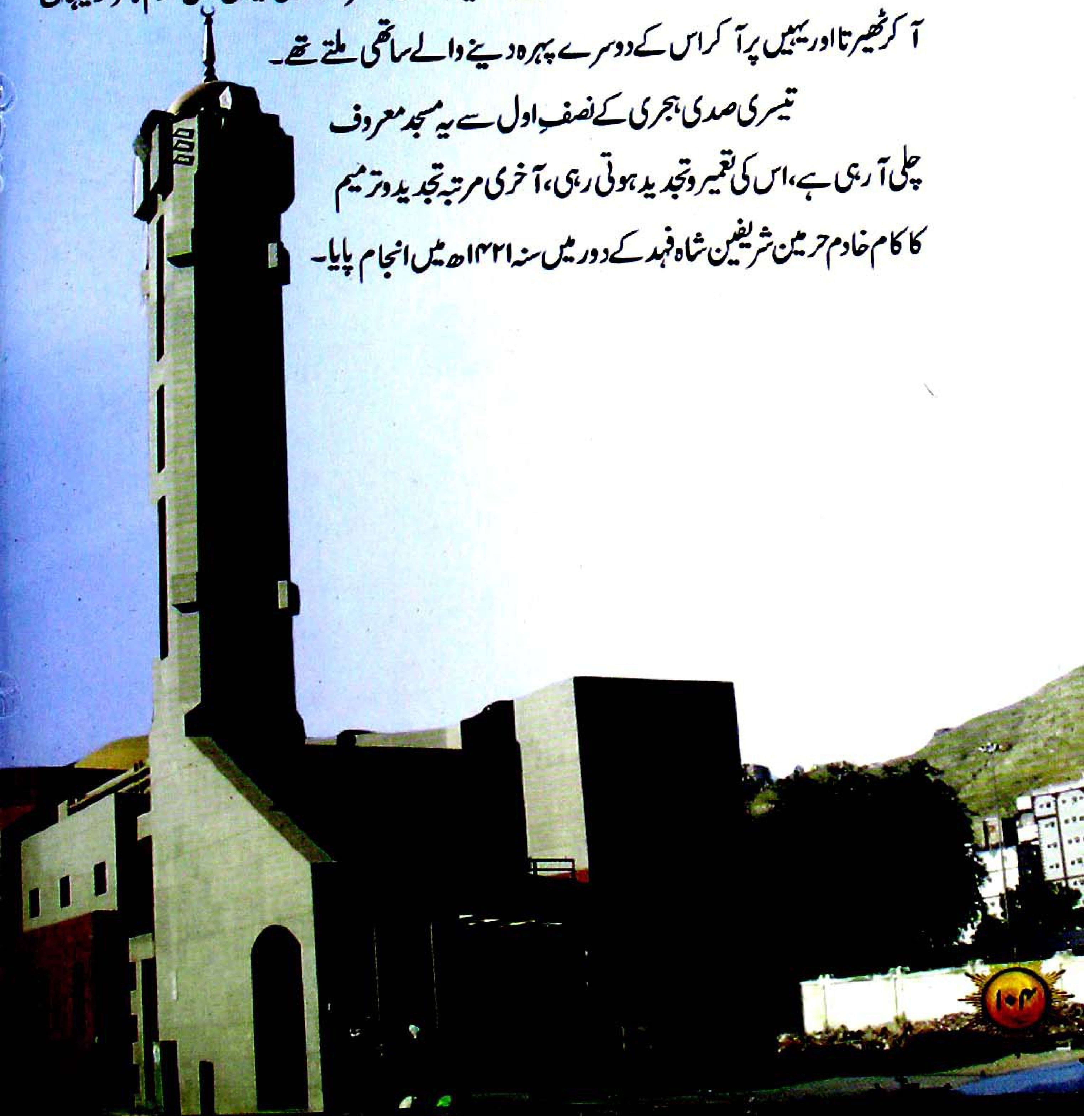

Marfat.com

مسجد شجرہ:

یہ مسجد مکہ مکرمہ کے ججون محلہ میں واقع ہے، اگر کوئی شخص معلاۃ قبرستان کے جنوبی سمت والے دروازے سے داخل ہو تو اس کے داہنی طرف یہ مسجد پڑے گی، مسجد جن سے قریب ہی ہے، اور مسجد حرام سے اس کی دوری (۷۰۰) میٹر ہے، مسجد کا اگلا مشرقی حصہ حرم روڈ پر ہی واقع ہے، عربی میں شجرۃ درخت کو کہتے ہیں، اس نام سے اس مسجد کے موسوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مسجد کی جگہ پر ایک درخت تھا، آنحضرت ﷺ نے اس درخت کو اپنے پاس بلایا اور اس سے کچھ دریافت فرمایا، یہ درخت اپنی جڑ اور شاخوں و پتوں سمیت چل کر آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہو گیا، آپ ﷺ کو جو دریافت فرمانا تھا اس سے دریافت فرمایا، اور اس کو پھر اپنی جگہ واپس جانے کے لئے فرمایا وہ درخت واپس اپنی جگہ چلا گیا۔ (رواہ البزار فی مسندہ ۱/۳۳۸، وابو یعلی فی مسندہ ۱/۱۹۰، قال الہیثمی فی مجمع الزوائد ۹/۱۰ اسنادہ حسن)

شاہ فہد رحمہ اللہ کے دور میں سنہ ۱۴۲۱ھ میں اس کی تجدید و توسیع ہوئی۔

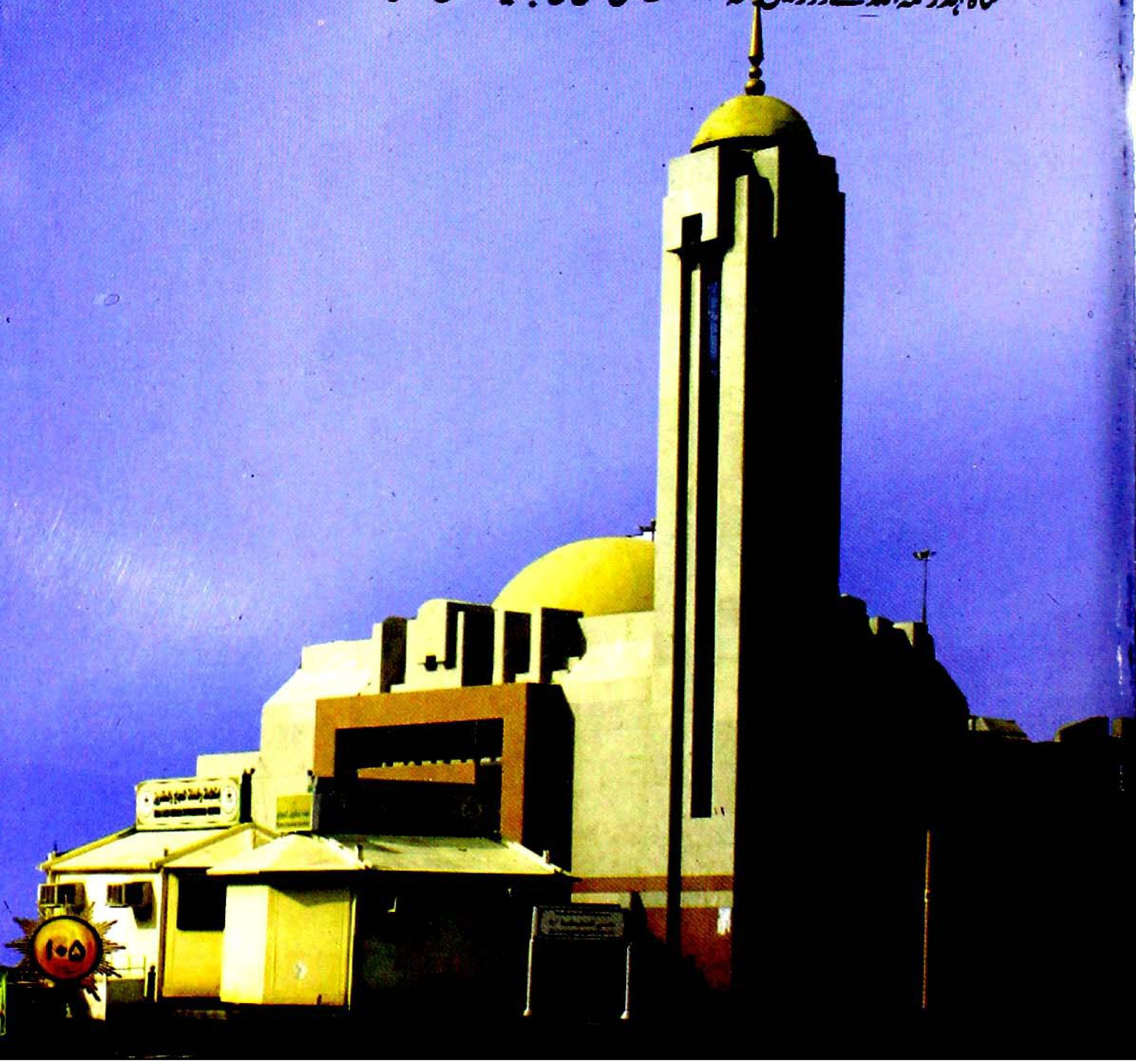

Marfat.com

مسجد رایہ:

یہ مسجد مکہ مکرمہ کے جودریہ کے محلّہ میں واقع ہے حرم شریف سے معلٰی قبرستان جانے والے کے بائیں سمت میں پڑتی ہے، حرم شریف روڈ پراس مسجد کا مشرقی حصہ پڑتا ہے، حرم شریف سے اس کی دوری (۵۰۰) میٹر ہے، حرم شریف روڈ کی توسیع میں یہ مسجد اپنی قدیم جگہ سے شمال کی سمت ذرا ہٹا کر تعمیر کی گئی ہے، اس مسجد کو مسجد رایہ (جھنڈے والی مسجد) کہلانے کی وجہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے اس مسجد کی جگہ پر جھنڈا نصب فرمایا تھا، اور یہیں پر نماز بھی ادا فرمائی تھی، اس کی سب سے پہلی تعمیر عمِ رسول ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے تیسری صدی ہجری میں کرائی۔

مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ بارہا اس کی تعمیر وتجدید ہوتی رہی یہاں تک کہ آخری مرتبہ اس کی تجدید وتعمیر کا کام شاہ فہد بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے عہد میں سنہ ۱۴۰۴ھ میں انجام پایا۔

Marfat.com

مسجد اِجابۃ:

یہ مسجد مکہ مکرمہ کے معابدہ محلہ میں مسجد الملک عبدالعزیز سے شمال کی سمت شعب آل قنفذ میں واقع ہے، اور مسجد حرام سے بجانب شمال مشرق اس کا فاصلہ (۲.۵) کلومیٹر ہے، کہا جاتا ہے کہ اس میں آپ ﷺ نے نماز ادا فرمائی ہے، اس کی متعدد بار تعمیر ہوئی، آخری بار خادم حرمین شریفین شاہ فہد کے دور میں اس کا تجدیدی وتعمیری کام انجام پایا۔

Marfat.com

معلیٰ قبرستان:

معلیٰ نامی یہ قبرستان سرورِ دو عالم ﷺ کے مبارک عہد سے لے کر آج تک اہل مکہ کا مشہور قبرستان ہے، حجون کے علاقہ میں مسجد حرام سے بجانب شمال واقع ہے اور حرم شریف سے اس کا فاصلہ (۷۰۰) میٹر ہے، اس کی پیمائش تقریباً (۱۰۰،۰۰۰) میٹر ہے، اہل مکہ اور مقیمین وزائرین کی ایک بڑی تعداد اس میں مدفون ہے، بعض اہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تدفین بھی اس قبرستان میں ہوئی، ان میں اُم المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما وغیرہ کی قبریں قابل ذکر ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ اس مقبرہ پر تشریف لائے تو فرمایا: نعم المقبرة هذه ،، کیا ہی اچھا ہے یہ مقبرہ. (رواہ احمد والطبرانی وغیرہما، احمد ۱/۳۶۷، طبرانی کبیر ۱۱/۱۳۷، قال الہیثمی فی مجمع الزوائد ۳/۲۹۷، وفیہ ابراہیم بن ابی خداش حدث عنہ ابن جریج وابن عیینہ کما قال ابوحاتم، ولم یضعفہ احد وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح)۔

مکہ مکرمہ میں اس قبرستان کے علاوہ بعض دیگر قبرستان بھی ہیں، ان میں زیادہ مشہور مقبرۃ العدل [illegible] واقع ہیں۔

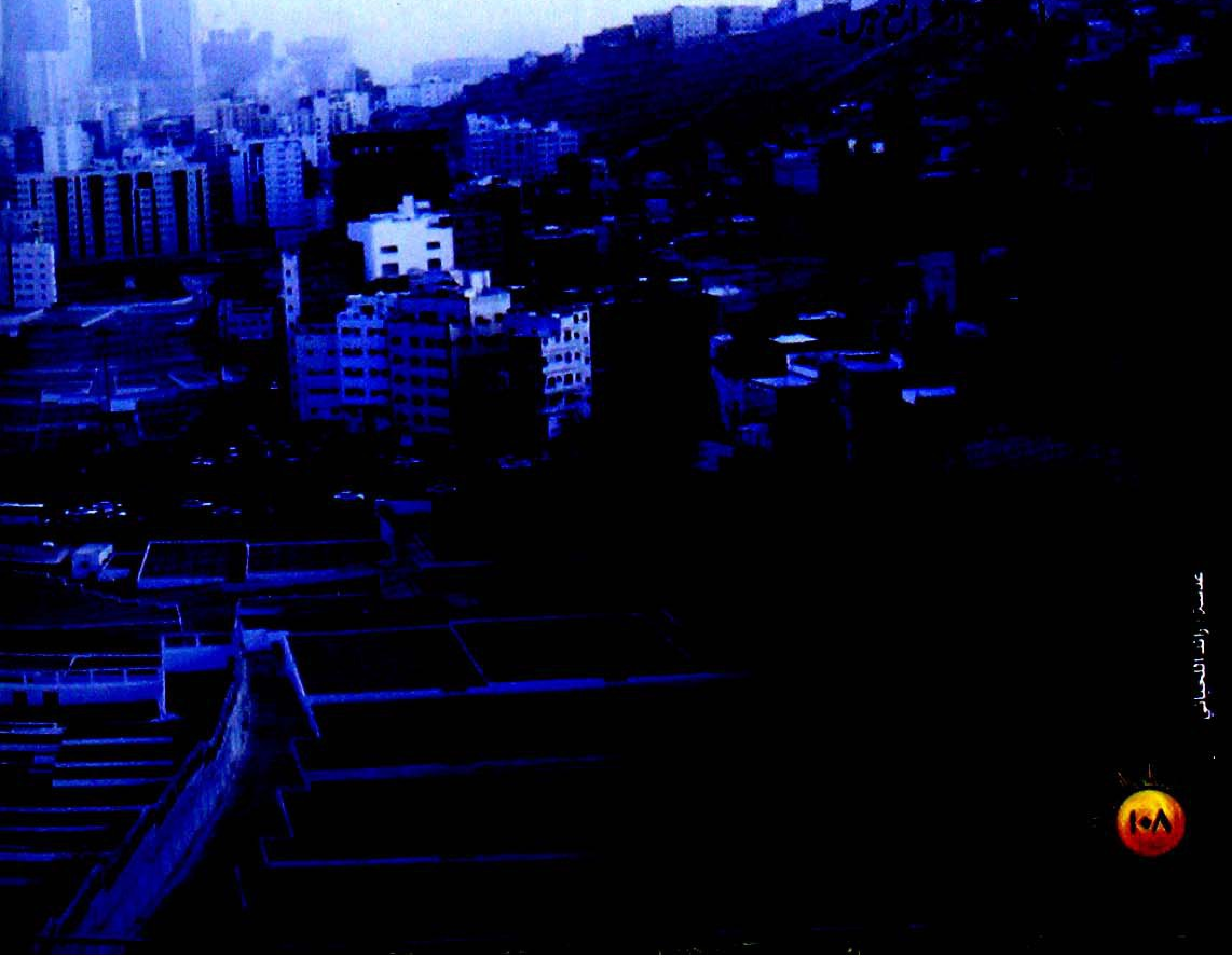

Marfat.com

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر:

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ یہ آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ ہیں، وادی سرف کے مقام پر آپ ﷺ نے ان سے ۷ھ میں نکاح فرمایا، اس وقت آپ ﷺ عمرۃ القضاء سے واپس تشریف لارہے تھے، ان کی وفات بھی عین اسی مقام پر جہاں آپ ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا تھا سنہ ۵۷ھ میں ہوئی، ان کی قبر نواریہ محلہ میں مکہ اور جموم کے درمیان ہے، مسجد عائشہ (تنعیم) سے بجانب شمال (۱۱،۵) کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، قبر کے چاروں طرف دیوار کا احاطہ بنایا گیا ہے، اور مدینہ منورہ سے مکہ جانے میں داہنی سمت ہجرت روڈ پر ہی واقع ہے۔

Marfat.com

جبل حراء :

مسجد حرام سے شمال مشرقی سمت میں طائف روڈ پر یہ پہاڑ واقع ہے، مسجد حرام سے اس کا فاصلہ (۴) کلومیٹر ہے، اس پہاڑ کی بلندی تقریباً (۲۸۱) میٹر ہے، اس کی چوٹی اونٹ کی کوہان کے مشابہ ہے ،اس کی پیائش تقریباً پانچ کلومیٹر ہے، پہاڑ کی چوٹی پر مشہور ترین غار ہے جو پہاڑ کے اندر دھنسا ہوا ہے، اس غار کا دروازہ شمال کی سمت ہے، قبلہ کی سمت اس غار میں ایک سوراخ ہے جس سے مسجد حرام نظر آتی ہے، اس غار کا طول تقریباً (۳) میٹر ہے، اور عرض (۱،۵ـ۲) کے درمیان ہے، اس کی بلندی متوسط درجہ کے قدآدم کے برابر ہے۔

آنحضرت ﷺ نزول وحی سے قبل اس غار میں تشریف لاتے اور چند دن یہیں پر معتکف ہوکر اللہ تعالی کی عبادت کرتے، پھر یہیں پر سب سے پہلی وحی ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ الآیۃ........﴾ (سورۃ العلق) نازل ہوئی۔

Marfat.com

Marfat.com

جبلِ ثور:

یہ پہاڑ مسجد حرام سے جنوب کی سمت واقع ہے، حرم شریف سے اس کا فاصلہ (۴) کلومیٹر ہے، مشرق میں اس کا ایک حصہ حی نسیم محلہ کی طرف ہے اور مغربی سمت اس کا حصہ بطحاء قریش کے علاقہ میں ہے، شمال میں اس کا حصہ حی الھجرۃ کی طرف ہے، ثور عربی میں بیل کو کہا جاتا ہے، اس پہاڑ کے اس نام سے موسوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسا ہی لگتا ہے جیسے جنوب کی سمت رخ کیے ہوئے گویا بیل کھڑا ہے، اس پہاڑ میں قدرے گولائی پن ہے، اور اس پہاڑ کے اوپر چھوٹی چھوٹی دس چوٹیاں ہیں، بلندی اس کی (۴۵۸) میٹر ہے، اور اس کا طول تقریباً دس کلومیٹر مربع ہے، اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک غار ہے جس کو غار ثور کہا جاتا ہے، اسی غار میں آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سفرِ ہجرت میں تین دن تک چھپے رہے، اس غار میں سامنے کی جانب ایک داخل ہونے کا راستہ ہے، اور اسی طرح اس کی پشت میں بھی داخل ہونے کا راستہ ہے، اس غار کی پیمائش تقریباً دو میٹر مربع ہے۔

Marfat.com

عدسة: خالد الشريف

Marfat.com

جبل ابو قُبَیس:

یہ مکہ مکرمہ کے مشہور پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے، مسجد حرام سے متصل ہی بجانب مشرق واقع ہے، اور صفا پہاڑی سے ملا ہوا ہے، اس کی بلندی تقریباً (۱۲۰) میٹر ہے، اس کے بارے میں بعض روایات میں ہے کہ یہ سب سے پہلا پہاڑ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر پیدا فرمایا، اور پھر بقیہ تمام پہاڑ اسی سے پھیلائے گئے (رواہ البیہقی فی شعب الإیمان عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ۳/۴۳۲)۔

زمانہ جاہلیت میں اس کو امین کے نام سے پکارا جاتا تھا، وجہ اس کی یہ تھی کہ طوفان نوح علیہ السلام کے زمانہ میں اسی پہاڑ میں حجر اسود محفوظ رہا۔

(قال الہیثمی فی مجمع الزوائد ۳/۲۴۳ رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ ثقات)۔

Marfat.com

جبل قُعَیقِعَان:

یہ عظیم پہاڑ مسجد حرام کے شمال مغرب میں حرم شریف سے متصل ہی ہے، اور پھیلتا ہوا شمال میں حجون تک جا پہنچا ہے، اور مغرب میں بئر طوی، جنوب میں حارۃ الباب اور شبیکہ تک اس کا پھیلاؤ ہے، اس کے بعض حصوں کو عصر حاضر میں بعض دوسرے ناموں سے بھی پہچانا جاتا ہے، جبل ہندی، جبل عبادی ،جبل سلیمانیہ، جبل فلق وغیرہ وغیرہ نام اسی کے اجزاء کے ہیں، اس پہاڑ کی بلندی تقریباً (۱۱۰) میٹر ہے، اس قعیقعان اور ابوقبیس پہاڑ کو اخشبی مکہ بھی کہا جاتا ہے (اخشب کے معنی سخت وغلیظ پہاڑ کے ہیں)، اس نام سے حدیث شریف میں ان دونوں پہاڑوں کا ذکر اس طرح وارد ہوا ہے، مسلم و بخاری کی روایت ہے کہ :

''آنحضرت ﷺ جس وقت طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے تو پہاڑوں کا فرشتہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا: اے محمد اگر آپ چاہیں تو میں ان پر اخشبین (مذکورہ دونوں پہاڑ) کو ان پر گرادوں، اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ [illegible] گے جو اللہ وحدہ لاشریک [illegible] کریں گے۔

Marfat.com

مُحَصَّب:

حجون اور منیٰ کے درمیان محصب نام سے موسوم ایک جگہ ہے، اس کی حرم شریف سے دوری بجانب شمال (۲.۵) کلومیٹر ہے، محصب کے نام سے اس کے موسوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب سیلاب آتا تھا تو اس کے بہاؤ سے اس جگہ کنکریاں جمع ہو جاتی تھیں۔

اس کا دوسرا نام خیف بنی کنانہ بھی ہے، ابطح کے نام سے بھی معروف ہے، آجکل اس مقام کو معابدہ کہا جاتا ہے، یہی وہ جگہ ہے جہاں قریش نے باہم طے کر کے بنو ہاشم کا معاشرتی بائیکاٹ کا فیصلہ کیا تھا، اس جگہ پر آنحضرت ﷺ نے فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے موقع پر قیام فرمایا، جیسا کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے یوم النحر (ذی الحجہ) کی صبح کو ارشاد فرمایا: کل ہم خیف بنی کنانہ میں قیام کریں گے جہاں وہ لوگ کفر پر جمع ہوئے تھے، (خیف بنی کنانہ سے آپ کی

Marfat.com

…طلب اور بنوالمطلب تینوں
…یصلہ لیا تھا، جس میں یہ بات تھی کہ کوئی بھی ان (مذکورہ خاندان والوں) سے بیاہ شادی یا خرید و فروخت کا کوئی معاملہ نہیں کرے گا، یہاں تک کہ یہ تینوں خاندان آنحضرت ﷺ کو ان کے حوالہ نہ کر دیں۔ (روہ البخاری، کتاب الحج. حدیث نمبر ۱۵۱۳)

حُنَین:

حنین نامی یہ مکہ مکرمہ کی وادیوں میں سے ایک وادی ہے، جو مسجد حرام سے بجانب مشرق (۳۶) کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، اس کا موجودہ نام وادی شرائع ہے، اسی جگہ پر حنین کا معرکہ پیش آیا تھا جس میں ایک طرف آنحضرت ﷺ تھے اور دوسری جانب قبیلہ ہوازن تھا، یہ فتح مکہ کے سال کا واقعہ ہے۔

Marfat.com

بئرِ طوی:

مکہ مکرمہ کے مشہور کنوؤں میں سے ایک کنواں ہے، جرول محلہ میں ولادہ ہسپتال کے سامنے واقع ہے مسجد حرام سے بجانب شمال مغرب (۱۳۰۰) میٹر کی دوری پر ہے، بخاری و مسلم کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ جب مکہ تشریف لاتے تو اس کے پاس رات گزارتے، نماز فجر ادا فرمانے کے بعد اس کنویں کے پانی سے غسل فرماتے اور اس کے بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بھی یہی معمول تھا۔

Marfat.com

نہرِ زُبَیدہ:

شیریں پانی والی یہ نہر وادی نعمان سے نکلی تھی، وادی نعمان طائف روڈ پر ہدا کے نزدیک ہے، حرم شریف سے اس کا فاصلہ (۳۶) کلو میٹر ہے، یہ نہر مذکورہ وادی سے شروع ہو کر عرفات، مزدلفہ، منیٰ سے گزرتی ہوئی مکہ تک چلی آتی تھی، اس نہر کو جاری کرانے والی خاتون عباسی خلیفہ ہارون رشید کی بیوی زبیدہ تھیں، یہ سنہ (۱۷۴ھ/۷۹۱م) میں جاری ہوئی، تقریباً بارہ سو سال تک اسی نہر سے مکہ مکرمہ کے باشندوں کی ضروریات پوری ہوتی تھیں، مکہ مکرمہ کے والیان اور امراء نے اس کا خاص خیال رکھا، اور اس کی اصلاح و ترمیم کی جاتی رہی، پھر اس نہر کو بند کر کے اس کی جگہ بڑے بڑے پائپ استعمال کئے گئے، سنہ (۱۴۲۱ھ) میں شاہ عبد اللہ بن عبد العزیز نے اس کے دوبارہ قابل استعمال بنانے کا حکم نامہ جاری کیا تا کہ اس سے پھر استفادہ کیا جائے۔ (ملک عبد اللہ اس وقت ولی عہد تھے)۔

Marfat.com

مکہ مکرمہ میں آنے والے سیلابوں کا ذکر:

مکہ مکرمہ قدیم ہی سے زبردست سیلابوں کی تاریخ رکھتا ہے، اس لئے کہ یہ شہر ایک ایسی وادی میں واقع ہے جس کے چاروں طرف پہاڑ ہیں، چنانچہ حجون، معلاۃ اس کے اوپری حصہ میں ہیں، اور مسفلہ اور شبیکہ اس کے اسفل حصہ میں، پس جب کبھی شدید موسلا دھار بارش ہوتی تو مکہ مکرمہ کے اوپری حصہ سے پانی کا سیلابی بہاؤ حرم شریف سے گزرتے ہوئے نیچے کے علاقوں کی طرف بہتا، اس سیلابی قسم کے بہاؤ سے بسا اوقات بہت سا نقصان ہو جاتا تھا، سب سے مشہور ومعروف سیلاب جو مکہ مکرمہ کی تاریخ میں محفوظ ہے وہ اُم نہشل کے نام سے جانا جاتا ہے، یہ سیلاب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد میں آیا تھا، اس سیلاب میں مقام ابراہم اپنی جگہ سے ہٹ گیا تھا اور پانی کا سیلابی بہاؤ اس کو مسفلہ تک بہالے گیا، اس سیلاب کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سیلاب سے رکاوٹ کے طور پر ایک مضبوط قسم کی سد (دیوار) مدعا کے علاقہ میں بنوادی تھی جس کو سد ردم کہا جاتا ہے اور اس کی نسبت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے، مگر پھر سنہ ۲۰۲ھ کے ابن حنظلہ نامی سیلاب میں اس میں دراڑ پڑ گئی، اس سد کے علاوہ مزید کئی سدیں (دیواریں) بنائی گئیں تاکہ سیلاب کے بہاؤ کو روکا جاسکے، مگر مکمل طور پر سیلاب کا رکاؤ کسی بھی سد سے نہ ہوسکا، یہاں تک کہ سنہ ۱۰۳۹ھ میں پھر ایک زبردست سیلاب آیا جس کے پانی سے مسجد حرام میں پانی پانی ہوگیا، پانی اتنا زیادہ تھا کہ مطاف میں لگی قندیلوں تک اس کی بلندی پہنچ گئی، اور کعبہ شریف کے تالہ سے بھی دو فٹ اوپر پانی تھا، اس پانی کی وجہ سے کعبہ شریف کی بنیادی کمزور پڑگئیں، جس کی وجہ سے ترکی سلطان مراد عثمانی نے کعبہ شریف کی پوری عمارت کے دوبارہ تعمیر کرانے کا حکم جاری کیا، چنانچہ سلطان مراد عثمانی کی تعمیر کردہ عمارت ہی آج تک چلی آرہی ہے۔

Marfat.com

سنہ ۱۳۷۵ھ میں سعودی فرماں رواشاہ سعود بن عبدالعزیز نے مسجد حرام کی توسیع کا حکم جاری کیا، اوراس توسیع کے ضمن میں ہی مسعی کے پیچھے سیلابی پانی کے بہاؤ اوراس کی نکاسی کے لئے نالے بنائے گئے، اس طرح سیلابی پانی بجائے حرم شریف کی طرف بہنے کے اس نالے کے ذریعہ مسفلہ سے گزرتے ہوئے خارج ہوجاتا ہے۔

مکہ مکرمہ کی سرنگیں:

مکہ مکرمہ اوراس میں پائے جانے والے مشاعر مقدسہ میں ایسی زبردست انفاق (سرنگیں) بنائی گئیں ہیں جو دنیا کے ترقی یافتہ شہروں کا مقابلہ کرتی ہیں، ان سرنگوں کی تعداد تقریباً (۶۰) ہے، ان کا طول (۳۲) کلومیٹر ہے، ان میں دس سرنگیں ایسی ہیں جو پیدل چلنے والوں کے لئے خاص ہیں، ان سرنگوں کے ذریعہ سے مکہ مکرمہ کے محلے ایک دوسرے سے قریب ہوگئے ہیں، نیز ان سرنگوں نے مکہ مکرمہ اور مشاعر مقدسہ کو قریب کر کے ایک دوسرے سے ملا دیا ہے، اوران سرنگوں کے ذریعہ سے مکہ اور مشاعر کے مابین آمدورفت آسان ہوگئی ہے، ان سرنگوں کی تعمیر میں نئی ٹیکنالوجی اور نئے وسائل سے استفادہ کیا گیا ہے چنانچہ امن وسلامتی کے ضروری وسائل ان سرنگوں میں نصب کئے گئے ہیں، ہوا، روشنی، آگ بجھانے کے وسائل اور الیکٹرک زینے وغیرہ جملہ اہم چیزیں فراہم کی گئیں ہیں۔

Marfat.com

اہل مکہ مکرمہ کے بعض معروف کام و پیشے:

مکہ مکرمہ میں پائے جانے والے پیشوں کی تاریخ بہت پرانی ہے، ان میں بعض پیشے تو ایسے ہیں جو عہد اسلامی سے بھی پہلے کے ہیں، جن میں بعض پیشے ایسے تھے جن پر اہل پیشہ قبیلہ یا جماعت اس کے کرنے پر عزت کے دعویدار تھے، اور فخر کرتے تھے بالخصوص وہ پیشہ جو حرم شریف یا زائرین حرم شریف کی خدمت سے متعلق ہوتا، ذیل میں اسی قسم کے بعض پیشوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ سدانۃ والحجابۃ:

سدانہ اور حجابہ یہ دونوں خدمتیں کعبہ شریف سے متعلق تھیں، جس میں کعبہ شریف کے کھولنے بند کرنے وغیرہ کی ذمہ داری تھی، یہ اولاً حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذمہ تھی، پھر ان سے یہ ذمہ داری منتقل ہوتے ہوتے رسول اکرم ﷺ کے چوتھے جد امجد قصی بن کلاب تک پہنچی، ان کے بعد قبیلہ قریش کی شاخ بنو عبد الدار کے حصہ میں یہ خدمت آئی، رسول اکرم ﷺ نے سنہ ۸ ھ میں جب مکہ فتح کیا، تو خانہ کعبہ کی چابی عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ کے پاس تھی، آنحضرت ﷺ نے اس سے چابی طلب فرمائی تا کہ آپ کعبہ شریف میں داخل ہوں، آپ ﷺ کعبہ میں داخل ہو کر باہر تشریف لائے تو آپ کے چچا محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ سے اس چابی کو لینے کی درخواست کی تا کہ ان کے پاس ہی سقایہ (پانی پلانے) اور سدانہ (کعبہ کو کھولنے بند کرنے) دونوں ہی خدمت آ جائیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا﴾ (سورۃ البقرۃ: آیت/۵۸)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے مالک تک پہنچاؤ ۔ اس آیت شریفہ کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت ﷺ نے عثمان بن طلحہ کو طلب فرمایا اور ان کو چابی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: لو یہ چابی ہمیشہ کے لئے، تم سے اس کو کوئی نہیں چھینے گا سوائے ظالم کے۔ (قال الہیثمی فی مجمع الزوائد ۳/۲۸۵، رواہ الطبرانی فی الکبیر والأوسط وفیہ عبد اللہ بن المؤمل وثقہ ابن حبان، وقال یخطیٔ ووثقہ ابن معین فی روایۃ وضعفہ جماعۃ) عثمان بن طلحہ کے بعد یہ چابی ان کے چچازاد بھائی شیبۃ بن عثمان بن ابی طلحہ کو منتقل ہوئی، اور اسی نسبت سے آج تک اس خاندان کو آل شیبی کہا جاتا ہے، اور برابر یہ چابی اس خاندان میں چلی آ رہی ہے، اس چابی کا طول (۴۰) سینٹی میٹر ہے، اور سونے کے تاروں کی کشیدہ کاری کئے ہوئے تھیلے میں اس کو محفوظ رکھا جاتا ہے، یہ تھیلا (بیگ) ہر سال نیا تیار ہوتا ہے، اور اسی کارخانہ سے تیار ہوتا ہے جس سے کعبہ شریف کا پردہ تیار ہوتا ہے، اس تھیلے (بیگ) پر یہ کلمات کشیدہ ہوتے ہیں ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا﴾ (سورۃ البقرۃ: آیت/۵۸) کعبہ شریف سال میں دو مرتبہ کھولا جاتا ہے تا کہ غسل کعبہ دیا جا سکے۔

Marfat.com

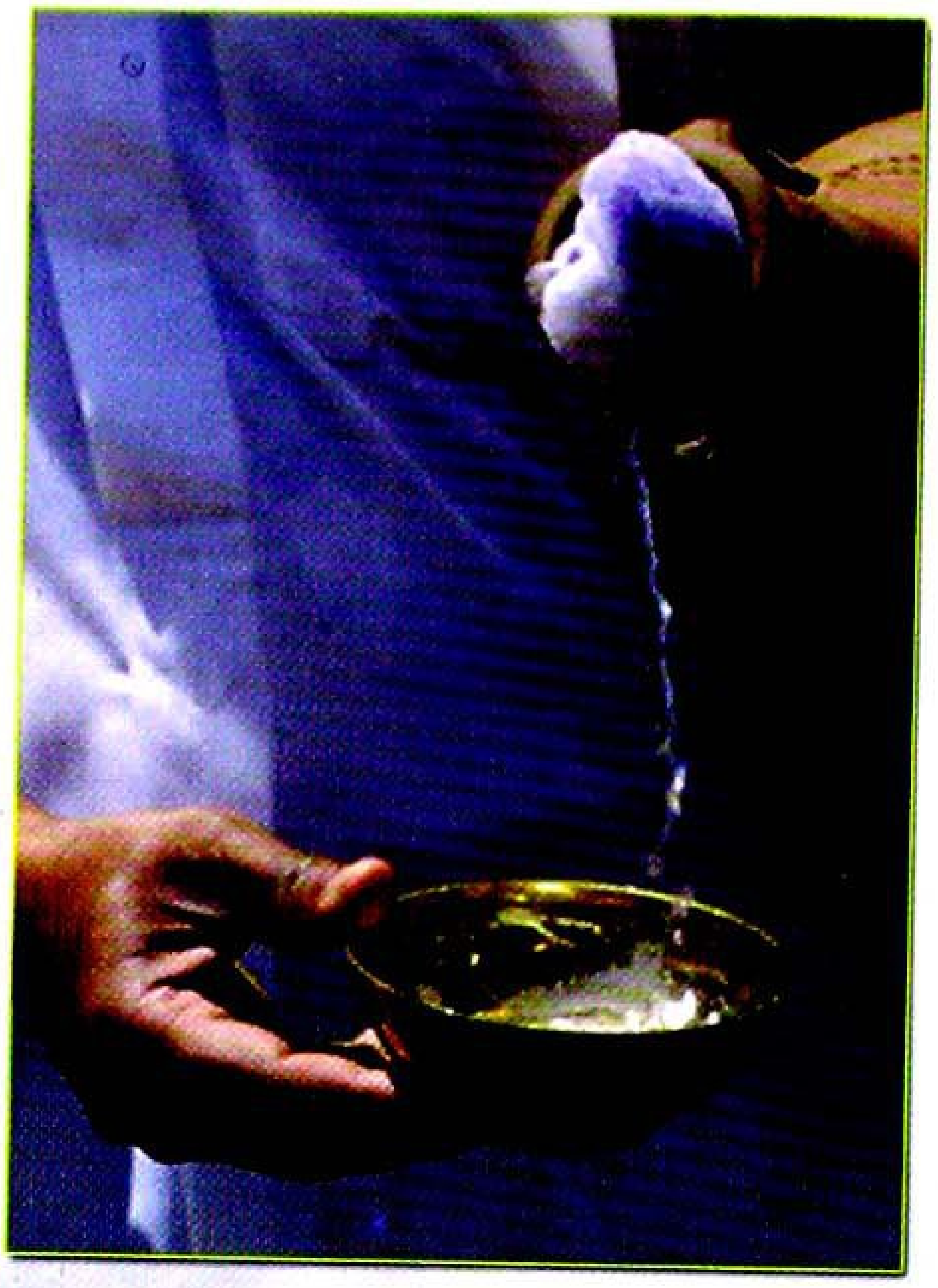

۲۔ سقایہ (یعنی زمزم سے متعلق خدمت)

سقایہ کے تحت پانی سے متعلق جملہ خدمات آتی ہیں مثلاً پانی کی فراہمی، اس کا حجاج وزوار کو پلانا وغیرہ جیسے کام ہیں، یہ خدمت بنو ہاشم بن عبد مناف میں قدیم زمانہ سے چلی آرہی تھی، اپنے عہد میں بنو ہاشم نے کعبہ کے صحن میں متعدد چمڑوں کے حوض بنادیئے تھے اور پھر اونٹوں پر لاد کر مختلف میٹھے کنوؤں سے پانی فراہم کرتے، پھر جب عبد المطلب نے زمزم کے کنویں کی کھدائی کی تو یہ زمزم کا پانی ان صحن میں بنے جلد کے حوضوں میں بھر دیا جاتا تھا، نیز اس پانی کو شیریں کرنے کے لئے کھجور اور کشمش بھی ڈال دی جاتی تھی۔

یہ خدمت بنو ہاشم کے بعد عبد المطلب کے صاحبزادہ رسول اکرم ﷺ کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی، جس وقت آنحضرت ﷺ نے حج ادا فرمایا تو آل عباس کو دیکھا کہ وہ زمزم کے کنویں سے ڈول کھینچ کھینچ کر پانی نکال رہے ہیں تا کہ حجاج کرام کو پانی پلائیں، اس وقت آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
اے آل عبد المطلب پانی کھینچ کر نکالتے رہو اگر مجھے اس کا خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ تمہاری سقایت پر غالب آجائیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ پانی کھینچتا، پھر ان لوگوں نے پانی کا ڈول نکال کر آپ ﷺ کو دیا اور آپ ﷺ نے پانی نوش فرمایا۔ (رواہ مسلم فی صحیحہ، باب حج النبی ﷺ ۸۹۱/۲)۔

یہ پانی پلانے کی خدمت آل عباس میں چلتی رہی، یہاں تک کہ آل عباس پر خلافت کی اہم ذمہ داریاں آگئی جس کی وجہ سے وہ اس خدمت کو بخوبی انجام دینے سے قاصر رہے، تو انھوں نے اس عظیم شرف کو آل زبیر کو دیدیا، یہ سقایہ کی خدمت آل زبیر میں ایک عرصہ تک چلی، البتہ جب حجاج کرام کی تعداد میں اضافہ ہوگیا تو دوسرے لوگ بھی آل زبیر کا تعاون کرتے تھے، رفتہ رفتہ یہ زمزم کی خدمات "زمازمہ"، کے نام سے معروف ہوگئی۔

جس برتن میں زمزم رکھا جاتا اس کے لئے حرم شریف میں متعدد مقامات پر جگہیں مخصوص کردی گئیں جن میں زمزم کے ساتھ پینے کے لئے برتن رکھے رہتے، ان رکھی ہوئی زمزمیوں کو زمزم کے کنویں سے پانی لاکر بھر دیا جاتا، اور حجاج کرام کو زمزم سے سیراب کیا جاتا تھا۔

اس کے بعد سنہ ۱۴۰۳ھ میں مکہ مکرمہ میں زمازمہ کے نام سے ایک مکتب (آفس) عمل میں لایا گیا جس سے متعلق یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ حجاج کرام کی رہائش گاہوں پر زمزم کے گیلن پہنچائیں۔

Marfat.com

۳۔ طوافہ:

یہ کلمہ طواف سے مشتق ہے، مُطَوِّف اس شخص کو کہا جاتا ہے جو حجاج کرام کو عملی طور پر حج کے مناسک ادا کراتا ہے، اور اس کے ذمہ حجاج کرام سے متعلق متعدد قسم کی خدمات ہوتی ہیں، یہ پیشہ بھی اپنی ایک قدیم تاریخ رکھتا ہے، اس کام کو قدیم زمانہ میں بعض باشندگان مکہ انجام دیتے تھے، اور یہ خدمت نسل در نسل چلی آ رہی تھی۔

اس معلّمی کے پیشہ کا باقاعدہ طور پر ملازمت اور عمل بانخواہ کے سلسلہ کا آغاز اولاً ممالیک کے دور میں ہوا، اس کے بعد سنہ (۸۸۴ھ) میں سلطان قایتبائی نے حج کیا، تو قاضی ابراہیم بن ظہیرۃ نے سلطان کو طواف وغیرہ کرایا۔

رفتہ رفتہ اس پیشہ نے مزید ترقی کی اور بجائے صرف دینی رہنمائی کے حجاج کی رہائشی خدمات، کھانے وغیرہ کا نظم اور ان کی آمد و رفت و نقل و حرکت کے وسائل کی فراہمی وغیرہ خدمات بھی اس پیشہ سے متعلق ہو گئیں، اس پیشہ کے ابتدائی دور میں اس سے منسلک ہونے والے افراد عموماً قاضی و فقہاء ہوتے تھے پھر ایک وقت وہ آیا کہ سربرآوردہ اور بااثر شخصیات نے اس پیشہ کو اپنایا، اس طرح یہ پیشہ مختلف مراحل سے گزرتا رہا، اس پیشہ سے منسلک افراد جن کو معلم کہا جاتا ہے بیرون ممالک کا دورہ کرتے

Marfat.com

تا کہ حجاج کرام سے اپنے ساتھ حج کی ادائے گی کا معاہدہ کریں، یہاں تک کہ بیرون ممالک میں ان معلمین کی شناخت ہوگئی، اور حجاج کرام سفر حج سے قبل ہی ان معلمین کے کاموں اور ان کی خدمات سے باخبر ہو جاتے کہ یہ معلمین ہماری خدمات کے لئے منتظر و موجود ہیں۔

اس کے بعد سعودی فرماں رواشاہ عبدالعزیز آل سعود نے سنہ (١٣٥٥ھ) میں مطوفین و معلمین سے متعلق ایک عارضی نظام کا حکم صادر کیا، گویا اس خدمت سے متعلق یہ منظم و مرتب نظام عمل سامنے آیا، جس میں مطوفین و معلمین کے اعمال و خدمات کی تعیین اور ان سے متعلقہ ذمہ داریوں کا نظام مرتب ہوا، اس کے بعد اس نظام میں سنہ (١٣٦٧ھ) میں تبدیلی ہوئی۔

سنہ ١٣٩٨ھ میں رئاسہ عامہ لشؤون المسجد الحرام والمسجد النبوی (مسجد حرام و مسجد نبوی شریف امور عامہ کمیٹی) کی تشکیل عمل میں آئی جس کے زیر سرپرستی مطوفین و معلمین کی ذمہ داریوں کو منظم کیا گیا، اور ان کو اس کا پابند کیا گیا کہ وہ طواف کرنے والوں کے ساتھ اسلامی آداب کا التزام کریں، اور جو لوگ اس پیشہ سے منسلک ہونا چاہیں ان کو چاہیئے کہ وہ رئاسہ سے اس کا اجازت نامہ (لائسنس) حاصل کریں۔

Marfat.com

مکہ مکرمہ کی علمی وثقافتی مجالس واکیڈمیاں:

مکہ مکرمہ میں متعدد علمی ادبی اور ثقافتی مجلسیں وتنظیمیں اور اکیڈمیاں ہیں جن کی خدمات کا دائرہ نہ صرف یہ کہ اہل مکہ تک منحصر ہے بلکہ عالم اسلام سے متجاوز ہوکر سارے عالم کے گوشہ گوشہ تک پہنچ چکا ہے ،ان مجالس وتنظیموں کے ذریعہ دنیا جہاں میں علم ومعرفت اور ثقافت وتہذیب اسلامی کی اشاعت ہورہی ہے،ان میں سے بعض ایسی ہیں کہ خانہ کعبہ شریف کی خدمت ان کا سرمایہ افتخار ہے،ان میں سے بعض اہم مجالس وتنظیموں کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

رابطہ عالم اسلامی:

یہ ایک عظیم اسلامی عالمی اور قومی تنظیم ہے جس کی تشکیل سنہ (۱۳۸۱ھ/۱۹۶۲ء) میں عمل میں آئی ،اس کا صدر دفتر مکہ مکرمہ کے محلہ اُمّ الجود میں پرانے جدہ روڈ پر واقع ہے،اس کے دفتر کے رقبہ کی پیمائش (۵۳۰۰۰) میٹر ہے،اس کی عمارت پانچ منزلہ ہے،اس کے علاوہ ایک عمارت کانفرس وغیرہ کے لئے خاص ہے،ایک مسجد ہے،ایک کتب خانہ ہے،اور دفتر سے متعلقہ کچھ مستودعات (اسٹوررومس) ہیں۔

رابطہ عالم اسلامی کا مقصدِ اساسی اسلام کی دعوت ،اس کے اصول وتعلیمات کی شرح وتفصیل، اسلام سے متعلق پیدا کئے جانے والے شبہات وافتراءات کا جائزہ اور اس کا ابطال وتردید،مسلمانوں کو اپنے رب کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ترغیب وتشویق کرنے کے ساتھ ساتھ،مسلمانوں کو پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کرنا ،دعوتی تعلیمی تربیتی اور ثقافتی مشاریع اور منصوبوں کو عملی جامہ پہنانا ،دہشت وشدت اور نفرت کے بجائے دنیا میں پائی جانے والی دوسری ثقافتوں اور تہذیبوں کے حاملین سے تبادلہ خیال کرنا وغیرہ اموراس تنظیم کے آئین میں شامل ہیں،اس کے علاوہ دنیا میں مصیبت زدہ مسلمانوں کو امداد پہنچانا ،جنگ یا دوسری آنے والی بلاؤں ومصیبتوں سے دوچار امت مسلمہ کو مالی مدد فراہم کرنا،مساجد کی تعمیر اوران کی روحانی آبادکاری پر توجہ دینا بھی رابطہ عالم اسلامی کے مشن میں شامل ہے۔

رابطہ عالم اسلامی کی متعدد ذیلی کمیٹیاں ہیں جن کو ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں:

۱۔ مجلس تاسیسی ۔ یہ کمیٹی رابطہ کے اساسی ارکان پر مشتمل ہے،رابطہ کے تمام منصوبوں اور مشاریع کی منظوری اسی مجلس سے متعلق ہوتی ہے،اس مجلس کے ارکان کی تعداد (۶۰) ہے،جو عالم اسلام کی اہم

Marfat.com

شخصیات اور دنیا کی مسلم اقلیتوں کے نمایاں افراد پر مشتمل ہے، ان شخصیات کی تعیین مجلس تاسیسی کے ارکان کے رائے ومشورہ پر ہی ہوتی رہتی ہے۔

۲۔ مجلس اعلی برائے امور عالمی مساجد: یہ رابطہ کی ذیلی تنظیم ہے جس کا مقصد مساجد کے عملی دور کو فعال بنانا ہے، نیز مساجد کی حفاظت اور ان کے حقوق اور ان کے تقدس واحترام کی حمایت وبازیابی وغیرہ امور اس مجلس کی ذمہ داریوں میں شامل ہیں، مجلس کے ارکان کی تعداد (۴۰) ہے، جس میں تمام دنیا سے منتخب ممبران افراد نمائندگی کرتے ہیں۔

۳۔ ہیئۃ الإغاثۃ الإسلامیۃ العالمیۃ: یہ رابطہ عالم اسلامی کی ذیلی رفاہی وخیراتی تنظیم ہے جس کا مقصد دنیا کے مختلف ممالک کے افراد کو تعلیمی معاشرتی اور طبی امداد فراہم کرنا ہے، دنیا میں اس تنظیم کے (۹۵) دفاتر ہیں جن کے ذریعہ تنظیم کی معونات ومساعدات بروئے کار لائے جاتے ہیں۔

۴۔ مجلس عالمی برائے قرآن وسنت کا علمی اعجاز: یہ رابطہ عالم اسلامی کی ذیلی تنظیم ہے جس کا مقصد اساسی قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ کے علمی اعجاز کو اجاگر کرنا ہے۔

۵۔ المجمع الفقہ الإسلامی (اسلامی فقہ اکیڈمی) یہ اکیڈمی بھی رابطہ عالم اسلامی کی ذیلی تنظیم ہے جو فقہ اسلامی سے متعلقہ خدمات انجام دیتی ہے، اس کے ارکان امت مسلمہ کے ماہر فقہاء ہیں۔

۶۔ مؤسسۃ مکہ مکرمہ خیریۃ: یہ بھی رابطہ کا ایک اہم ذیلی رفاہی وخیراتی ادارہ ہے جو بالخصوص عالم اسلامی کے یتیموں کی کفالت کرتا ہے، اس کے تحت بیس ہزار سے زائد یتیموں کی کفالت کی جارہی ہے۔

Marfat.com

معہد خادم حرمین شریفین برائے امور حج:

یہ معہد ملک عبدالعزیز یونیورسٹی جدہ کے زیر نگرانی تھا، جس نے سنہ ۱۳۹۵ھ میں حج سے متعلق امور پر غور و فکر سے اپنی نشاطات و سرگرمیوں کا آغاز کیا، اور اپنے ابتدائی سالوں ہی میں اہم پیش رفت کی، حج اور حجاج کرام اور ان سے متعلق امور پر خاصی معلومات جمع کیں تاکہ ان جمع کردہ معلومات کی روشنی میں پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کیا جاسکے، خامیوں کو دور کرکے حج اور حجاج سے متعلق امور و خدمات کو بہتر سے بہتر انداز میں عملی جامہ پہنایا جاسکے۔

سنہ ۱۴۰۱ھ میں وزراء کی مجلس نے ایک قرارداد پاس کی جس کی رو سے اس کو حج کی اعلی کمیٹی کے تابع کردیا گیا تاکہ یہ معہد حج کی اعلی کمیٹی کے لئے فنی اور میدانی امور میں تعاون فراہم کرے، اور گویا یہ معہد اعلی حج کمیٹی کے لئے مشاورتی بورڈ ثابت ہو، اس مذکورہ قرارداد نے معہد کے مقاصد کا تعین کیا تاکہ معہد ان کو عملی جامہ پہنائے اور ان مقاصد کو پورا کرے، یہ مقاصد درج ذیل ہیں۔

۱۔ ایک معلوماتی سینٹر کی بنیاد، جو حج سے متعلق معلومات جمع کرے تاکہ یہ معلومات مختلف اعداد و شمار اور حقائق کے اعتبار سے علمی مرجع ثابت ہوسکیں کہ ان پر مکمل اعتماد کیا جائے۔

۲۔ ایک ایسی تاریخی دستاویز کی تیاری جس میں تاریخی آثار و نقوش، تصاویر، افلام، نقشے، مخطوطات کا ورثہ جو حج اور امور حج اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کی تاریخ سے متعلق ہو، اور یہ دستاویز ایک علمی تاریخی مرجع ثابت ہو۔

۳۔ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے ماحول کی طبعی و فطری بقاء اور ماحولیاتی تلوثات سے ان مقدس مقامات کی حفاظت، نیز دونوں مبارک شہروں کے اسلامی تشخص کی بقاء و حفاظت۔

سنہ ۱۴۰۳ھ میں اس معہد کو ام القری یونیورسٹی (مکہ مکرمہ) کے ماتحت کردیا گیا، یہ معہد حج اور امور حج اور مشاعر مقدسہ سے متعلقہ ریسرچ و تحقیقات کے لئے مرجع کی حیثیت رکھتا ہے، اس معہد کو مسجد حرام اور مسجد نبوی شریف اور مشاعر مقدسہ کی فوٹوگرافی کی اجازت فراہم کی گئی تاکہ یہ معہد اپنے اعلام و میڈیا اور اپنے مرجعی حیثیت میں مزید تقدم و ترقی کرسکے۔

معہد نے مدینہ منورہ میں اپنی ایک شاخ قائم کی ہے تاکہ اس مبارک شہر میں بھی اس کے مقاصد کو آگے بڑھایا جاسکے۔

Marfat.com

حرمِ مکی شریف کا کتب خانہ:

حرم مکی سے منسوب یہ کتب خانہ اس وقت عزیزیہ محلہ میں عبداللہ خیاط روڈ پر واقع ہے، حرم شریف سے بجانب جنوب مشرق میں اس کا فاصلہ تقریباً (۵) کلومیٹر ہے، رئاسہ عامہ لشؤون المسجد الحرام والمسجد النبوی کے زیر انتظام ونگرانی ہے۔

یہ مکتبہ دوسری صدی ہجری میں عباسی خلیفہ محمد مہدی کے دور سنہ (۱۶۰ھ) میں حرم شریف کے اندر قائم کیا گیا، اور مرور زمانہ کے ساتھ ہر دور میں امراء وحکام نے اس پر توجہ مبذول رکھی، بالخصوص سعودی فرماں رواشاہ عبدالعزیز آل سعود نے اس مکتبہ پر خاص توجہ دی، اور اس کی تطویر وترقی کے لئے علماء کی ایک کمیٹی تشکیل دی، سنہ (۱۳۵۷ھ) میں اس کو مکتبہ حرم مکی شریف کا نام دیا گیا، اور شاہ نے اس کے لئے کتابوں کی خاصی مقدار ہدیہ کیں۔

سعودی دور سنہ (۱۳۷۵ھ) میں مسجد حرام کے پہلے سعودی توسیعی مرحلہ کے آغاز میں اس مکتبہ کو حرم شریف سے باہر منتقل کیا گیا۔

اس مکتبہ میں متعدد اقسام ہیں، سب سے اہم قسم مخطوطات کی ہے، جس میں تقریباً (۶۵۲۳) مخطوطات ہیں، ایک قسم مطبوعات کی ہے، جس میں ایک لاکھ بیس ہزار عناوین سے متعلق کتابیں ہیں۔

مذکورہ مکتبہ میں دوسری اقسام یہ ہیں، صوتیات (sounds) مائکروفلمیں، الیکٹرونکس آئٹمس وغیرہ وغیرہ اہم اشیاء ہیں، خواتین کے استفادہ کے لئے پردہ کے ساتھ مستقل دار المطالعہ ہے، ایک گوشہ ایسا ہے جس میں صرف وہ اشیاء ہیں جو حرمین شریفین سے متعلق ہیں۔

یہ مکتبہ روزانہ کھلتا ہے سوائے جمعہ کے دن کے، اس کے کھلنے کے اوقات صبح ساڑھے سات بجے سے ڈھائی بجے دوپہر تک اور تین بجے سے رات دس بجے تک ہیں۔

عدسة: خالد الشريف

Marfat.com

مکتبہ مکہ مکرمہ:

یہ کتب خانہ مسعی (سعی کرنے کی جگہ) سے مشرق میں شعب ابی طالب کے ابتدا میں واقع ہے، اس کو شیخ عباس قطان نے (۱۳۷۰ھ/۱۹۵۰ء) میں قائم کیا، اس مکتبہ کی نگرانی وزارۃ الشؤون الاسلامیہ سے متعلق ہے، اس مکتبہ میں بہت سی کتابیں اور اہم مخطوطات کے علاوہ بعض عمدہ تاریخی چیزیں ہیں، تادم تحریر یہ مکتبہ اپنی قدیم عمارت میں ہی ہے، یہ دومنزلہ عمارت ہے، اس کی کھڑکیاں لکڑی کی ہیں جن کا رنگ گہرا بُنّی ہے جو قدیم زمانہ سے مکہ کی عمارتوں کا تاریخی رنگ ہے۔

اس مکتبہ سے متعلق ایک اہم خصوصیت جو بیان کی جاتی ہے یہ ہے کہ یہ اُس جگہ پر قائم ہے جہاں آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی، جس وقت آنحضرت ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو یہ گھر حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی تحویل میں آ گیا تھا، زندگی بھر ان کے پاس رہا، ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد کے قبضہ میں رہا، پھر ان کی اولاد سے حجاج بن یوسف ثقفی کے بھائی محمد بن یوسف ثقفی نے اس مکان کو خرید کر اپنے گھر جس کو دار بیضاء کہا جاتا تھا میں شامل کر لیا، اس کے بعد ہارون رشید کی والدہ ام خیزران نے جب سنہ (۱۷۱ھ) میں حج کیا تو اس جگہ مسجد تعمیر کرادی تھی جس میں نماز ہوتی تھی۔

Marfat.com

کارخانہ برائے غلافِ کعبہ:

سنہ (۱۳۴۶ھ) میں سعودی فرماں رواشاہ عبدالعزیز نے پہلی مرتبہ مکہ مکرمہ میں غلاف کعبہ کی تیاری کے لئے ایک کارخانہ قائم کرنے کا حکم صادر کیا، اس سے قبل غلاف کعبہ مصر سے تیار ہو کر آتا تھا، اس کے بعد سنہ (۱۳۹۲ھ) میں شاہ فیصل نے اس کارخانہ کی تجدید کا حکم جاری کیا، چنانچہ یہ کارخانہ پایہ تکمیل کو پہنچا اور اس میں باقاعدہ غلاف کعبہ کی تیاری کا آغاز سنہ (۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء) میں ہو گیا۔

یہ کارخانہ مکہ مکرمہ کے ام الجود علاقہ میں پرانے مکہ جدہ روڈ پر رابطہ عالم اسلامی کے صدر دفتر سے متصل واقع ہے، اس کارخانہ میں ترقی یافتہ آلات و مشینیں لگائیں گئی ہیں، کارخانہ کئی اقسام پر مشتمل ہے، کپڑے کی سلائی کی قسم الگ ہے، غلاف کی پٹیوں کی تیاری کے لئے علیحدہ قسم ہے، غلاف کو رنگ کرنے کے لئے الگ گوشہ ہے، چھپائی کے لئے الگ جگہ مخصوص ہے، مشین کے ذریعہ کشیدہ کاری اور کڑھائی کے لئے الگ گوشہ ہے، اور ہاتھ سے کڑھائی کرنے کے علیحدہ جگہ تیار کی گئی ہے۔

اس کارخانہ میں خارجی غلاف کعبہ کی تیاری کے ساتھ ساتھ خانہ کعبہ کا اندرونی پردہ، اور آنحضرت ﷺ جس حجرہ شریفہ میں مدفون ہیں اس کا پردہ بھی تیار کیا جاتا ہے۔

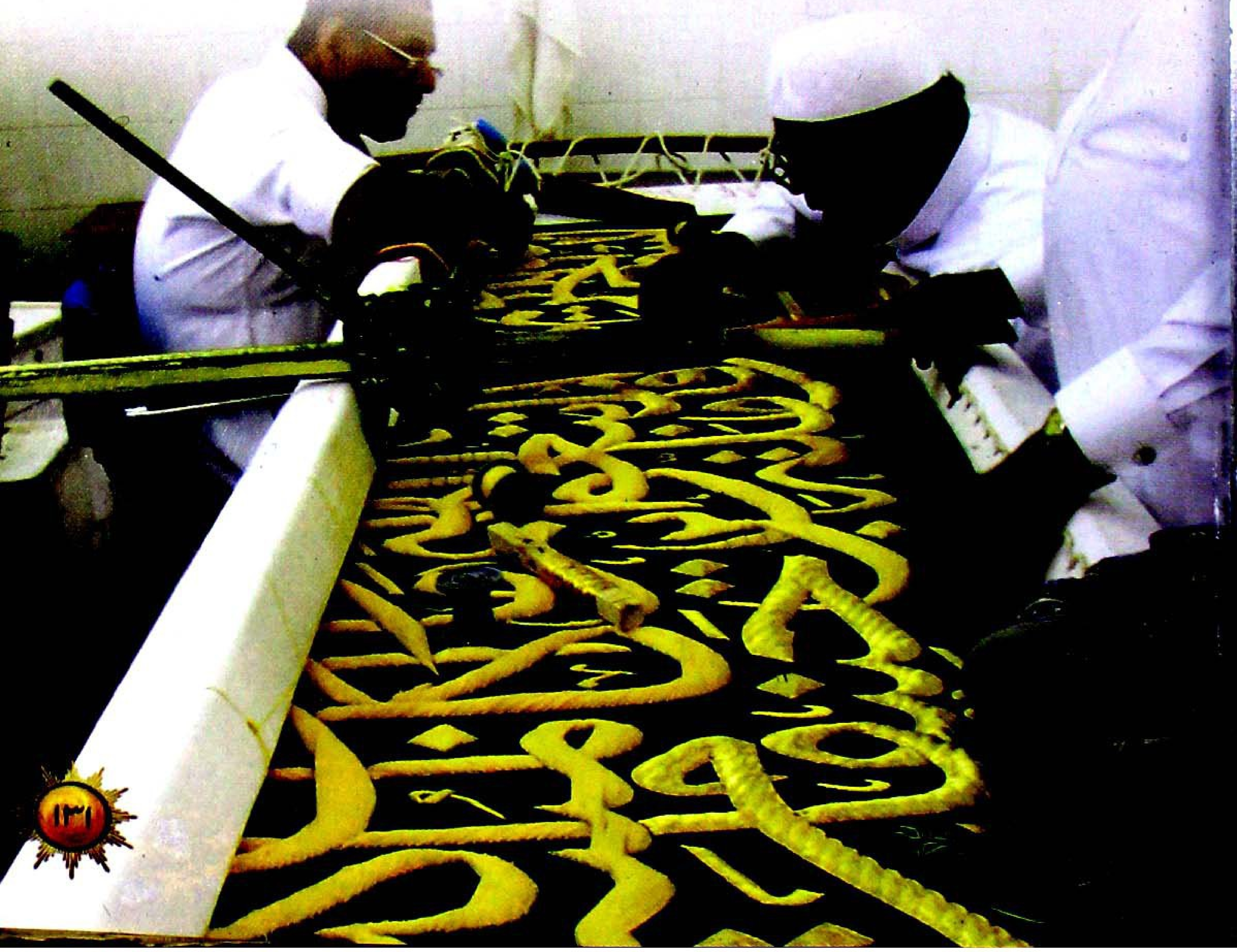

Marfat.com

حرمین شریفین نمائش گاہ:

یہ نمائش گاہ مکہ مکرمہ کے ام الجود علاقہ میں پرانے مکہ جدہ روڈ پر واقع ہے، غلاف کعبہ کے کارخانہ سے نزدیک ہی ہے، اس کا قیام سنہ (۱۴۲۰ھ) میں (۱۲۰۰) میٹر کے رقبہ پر عمل میں آیا، حرم مکی شریف اور مسجد نبوی شریف کی نگراں کمیٹی رئاسہ عامہ کے ماتحت ہی اس کا انتظام ہے۔

اس نمائش گاہ میں سات ہال ہیں جن میں حرمین شریفین کے دو مجسموں کے علاوہ بعض نادر قرآن مجید کے نسخے، اہم مخطوطات، ایسی پلیٹیں جن پر تحریرات کندہ ہیں، بہت سے قدیم اور قیمتی اثاثے، تصویری البم، نادر فوٹو گرافی وغیرہ کے نسخے محفوظ ہیں جن کا تعلق ماضی قدیم سے ہے، اور جو گویا حرمین شریفین کے زمانہ ماضی کی متعدد منہ بولتی تصاویر ہیں، اس میوزیم کی قدیم ترین اشیاء میں ایک اہم اور خاص چیز کعبہ شریف کے لکڑی کے ستونوں میں سے ایک وہ ستون ہے جس کا تعلق حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی کعبہ شریف کی تعمیر کردہ عمارت سے ہے، یہ تعمیر سنہ (۶۵ھ) میں انجام پائی تھی، اس متحف میں کعبہ شریف کے دروازے کا زینہ، مقام ابراہیم (علیہ السلام) کا مقصورہ، بیت اللہ شریف کا قدیم دروازہ، اور مسجد نبوی شریف کے دروازوں میں سے ایک دروازہ بھی ہے۔

اس نمائش گاہ کی زیارت کرنے کے اوقات صبح وشام دونوں ہی ہیں۔

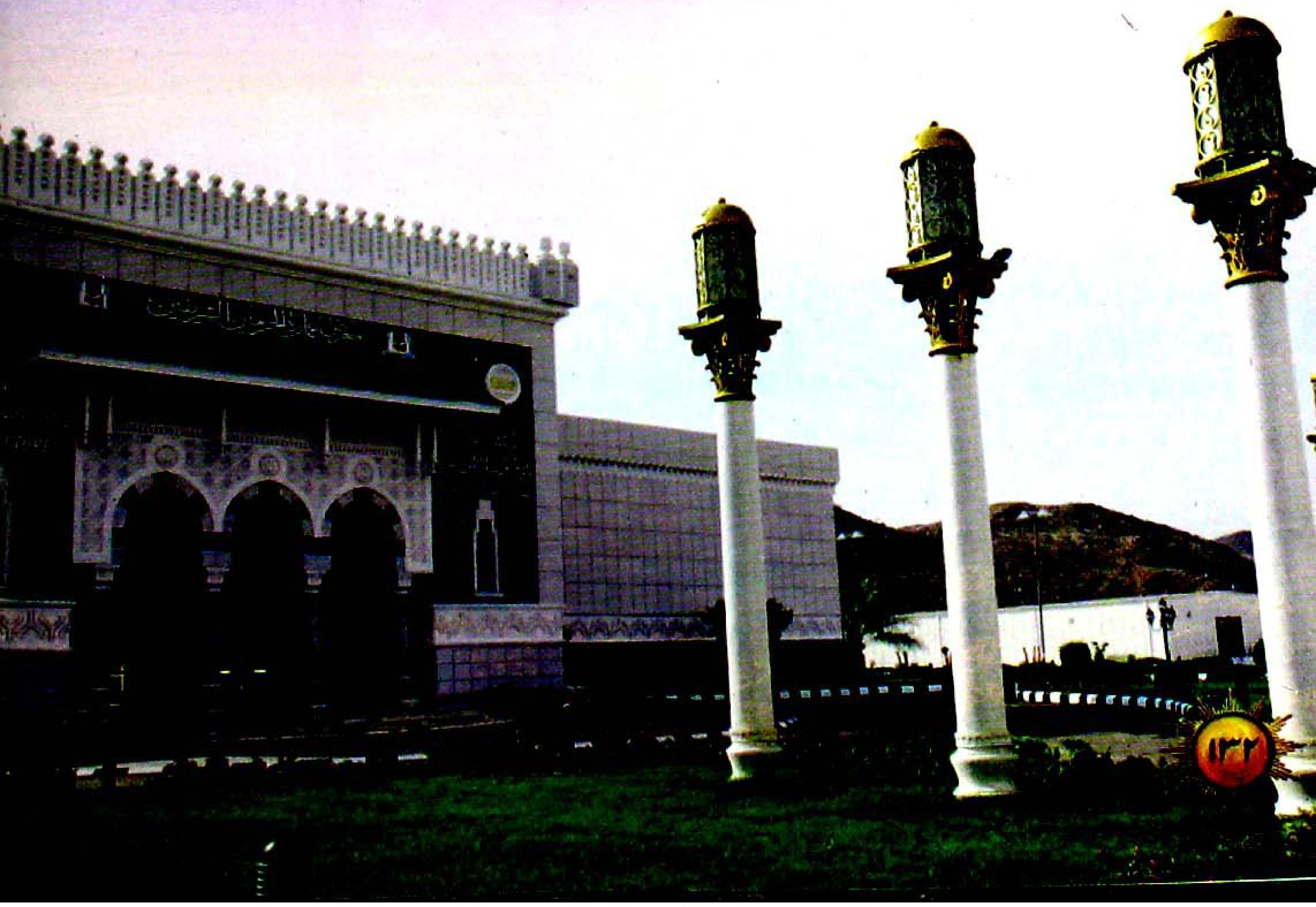

Marfat.com

متحفِ مکہ مکرمہ (مکہ مکرمہ میوزیم)

یہ میوزیم مدینہ روڈ پر حی الزاہر میں ملک عبدالعزیز آل سعود کے قصر میں واقع ہے، اس کا افتتاح (۱۴۲۷ھ) میں ہوا، اس کے رقبہ کی مساحت و پیائش (۳۴،۲۵) میٹر ہے۔

یہ میوزیم مکہ مکرمہ کے تاریخی وتہذیبی ورثہ کا گویا ایک نشان ہے جس کے پہلو میں مکہ مکرمہ کی عہد اول سے لے کر ہمارے اس دور تک کی تاریخ کو محفوظ کر دیا گیا ہے، اس میوزیم میں متعدد ہال ہیں جن میں مختلف زمانوں کی مکہ مکرمہ کی منہ بولتی تصاویر محفوظ ہیں، سب سے زیادہ مشہور وہ ہال ہے جس میں سعودی دور کے آثار محفوظ ہیں، اس کے بعد وہ ہال ہے جس میں مکہ کی ماقبل تاریخ کے آثار ہیں، ایک ہال وہ ہے جس میں مکہ مکرمہ کے علاقہ کے طبعی اور جیالوجی سے متعلق اہم اشیاء ہیں، ایک ہال وہ ہے جس میں مکہ مکرمہ سے متعلق وہ اشیاء محفوظ ہیں جن کا تعلق قبل اسلام سے ہے، ایک ہال وہ ہے جس میں سیرت نبویہ سے متعلق نادر اشیاء ہیں، ایک ہال وہ ہے جس میں مختلف زمانوں کے سکوں پر لکھی ہوئی تحریرات، اور حج سے متعلق قدیم اشیاء ہیں۔

اسی میوزیم میں تینوں سعودی دوروں کے مراحل سے متعلق اشیاء، تعلیمی مراحل وادوار سے متعلق آثار اور فن اسلامی کے نادر نمونے بھی رکھے ہوئے ہیں۔

عدسة: خالد الشريف

Marfat.com

بلد حرام کی تعظیم اسکیم:

یہ اسکیم سنہ (١٤٢٦ھ) میں عمل میں آئی، جس کا مقصدِ اساسی اس مقدس و معظم شہر مکہ مکرمہ کے تعظیمی پہلو کو یہاں مقیم اور آنے والے افراد کے درمیان اُجاگر کرنا ہے، تا کہ لوگ اس مقدس شہر کی امتیازی شان سے واقف ہوں، اور یہاں کی اسلامی ثقافت سے بہرہ ور ہوں، بلند مکارم اخلاق اور عالی قیم کو مکہ مکرمہ کے معاشرہ میں زندہ کیا جائے، اور یہاں کی معاشرت میں ثقافتی وتہذیبی اسلامی ورثہ کو عام کیا جائے، اس اسکیم کے تحت مکہ مکرمہ کے مختلف محلوں میں مراکز کھولے گئے ہیں جہاں سے مندرجہ بالا امور کی عملی کوششیں ہوتی ہیں، اس اسکیم کے اہم پروگراموں میں درج ذیل امور شامل ہیں:

١۔ سہ ماہی مکہ میگزین: ہر سہ ماہ میں یہ مجلہ شائع ہوگا۔

٢۔ مکہ میگزین برائے اطفال: یعنی بچوں کے لئے ایک رسالہ کا اجراء۔

٣۔ شبابِ مکہ پروگرام: یعنی مکہ کے نوجوانوں کے لئے پروگراموں کا انعقاد، جس کا مقصد یہ ہے کہ

Marfat.com

یہاں کے نوجوانوں میں ایسی روح پھونکی جائے کہ وہ معاشرتی کاموں اور بالخصوص حجاج ومعتمرین کی خدمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

۴۔ مکہ مکرمہ میں آنے والے وفود سے متعلق پروگرام: ان پروگراموں کا مقصد یہ ہے کہ بیت اللہ شریف حج کے لئے آنے والے منتخب افراد سے ملاقات اور ان کی زیارت وضیافت، نیز ان منتخب اور دنیا کے سر برآوردہ لوگوں کو سعودی حکومت کی اسلامی خدمات اور مسلمانوں کے لئے اس کی کاوشوں سے باخبر کیا جائے، اور مکہ مکرمہ کی روشن معاشرت سے ان کو آگاہ کیا جائے۔

Marfat.com

حرم شریف کے علاقہ کا زبردست ترقیاتی پلان

مکہ مکرمہ نے خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز حفظہ اللہ کے عہد میں حرم شریف کے علاقہ کا ایسا ترقیاتی منصوبہ دیکھا کہ ماضی میں جس کی نظیر نہیں، اس ماسٹر پلان میں حرم کے آس پاس کے علاقہ کی ایسی تعمیراتی ترقی ہے جو حرم شریف کے شایان شان ہو، اس ترقیاتی توسیع میں حرم شریف کے خارجی صحنوں کو اتنا کشادہ کر دیا جائے گا کہ نمازیوں کی ایک بڑی تعداد اس میں سما سکے گی، اس کے علاوہ حج وعمرہ پر آنے والے حجاج وزوار اور ضیوف الرحمٰن کی راحت رسانی کی ایسی سہولتیں فراہم کی جائیں گی جو اپنی مثال آپ ہوں گی، حرم شریف کے اس توسیعی پلان کو اس طرز پر آگے بڑھایا جا رہا ہے کہ ماضی کی تاریخ میں حرم شریف کے علاقہ میں ایسے کسی پلان کا وجود نہیں ملتا۔

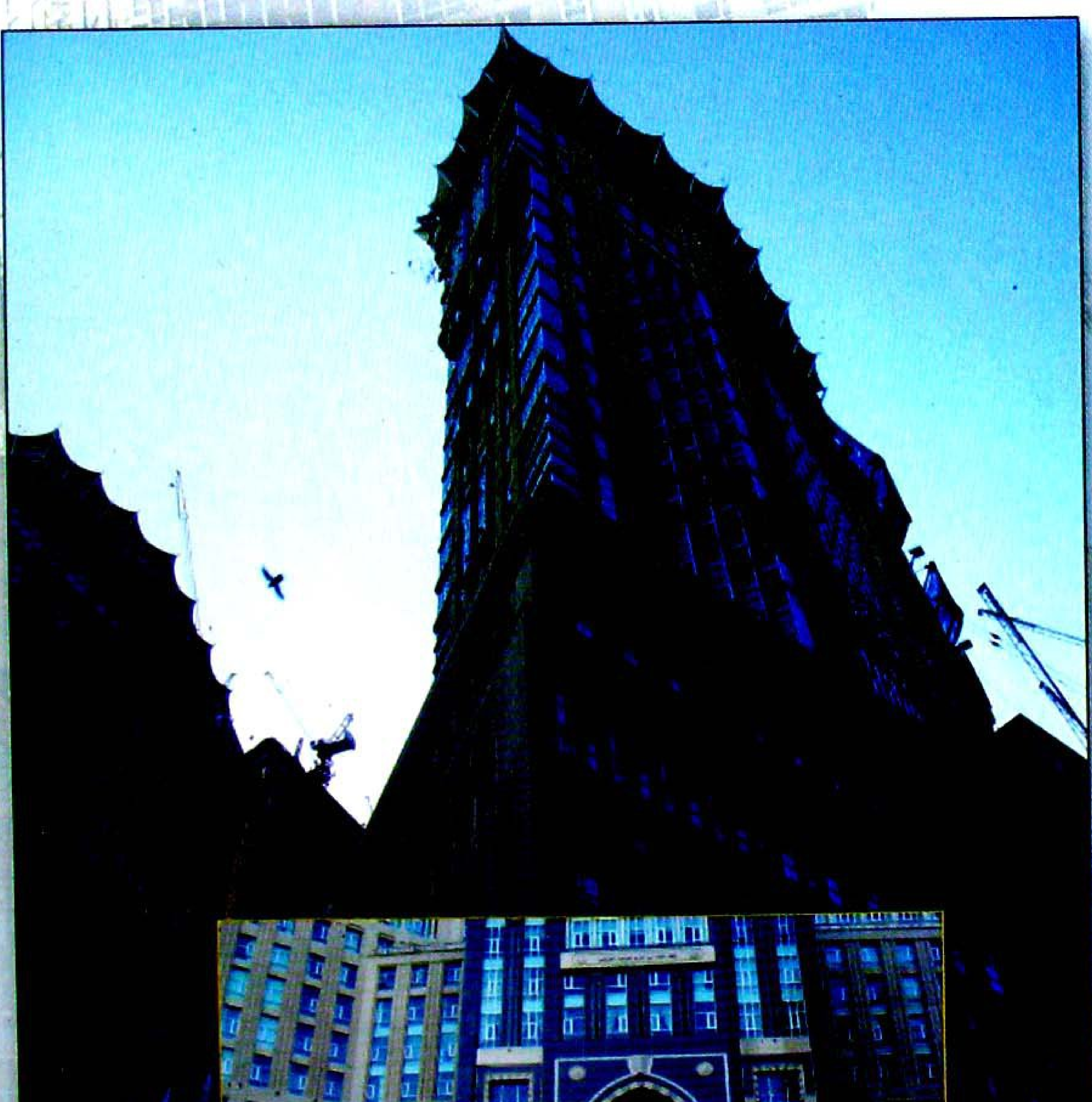

Marfat.com

حرم شریف کے مشرق میں خندمہ پہاڑ پروجیکٹ شروع ہو چکا ہے، اس پلان کا رقبہ (۱۲۵،۰۰۰) میٹر ہے، حرم شریف کے شمال میں قعیقعان پہاڑ کی چوٹیوں پر شامیہ علاقہ کا پلان چل رہا ہے، اس علاقہ کا پیمائشی رقبہ پندرہ لاکھ مربع میٹر ہے، حرم شریف کے مغرب میں جبل کعبہ پلان کا کام زور و شور سے چل رہا ہے، اس پلان کا رقبہ (۴۶،۰۰۰) میٹر ہے، حرم شریف کے جنوب مغرب میں جبل عمرؓ پلان جاری ہے، اس پلان کا رقبہ (۲۳۰،۰۰۰) میٹر ہے، حرم شریف کے جنوب میں شاہ عبد العزیز کے نام سے موسوم حرمین شریفین وقف پروجیکٹ تقریباً تکمیل کے مراحل میں ہے، اس کی پیمائش (۱،۴) ملین مربع میٹر ہے، یہ پروجیکٹ سات ٹاورز پر مشتمل ہے، سب سے بڑے ٹاور کی بلندی (۴۰۰) میٹر ہے، یہ پلان اپنی تعمیری بلندی میں ایک شاہکار ہے، شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز نے اس پلان کے پانچویں ٹاور کی چوٹی پر مکہ مکرمہ گھڑی نصب کرنے کا آڈر دیا ہے، اس کی بلندی تقریباً (۳۸۰) میٹر ہے۔

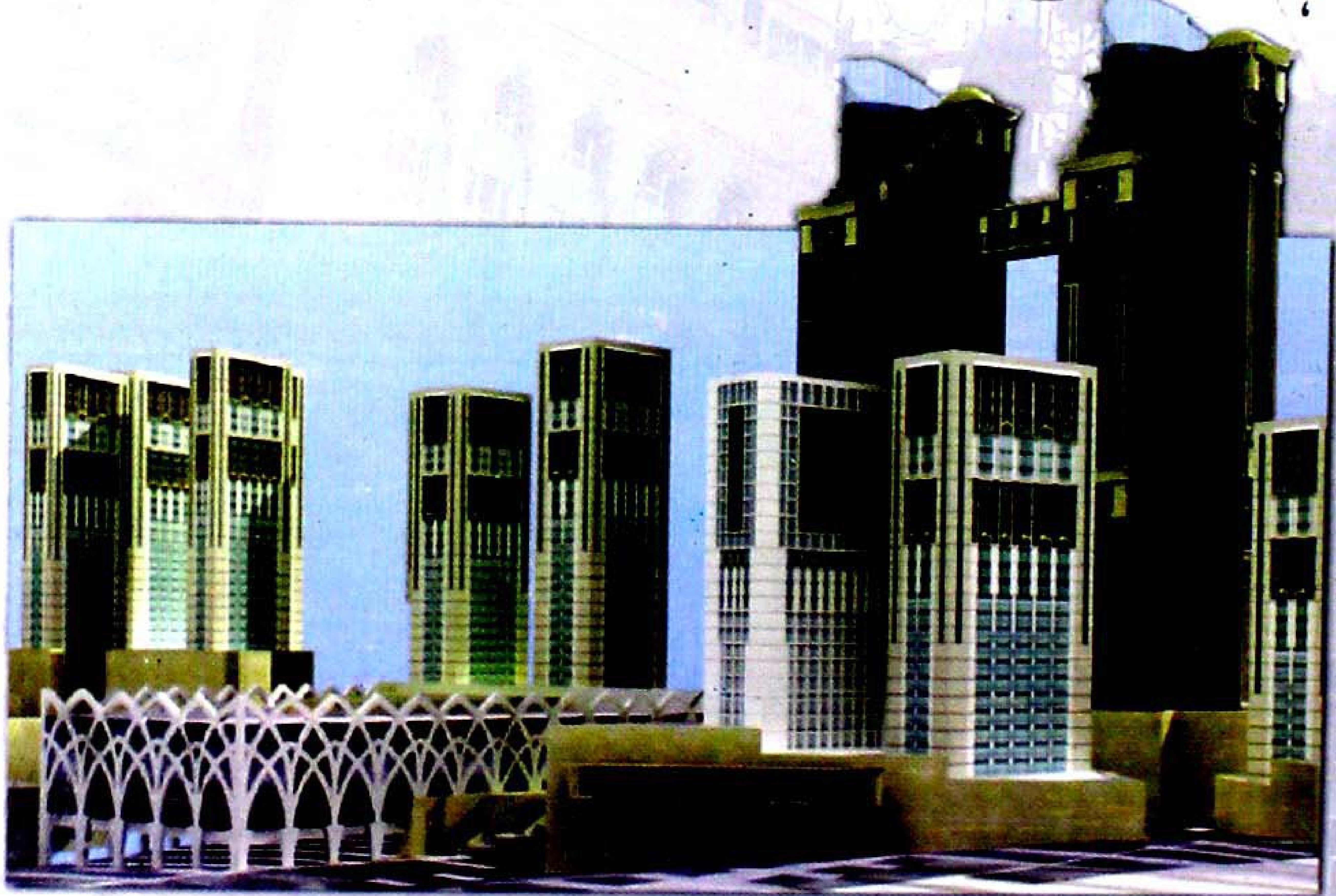

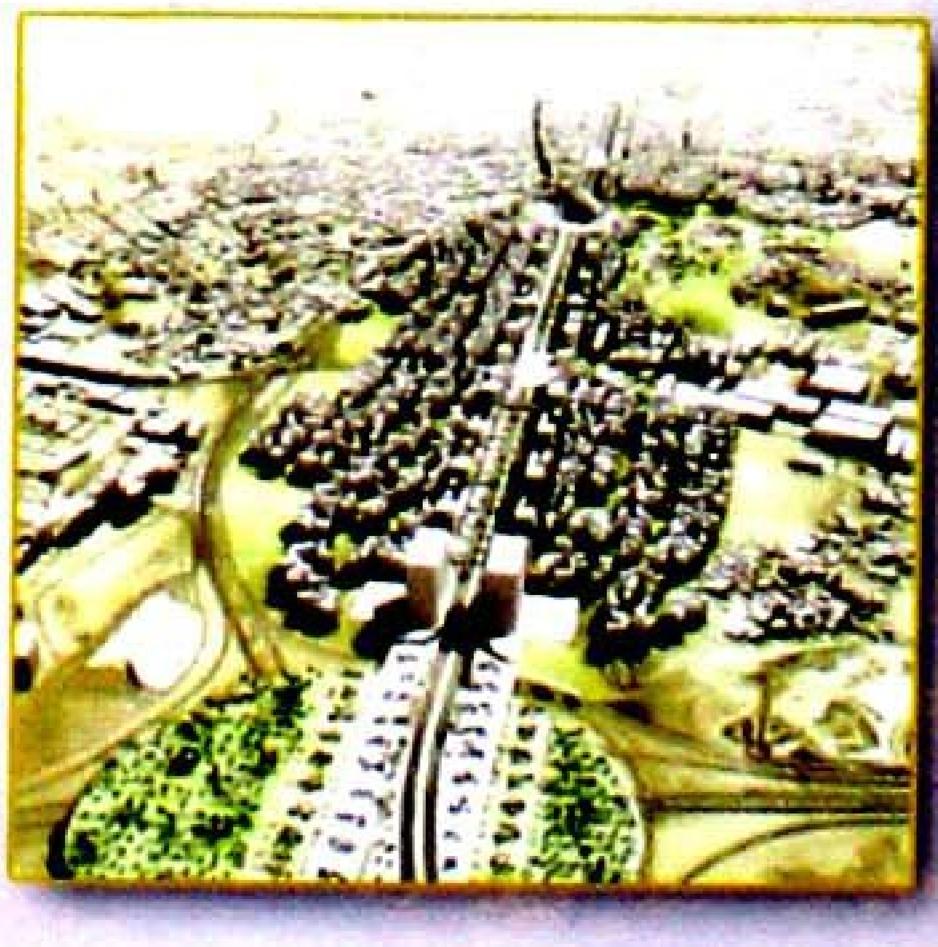

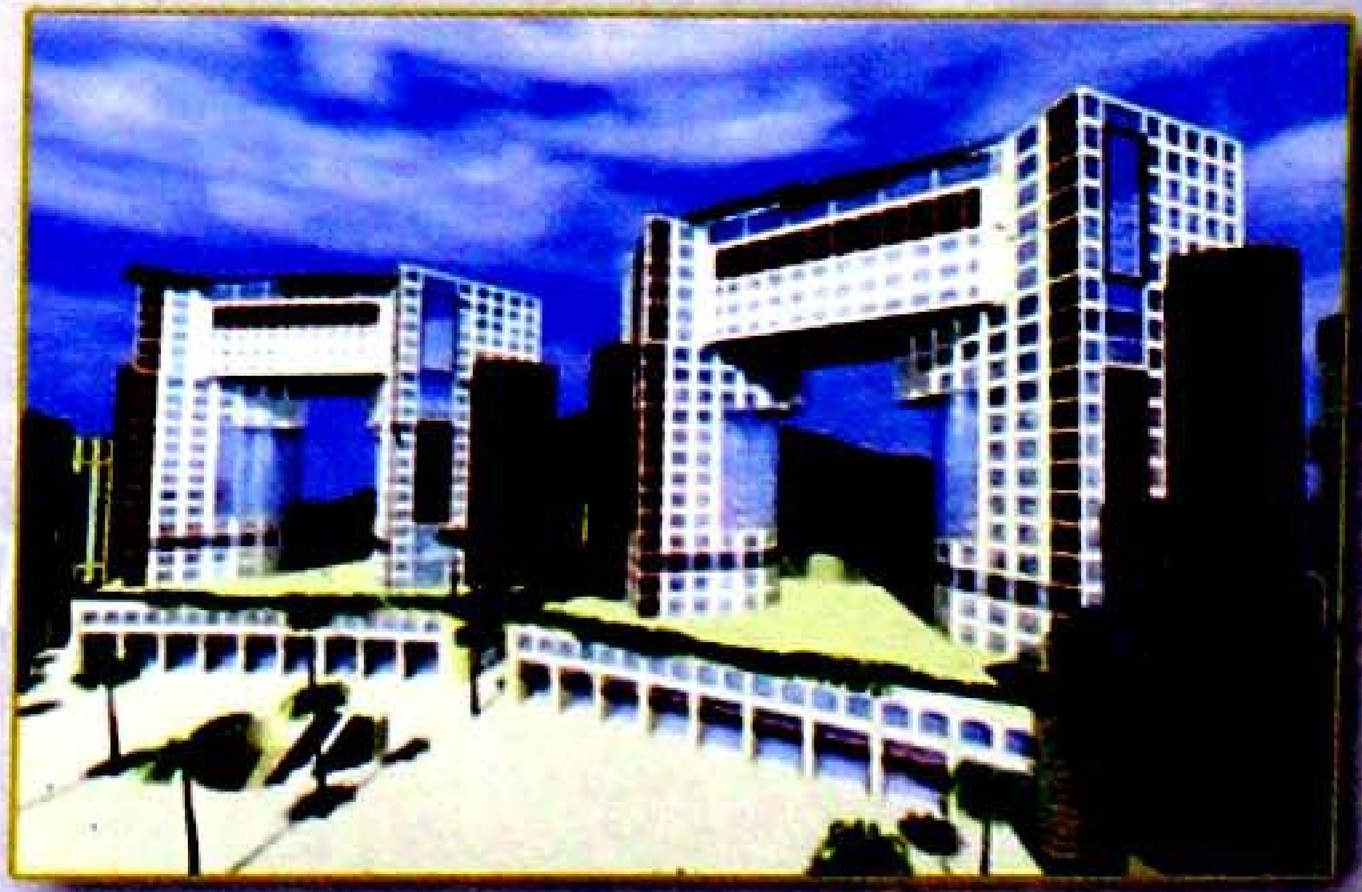

Marfat.com

مکہ مکرمہ میں تعلیمی سہولیات

غارِ حرا میں نازل ہونے والی قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت میں اس بات کا پیغام ہے کہ تعلیم حاصل کی جائے ارشاد باری تعالی ہے ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ﴾ (سورہ علق: آیت ۱) پڑھو اپنے اس رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔

دار ارقم میں سب سے پہلا اسلامی مدرسہ قائم ہوا، جس کے معلم جن وانس کے سردار سرور دو عالم حضرت محمد ﷺ تھے، فتح مکہ کے بعد آنحضرت ﷺ نے معاذ بن جبل اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہما کو مکہ مکرمہ چھوڑ دیا تھا تاکہ یہ دونوں حضرات یہاں لوگوں کو قرآن پاک اور دین اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرائیں، اس کے بعد خلفاء راشدین کے عہد میں حبر الأمۃ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مسجد حرام میں بیٹھ کر لوگوں کو تعلیم دیتے رہے، اس کے بعد ان تعلیموں حلقوں سے ایسا فیض پھیلا کہ ایک بڑی تعداد اہل علم کی ان حلقوں سے تیار ہوگئی جو علم وعمل کا پیکر تھی، اس کے بعد علوم میں تنوع پیدا ہوا جس کے آثار تمام عالمِ اسلامی میں ظاہر ہوئے۔

ہر زمانہ میں یہ مبارک ومقدس مسجد حرام علماء ومشائخ سے پُر رہی جن کے دروس کے حلقات بڑی آب وتاب کے ساتھ علمی دینی خدمات انجام دیتے رہے، ان حلقات کے مشائخ بعض تو وہ تھے جو اہل مکہ تھے بعض باہر کے حضرات تھے جنھوں مستقل طور پر مکہ مکرمہ کی سکونت اختیار کرلی تھی، اور بعض مشائخ وہ ہوتے تھے جو حج یا عمرہ سے یہاں آتے اور ایک مدت تک قیام کرکے واپس ہوجاتے، وہ اپنے اس طویل قیام میں علم کے پیاسوں کو اپنے علوم سے سیراب کرتے۔

دور ممالیک اور عثمانی ترکی دور میں مکہ مکرمہ میں بہت سے دینی مکاتب، رباط، کتب خانے، علمی مراکز اور اوقاف کے مدارس کا خاصا جال پھیل گیا تھا، ان میں بعض ایسے علمی مراکز تھی جن کی معنویت ایسی تھی کہ ان سے پڑھ کر جو لوگ نکلتے وہ فقہ وفتاوی اور درس وتدریس کے ماہر ہوتے [illegible] اور علمی دینی مراکز میں [illegible] کا نام سرفہرست ہے وہ یہ ہیں:

Marfat.com

مدرسہ زنجاریہ، مدرسہ شرابیہ، مدرسہ منصوریہ، مدرسہ سلطانیۃ غیاثیۃ، مدرسہ بنگالیہ، مدرسہ سلطان قایتبائی ،سلیمان عثمانی چار مدارس، مدرسہ رشدیہ، مدرسہ خیریہ، مدرسہ فخریہ ۔

پہلی عالمی جنگ کے دوران یہ تمام مدارس بند کردیئے گئے تھے، پھر ہاشمی دور میں ان میں سے بعض کھولے گئے، لیکن وسائل کی قلت اور حالات کے نشیب وفراز سے ان میں سے بھی اکثر مدارس بند ہوگئے، البتہ علماء کرام کے کچھ دروس کے حلقے حرم شریف میں باقی رہے جن کی وجہ سے کسی حد تک تعلیمی میدان کی ضرورت پوری ہوتی رہی۔

اس کے بعد سنہ (۱۲۹۲ھ) میں مدرسہ صولتیہ کا قیام عمل میں آیا، اور سنہ (۱۳۳۰ھ) میں مدرسۃ الفلاح کی داغ بیل پڑی، اس مدرسہ سے ایسے نابغہ افراد پڑھ کر نکلے جنہوں تعلیم وتربیت کے میدان میں نمایاں خدمات انجام دیں، مختصر یہ کہ یہ دونوں آخرالذکر مدرسے ہی وہ قدیم مدرسے باقی رہ گئے ہیں جو آج ہمارے اس دور میں بھی تعلیمی میدان میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

اس کے بعد سعودی دور شروع ہوا جس میں تعلیم کے میدان میں عظیم پیش رفت ہوئی، چنانچہ مکہ مکرمہ میں خوب تعلیمی مراکز وادارے قائم ہوئے، سنہ (۱۳۶۹ھ) میں شاہ عبدالعزیز نے کلیۃ الشریعہ (اسلامی شریعت کالج) قائم کرنے کا حکم جاری کیا، اور گویا یہ اس ملک میں بعد کے تعلیمی میادین کے لئے خشتِ اول ثابت ہوئی، اور یہی کلیۃ الشریعۃ جامعہ ام القری (ام القری یونیورسٹی) کی گویا اساس بنا، اس کے بعد ہی (۱۴۰۱ھ) میں جامعہ اُم القری (ام القری یونیورسٹی) قائم ہوئی، جس میں فی الحال (۱۲) کلیات (کالج) ہیں، اس یونیورسٹی میں علوم شرعیہ کے علاوہ، متنوع عربی علوم، تربیتی علوم، سماجی علوم اور بعض عصری علوم پڑھائے جاتے ہیں۔

سعودی حکومت نے اپنے دور میں عمومی تعلیم پر خاصی توجہ مبذول کی ہے چنانچہ تمام مقامی مدارس کو ایک حکومتی ادارے کے زیرِانتظام کردیا گیا ہے، ایک طرف جہاں لڑکوں کی تعلیم کے سلسلہ میں حکومتِ سعودی نے پیش قدمی کی ہے وہیں لڑکیوں کی تعلیم کے سلسلہ میں بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی اور لڑکے لڑکیوں دونوں جنسوں کے لئے تمام مراحل (ابتدائی، ثانوی، متوسطہ، کالج، یونیورسٹی) کے مدارس وکالجز اور تعلیمی ادارے قائم کئے ہیں۔

اس کے ساتھ پرائیوٹ مدارس واداروں کی بھی ہمت افزائی کی ہے جس کی وجہ سے چند سال سے بڑی تعداد میں پرائیوٹ وشخصی مدارس وادارے وجود میں آگئے ہیں۔

مکہ مکرمہ میں جہاں تعلیمی اداروں کی کثرت ہوگئی ہے وہیں طبی اور فنی وٹیکنکل معاہد وانسٹی ٹیوٹس بھی خوب پھیل چکے ہیں۔

Marfat.com

مکہ مکرمہ میں طبی سہولیات

مکہ مکرمہ میں طبی وصحت سے متعلق سہولیات دو قسموں کی ہیں، ایک قسم وقائی، (حفاظتی) اور دوسری قسم علاجی (معالجاتی)

القسم الوقائی (حفاظتی صحت عامہ) کے ضمن میں وہ تمام اختیار کی جانے والی تدابیر آتی ہیں جو عمومی حفظان صحت سے متعلق ہوتی ہیں، تاکہ اس مقدس شہر کو ہر قسم کی وباؤں اور متعدی امراض سے محفوظ رکھا جاسکے۔ باذن اللہ۔ مثلاً راستوں اور میدانوں کی صفائی کا اہتمام، حشرات اور مضر کیڑوں کا خاتمہ، کھانے پینے اور تمام اشیاء خوردنی کی شدید نگرانی اور ان کی تفتیش وغیرہ امور انجام دیئے جاتے ہیں، بالخصوص موسم حج اور رمضان وغیرہ میں اس نظام پر بہت زیادہ اہتمام و توجہ دی جاتی ہے، نیز ان ایام میں صحت عامہ بیداری کے پیغام کی نشر و اشاعت کی جاتی ہے، متعدی امراض سے بچاؤ کے لئے پیشگی احتیاطی ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔

القسم العلاجی: (معالجاتی قسم) کے تحت تمام طبی ادارے اور طبی مراکز آتے ہیں جن کی تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے، اس کے علاوہ وزارۃ الصحۃ (ہلیتھ منسٹری) نے فرسٹ ایڈ (First aid) کا

Marfat.com

جامع ترین پروگرام چلایا ہے، اس کے لئے جگہ جگہ مراکز اور سینٹرز قائم کئے ہیں، اس کے علاوہ ہسپتالوں کی بہت بڑی تعداد ہے جو اس شہر مبارک اور مشاعر مقدسہ (منی، مزدلفہ، عرفات) اور مکہ مکرمہ کے مضافات میں پھیلی ہوئی ہے، صرف عرفات میں تین ہسپتال ہیں، جن میں تین سو (۳۰۰) بیڈوں کی گنجائش ہے، (۴۶) فرسٹ ایڈ (First aid) کے مراکز ہیں، مزدلفہ میں (۶) (First aid) مراکز ہیں، منیٰ میں چار ہسپتال ہیں جن میں (۸۰۰) بیڈوں کی گنجائش ہے، ان ہسپتالوں کے علاوہ منی میں (۳۰) (First aid) کے سینٹرز (مراکز) ہیں، اس کے علاوہ جمرات (شیطانوں) کے پل پر مستقل طور پر طبی ٹیم متحرک و مستعد رہتی ہے اور وہاں (First aid) کے ساتھ بروقت ایمرجنسی کی تمام سہولیات میسر ہیں، بڑی تعداد میں اسعاف (ایمبولینس) کا انتظام ہے۔

مکہ مکرمہ میں طبی مراکز کی کل تعداد (۲۷) ہے، مسجد حرام میں (۵) مراکز ہیں، حکومتِ سعودی نے اس مبارک شہر میں پانچ بڑے ہسپتال قائم کئے ہیں، نیز حکومت کی جانب سے پرائیویٹ ہسپتالوں اور طبی مراکز و مستوصفات قائم کرنے کی مکمل طور پر ہمت افزائی کی جاتی ہے۔

Marfat.com

مکہ مکرمہ میں پکنک پارک اور تفریحی مقامات

مکہ مکرمہ کی میونسپلٹی نے اس شہر مبارک میں متعدد مقامات پر پارک اور تفریحی مقامات بنائے ہیں، ان پارکوں میں تمام تر سہولیات فراہم کی گئی ہیں، مناسب کھیل کود کے آلات والعاب نصب کیے ہیں تا کہ بچے ان پارکوں میں کھیل کود کر تفریح کرسکیں، ان کھیل کی چیزوں میں بعض عام قسم کی ہیں، اور بعض وہ ہیں جو بجلی سے چلتی ہیں، ان پارکوں میں اہم پارک درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

۱۔ مسفلہ کا حدیقہ: یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام روڈ پر واقع ہے اس کا رقبہ (۲۳،۰۰۰) میٹر ہے۔

۲۔ رصیفہ پارک: یہ پارک رصیفہ محلہ میں ہے، اور اس میں کھیل کود اور تفریحات کی تمام سہولتیں ہیں۔

۳۔ شبہ الجزیرہ عربیہ پارک: یہ پارک تیسرے رنگ روڈ سے متصل ہے، اس کے رقبہ کی پیمائش (۱۷۰،۰۰۰) میٹر ہے۔

۴۔ بدر پارک: یہ پارک زاہر محلہ میں مدینہ منورہ روڈ پر واقع ہے۔

ان مذکورہ پارکوں کے علاوہ (۸۴) مزید چھوٹے پارک ہیں جو مل [illegible] کے محلوں میں بنائے گئے ہیں، ان کی مساحت و پیمائش مختلف ہے، ان تمام پارکوں کا اجمالی رقبہ (۵۹۶،۲۸۰) میٹر ہے۔

Marfat.com

مکہ مکرمہ کی تجارت:

مکہ مکرمہ میں تجارتی سرگرمیاں نہایت اہمیت کی حامل ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر خانہ کعبہ کا وجود ہے جس سے سارے عالم کے مسلمانوں کا تعلق قدیم ترین ہے، چنانچہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے عہد سے دنیا کے گوشہ گوشہ سے لوگ حج کے لئے یہاں آتے رہے ہیں، مزید یہ کہ استراتیجی اعتبار سے اس شہر کا محل وقوع ایسا ہے کہ شام اور یمن سے آنے جانے والے قافلوں کی یہی قدیم گزرگاہ تھی، اس کے قریب ہی میں (بحراحمر کا) ساحل سمندر ہے، پھر اس پر مستزاد یہ کہ اس مقام کو ہمیشہ سے اللہ تعالی نے امن واستقرار کی نعمتوں سے نوازا ہے، یہاں کے تجارتی قافلے شمال وجنوب میں آتے جاتے تھے، اس کا ذکر قرآن کریم میں بھی اللہ تعالی نے فرمایا ہے سورہ قریش میں ہے

﴿لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ﴾ (سورہ قریش)

قریش کو مانوس کرنے کے سبب، انھیں سردی گرمی کے سفر کی تمام سہولیات فراہم کیں، پس قریش کو چاہیئے کہ وہ عبادت کریں اس گھر کے رب کی، جس نے انھیں کھانا دیا بھوک میں، اور امن دیا خوف میں۔

یہ تجارتی سرگرمیاں عہد نبوی میں مزید بڑھ گئیں تھیں، عہد راشدی میں اس میں مزید اضافہ ہوا، بڑے بڑے تجارتی قافلے تھے جن کا تجارتی دائرہ وسیع تھا اور صحابہ کرام میں سے بھی بعض حضرات ان میں اپنا سرمایہ لگاتے تھے، اسلامی فتوحات کی وجہ سے ان تجارتی قافلوں کا بھی دائرہ وسیع سے وسیع تر

Marfat.com

ہوتا گیا، لوگ فوج درفوج اسلام میں داخل ہونے لگے، جس کی وجہ سے اس مبارک شہر مکہ میں آنے والے لوگوں کی تعداد میں بھی خوب اضافہ ہونے لگا، حجاج کرام اور معتمرین حضرات کے علاوہ یہاں مجاورت کرنے کے لئے بھی بہت سے لوگ آ گئے، ان اساب مذکورہ کی وجہ سے مکہ مکرمہ کی تجارت میں خوب اضافہ ہوگیا یہاں تک کہ عباسی عہد میں مکہ مکرمہ میں بازاروں کی تعداد (۲۴) تک جا پہنچی، ان بازاروں میں زیادہ مشہور سوق اللیل اور سوق الصغیر نامی بازار تھے۔

مکہ مکرمہ میں یہ تجارتی پیش قدمی اور ترقی اسلامی ادوار میں بڑھتی رہی، البتہ کبھی یہاں کے سیاسی حالات کے نشیب وفراز کی وجہ سے اس میں خلل بھی واقع ہوتا رہا، کبھی ایسا بھی ہوا کہ یہاں کے حالات خراب ہوئے اور امن وامان کا فقدان ہوا رہزنی کے واقعات ہونے لگے تو اس کی وجہ سے حجاج کرام کی آمد رک گئی، جس سے تجارت پر اثر پڑا، اسی طرح کبھی تاجروں پر اور حجاج پر ٹیکس وغیرہ لگائے گئے جس کی وجہ سے تجارت پر اس کے سلبی اثرات مرتب ہوئے۔

سعودی دور میں امن وامان قائم ہوا، حاجیوں کے راستے محفوظ ہو گئے، ٹیکس ختم کر دیا گیا، وسائل نقل وحرکت اور آمد ورفت کی تمام سہولیات فراہم کردی گئیں جس کی وجہ سے سعودی دورِ حکومت میں یہاں کی تجارت میں خوب ترقی ہوئی، بالخصوص اس ملک میں تیل کی دولت ظاہر ہونے کے بعد تجارت میں زبردست پیش قدمی ہوئی، اور سامان کے امپورٹ اور کسپورٹ کا دائرہ خوب وسیع ہوا۔

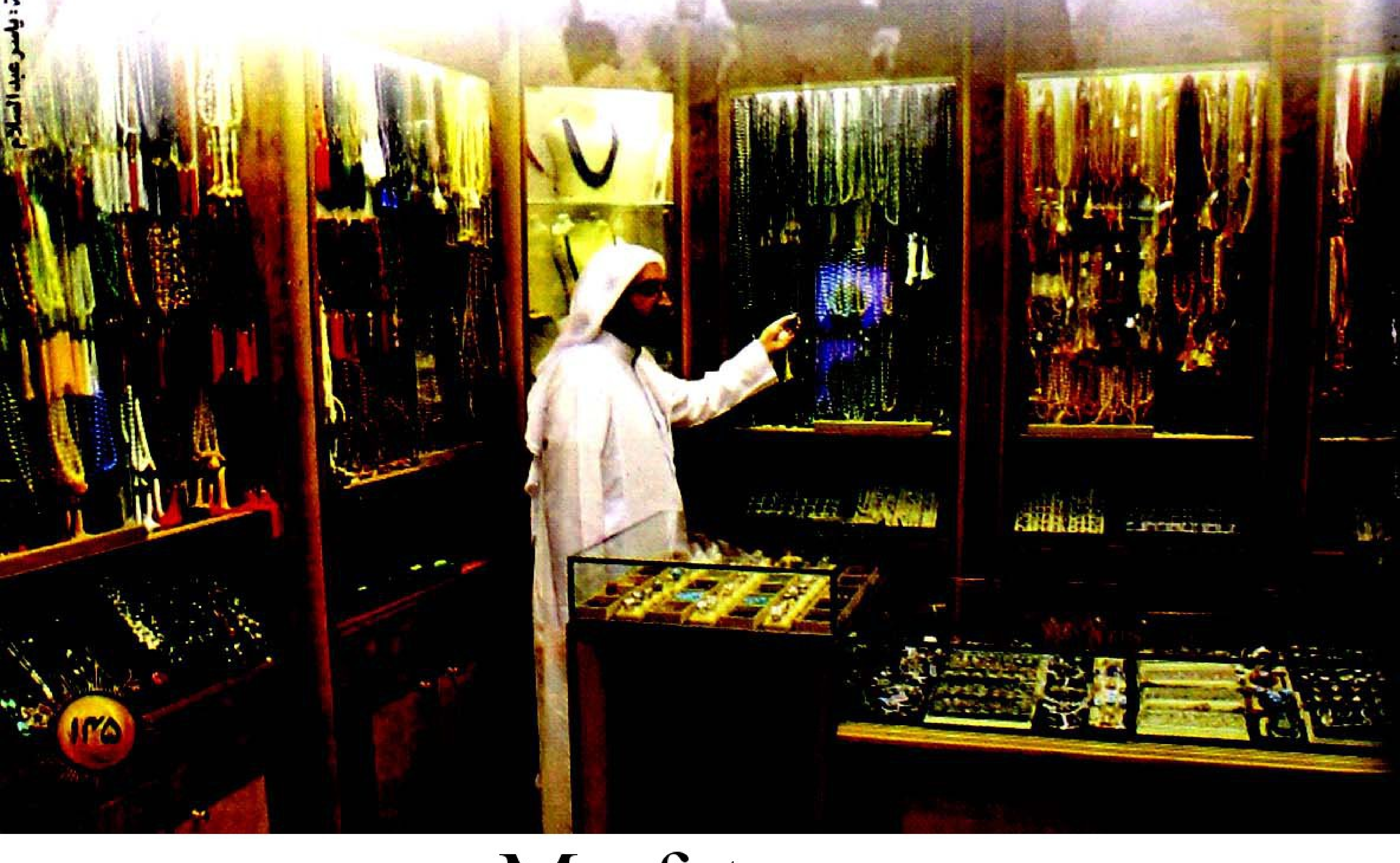

عدسة: ياسر عبد السلام

Marfat.com

مکہ مکرمہ میں صنعت وحرفت

مکہ مکرمہ میں قدیم زمانہ ہی سے ایسی چیزوں کی صنعت وحرفت رہی ہے جو مقامی ضرورتوں کو پورا کرسکیں، اور جن کی ایک معاشرہ کو ضرورت ہوتی ہے، جیسے چمڑے کو دباغت دے کر کے اسے قابل استعمال بنانا، چمڑے سے جوتے بنانا، اس سے بیگ اور شنطے (جو چھوٹے بیگ احرام کی چادروں پر باندھے جاتے ہیں) کی تیاری، لگام، ہودج وغیرہ چیزیں تیار ہوتی تھی۔

عہد نبوی اور عہد راشدی میں ان صنعتوں میں مزید اضافہ ہوا بہت سی تعمیراتی اور تجارتی اشیاء کی صنعت ہونے لگی، اور بعض پیشوں کے افراد میں اضافہ ہوا، خیاطین (سلائی کرنے والے) بڑھ گئے، حدادین (لوہاسازی کا کام کرنے والے) وغیرہ کی کثرت ہوگئی، اسلامی دور میں شہری زندگی میں مسلسل ترقی ہوتی چلی گئی اور اہل صنعت وحرفت افراد بکثرت ہوگئے جنھوں نے یہاں کے صنعتی میدان کو خوب پروان چڑھایا۔

سعودی دورِ حکومت میں بالخصوص جب یہاں پر اللہ تعالی نے پیٹرول کی نعمت ظاہر فرمائی تو حکومت نے مکہ مکرمہ کی تعمیر وترقی اور یہاں کی تجارت اور صناعت وحرفت کو آگے بڑھانے کے لئے خوب دل کھول کر اعانت ومدد کی، جس کی وجہ سے یہاں صنعت وحرفت کے مدارس اور انسٹی ٹیوٹ وجود میں آگئے، سنہ (۱۳۶۸ھ/۱۹۴۸ء) میں مکہ مکرمہ میں غرفہ تجاریہ صناعیہ (کمرشیل وٹیکنکل آفس) کا قیام عمل میں آیا، اس کے بعد یہاں کی صناعت نے مزید ترقی کی، کیمیائی اور پلاسٹک اور پیپر وغیرہ کے کارخانے کھل گئے، تعمیراتی مواد (مٹیریل) کی صنعت ہونے لگی، یہاں تک کہ اس قسم کے کارخانوں اور فیکٹریوں کے لئے غرفہ تجاریہ نے تنعیم کے علاقہ میں مستقل طور پر ترقی یافتہ صنعتی علاقہ (انڈسٹریز ایریا) مخصوص کردیا جہاں صنعت وحرفت میں خوب پیش قدمی ہونے لگی۔

یہ چیدہ چیدہ حالات تھے جو مکہ مکرمہ کی تاریخ ماضی وحال سے متعلق تھے، دعا ہے کہ اللہ تعالی مؤلف ومترجم کی اس کاوش کو قبول فرماکر ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین، ہذا وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین. مترجم محمد جاوید اشرف مدنی الندوی

Marfat.com

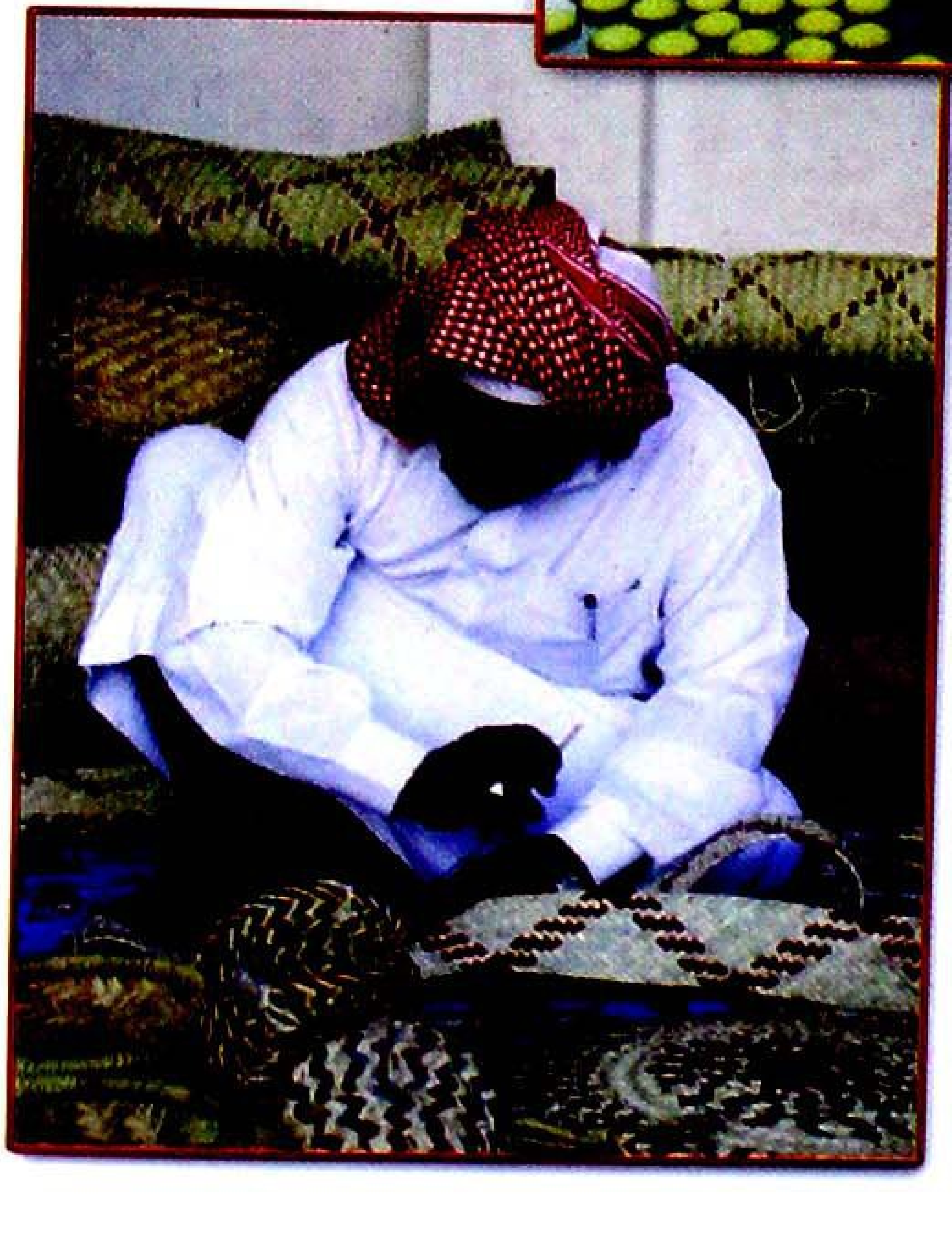

Marfat.com

فہرست

مقدمہ	۴
مکہ مکرمہ کا محل وقوع مناخ	۶
مکہ مکرمہ کی مرحلہ وار تاریخ	۸
قریش کا عہد	۱۰
ہجرت کے بعد مکہ کے حالات	۱۴
مکہ مکرمہ عہد نبوی میں	۱۶
مکہ مکرمہ عہد راشدی میں	۱۸
مکہ مکرمہ عہد بنوامیہ میں	۱۹
مکہ مکرمہ عہد عباسی میں	۲۰
عہد ممالیک	۲۲
مکہ مکرمہ ترکی عثمانی دور حکومت میں	۲۴
مکہ مکرمہ میں پہلا سعودی دور	۲۶
مکہ مکرمہ محمد علی پاشا کے عہد میں	۲۷
مکہ مکرمہ دوسرے عثمانی دور میں	۲۸
مکہ مکرمہ ہاشمی دور میں	۲۹
مکہ مکرمہ سعودی دور میں	۳۰
مکہ مکرمہ کے مختلف نام	۳۲
فضائل مکہ مکرمہ	۳۴
مکہ مکرمہ کی حرمت	۳۸
مکہ مکرمہ سے متعلق بعض اہم احکام	۴۰
میقات سے احرام	۴۲
کعبہ شریف	۴۴
کعبہ شریف کی تعمیر	۴۶
حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ کی تعمیر	۴۷
قریش کے ہاتھوں بیت اللہ شریف کی تعمیر	۴۸
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعمیر	۴۹
حجاج بن یوسف کے ذریعہ خانہ کعبہ کی تعمیر	۵۰
سلطان مراد خان عثمانی ترکی کی تعمیر	۵۱
حجر اسود	۵۲
رکن یمانی	۵۴
ملتزم	۵۵
میزاب: (پرنالہ)	۵۶
شاذروان	۵۷
غلاف کعبہ	۵۸
داخلی پردہ	۶۰
کعبہ شریف کے اندر کی ہیئت:	۶۱
مطاف (طواف کی جگہ)	۶۲
مقام ابراہیم (علیہ السلام)	۶۴
حطیم (حجر اسماعیل علیہ السلام)	۶۶
زمزم کا پانی	۶۸
صفا و مروہ اور سعی	۷۰
مسجد حرام کی تعمیر کی تاریخ	۷۲
مسجد حرام کے دروازے	۸۰
مسجد حرام کی مینارین	۸۱
مشاعر مقدسہ	۸۲
منیٰ	۸۳

Marfat.com

جمرات	۸۴
مسجد خیف	۸۶
مُزدلفہ	۸۸
مسجد مشعر حرام	۹۰
وادی مُحَسّر	۹۱
عرفات	۹۲
جبل رحمت	۹۴
مسجد نمرہ	۹۶
وادی عرنہ	۹۸
مسجد تنعیم	۱۰۰
مسجد جعرانہ	۱۰۲
مسجد بیعہ	۱۰۳
مسجد جن	۱۰۴
مسجد شجرہ	۱۰۵
مسجد رایہ	۱۰۶
مسجد اجابة	۱۰۷
معلی قبرستان	۱۰۸
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر	۱۰۹
جبل حراء	۱۱۰
جبل ثور	۱۱۲
جبل ابوقُبَیس	۱۱۴
جبل قعیقعان	۱۱۵
مُحصّب	۱۱۶
حُنَین	۱۱۷
بئر طوی	۱۱۸
نہر زُبَیدہ	۱۱۹
مکہ مکرمہ میں آنے والے سیلابوں کا ذکر	۱۲۰
مکہ مکرمہ کی سرنگیں	۱۲۱
اہل مکہ مکرمہ کے بعض معروف کام و پیشے	۱۲۲
سدانۃ والحجابۃ	۱۲۲
سقایہ	۱۲۳
طوافہ	۱۲۴
رابطہ عالم اسلامی	۱۲۶
معہد خادم حرمین شریفین برائے امور حج	۱۲۸
حرم مکی شریف کا کتب خانہ	۱۲۹
مکتبہ مکہ مکرمہ	۱۳۰
کارخانہ برائے غلاف کعبہ	۱۳۱
حرمین شریفین نمائش گاہ	۱۳۲
متحفِ مکہ مکرمہ (مکہ مکرمہ میوزیم)	۱۳۳
بلد حرام کی تعظیم اسکیم	۱۳۴
حرم شریف کے علاقہ کا زبردست ترقیاتی پلان	۱۳۶
مکہ مکرمہ میں تعلیمی سہولیات	۱۳۸
مکہ مکرمہ میں طبی سہولیات	۱۴۰
مکہ مکرمہ میں پکنک پارک اور تفریحی مقامات	۱۴۲
مکہ مکرمہ کی تجارت	۱۴۴
مکہ مکرمہ میں صنعت و حرفت	۱۴۶

Marfat.com

Marfat.com

من قناديل ستارة الكعبة عام ١٤٢٨هـ

Marfat.com

Marfat.com